ریاض النضرہ

جلد چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	الرّیاض النضرہ جلد چہارم
مصنف	:	حضرت علامہ محبّ الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	:	حضرت علاّمہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ
پہلی بار	:	2003ء
آٹھویں بار	:	2017ء
تعداد	:	ایک ہزار
کمپوزنگ	:	چشتی کمپوزنگ
ہدیہ	:	

قارئین! کتاب کے متن میں اگر کہیں غلطی نظر آئے تو

اِصلاح فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں دُرستگی کرلی جائے۔ (ناشر)

☆☆☆☆☆

اپنی کتابوں کی دیدہ زیب طباعت کے لیے رابطہ کریں۔

چشتی کُتب خانہ

جھنگ بازار فیصل آباد۔ دربار مارکیٹ لاہور

0300-6674752☆ 0300-7681230

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ
وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ
رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِیْمَاهُمْ فِیْ
وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ
فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ

(سورة الفتح آیت ۲۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ
مِنَ الۡمُهٰجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ
وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ
رَّضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ
وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ

"اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اُن کے لئے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں۔"

(سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

رسولِ پاکﷺ کے پیاروں سے پیار کرتے رہو
زمیں کے چاند سِتاروں سے پیار کرتے رہو

حضرت علاّمہ صائم چِشتی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین

منقبت بحضور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

رسولِ پاک کے پیاروں سے پیار کرتے رہو
زمیں کے چاند ستاروں سے پیار کرتے رہو

رُخِ حبیبِ زیارت گہِ صحابہ تھا
نظر نواز نظاروں سے پیار کرتے رہو

رَچی ہے دین کے گلشن میں بُوئے خُوں جن کی
ہمیشہ ایسی بہاروں سے پیار کرتے رہو

بنایا مالکِ جنت ہے جن کو دُنیا میں
خُدا کے یار کے یاروں سے پیار کرتے رہو

کٹے جو کرب و بلا میں فقط خُدا کے لئے
دِل بتول کے پاروں سے پیار کرتے رہو

متاعِ دیدہ و دِل وقفِ مصطفیٰ کر کے
نبی کے عشق کے ماروں سے پیار کرتے رہو

بہائے جو تھے صحابہ نے بہرِ دیں صائمؔ
عظیم خون کے دھاروں سے پیار کرتے رہو

(حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

پانچواں باب

ابو محمد طلحہ بن عُبید اللہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں

اس میں دس فصلیں ہیں

پہلی فصل

آپ رضی اللہ عنہ کے نسب کے بیان میں

آپ کے آباء کا بیان دسویں باب میں گزر چکا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مرّہ بن کعب میں مل جاتا ہے۔ اور آپ تیم بن مرّہ کی طرف منسوب ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کو قرشی تیمی کہا جاتا ہے۔

آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کعب بن سعد بن تیم میں مل جاتا ہے۔ آپ کی ماں صعبہ بنت عبداللہ بن عباد بن مالک بن ربیعہ حضرمی ہیں جو کہ علاء حضرمی کی بہن ہیں۔ اُنھوں نے اِسلام قبول کر لیا تھا۔

اس کو اِبن الضحاک نے الاحاد والمثانی میں بیان کیا ہے۔

دُوسری فصل

آپ رضی اللہ عنہ کے نام اور کُنیّت کے بیان میں

آپ کا نام جاہلیت اور اسلام میں طلحہ ہی رہا اور آپ کی کُنیّت ابو محمد تھی اور آپ کا لقب طَلحَۃُ الخَیْر تھا۔ یہ لقب آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد کے روز عطا فرمایا اور ایک قول غزوۂ بدر کا ہے جب آپ مُسلمانوں کی کسی ضرورت کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شامل نہ ہو سکے۔ اور آپ کا ایک لقب طَلحَۃُ الْفَیَّاض ہے۔ یہ لقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں غزوۂ ذات العشیرہ کے موقع پر عطا فرمایا۔

اور آپ کا ایک لقب طَلحَۃُ الجُوْد ہے۔ یہ لقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو غزوہ حنین کے دن عطا فرمایا۔

اس کو ابنِ قتیبہ اور صاحب الصفوۃ اور مُشکل الصحیحین اور فضائلی اور طائی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

اور طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اُحد کے روز ''طلحۃ الخیر''، اور غزوہ عشیرہ میں ''طَلحَۃُ الفَیَّاض'' اور یومِ حنین کو ''طَلحَۃُ الجُوْد'' کا نام دیا۔ اس کی تخریج ابن الضحاک نے کی۔

اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الصبیح الملیح اور الفصیح کہہ کر پکارا۔

طائی نے اس کو الاربعین میں نقل کیا ہے۔

اور موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ اُونٹ ذبح کیے اور ایک کنُواں ذوالقرد کے روز کھدوایا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عالیٰ عنہ نے لوگوں کو کھلایا پلایا تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فیاض کا لقب عطا فرمایا۔

اور روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کُنواں خرید کر اُسے صدقہ کردیا اور اونٹ ذبح کئے اور لوگوں کھلایا پلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ فیاض ہیں۔ تو آپ کو طلحۃ الفیاض کا نام دیا گیا۔ اس کی تخریج ابن الضحاک نے کی"

اور جہاں تک آپ کے لقب "طلحة الطلحات" کا تعلق ہے اُس کے بارے میں کہا گیا ہے۔

رحم الله أعظماً دفنوها

بسجستان طلحة الطلحات

اللہ تعالیٰ اُن ہڈیوں پر رحم فرمائے جنہیں سجستان میں دفن کیا گیا۔ وہ طلحۃ الطلحات تھا۔ آپ خزاعۃ کے ایک فرد تھے۔ اس روایت کو ابن قتیبہ نے بیان کیا۔

تشریح

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جود و سخاوت کی وُسعت کی وجہ سے "طلحۃ الجود" اور "طلحۃ الفیاض" کا لقب دیا گیا۔ آپ بہت بڑے سخی تھے۔ عنقریب آپ کی سخاوت کے وصف کو جنہوں نے بیان کیا اس کے باب میں انشاء اللہ اس کا کچھ حصہ آئے گا۔ اور غزوہ ذات العشیرہ اور اس کو العشیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ بطنِ ینبع میں ایک جگہ ہے۔

تیسری فصل

آپ رضی اللہ عنہ کا حُلیہ

بعض کا قول ہے کہ آپ کی رنگت گندم گوں تھی۔ آپ کے بال بکثرت تھے جو نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی بہت زیادہ گھنگریالے تھے۔ آپ کا چہرہ خُوبصورت تھا۔ آپ کی ناک پتلی تھی۔ جب آپ چلتے تو تیز چلتے۔ آپ اپنے بالوں کو بکھرنے نہ دیتے۔ اُبوعمر نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور کہا گیا ہے بغوی نے اس کے علاوہ حکایت نہیں کیا۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا سراپا

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُرخی مائل سفید رنگت کے مالک تھے۔ آپ کا قد درمیانہ تھا جو طوالت کی بنسبت پست قامت کے زیادہ قریب تھا۔ آپ کا سینہ کُشادہ اور کندھے چوڑے تھے۔ جب آپ متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے۔ آپ کے پاؤں موٹے تھے جن میں ورم نہیں تھا۔'' ابن قتیبہ نے یہ دونوں اقوال بیان کیے ہیں۔

تشریح

آدم گندم گوں کو کہا جاتا ہے۔ الادمۃ گندم گوں کو کہا جاتا ہے۔ اور الادمۃ کسی چیز کی طرف وسیلہ کو کہا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ فراء نے کہا اور السبط ہا کی کسریٰ کے ساتھ اور اس کے اسکان کے ساتھ لٹکے ہوئے سیدھے بال اور جعد اس کی ضد ہے اور القطط بہت زیادہ گھنگریالے بالوں کو کہا جاتا ہے اسور عزنین الانف اس کا اوّل حصّہ ہے (نرم ہڈی والا حصّہ) جو ابروؤں کے اکٹھے ہونے کی جگہ کے نیچے ہے اس کا اطلاق ناک پر بھی ہوتا ہے اور عزنین ہر چیز کے اوّل کو کہا جاتا ہے۔

چوتھی فصل

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اِسلام کے بارے میں

ابراہیم بن طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے۔! حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں بصرہ شہر میں تھا کہ میں نے ایک رَاہب کو اُس کے گرجا میں دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا اس موسم والوں سے پُوچھو کہ کیا کوئی حرم والوں میں سے ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ہاں میں ہوں۔

اُس نے کہا کیا احمد ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔ طلحہ کہتے ہیں میں نے پُوچھا کون احمد؟

اُس نے کہا! ابن عبد اللہ بن عبد المُطلب

یہ اُن کا مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہونگے۔ وہ آخری نبی ہیں اور وہ حرم سے نکلیں گے اور اُن کی ہجرت کھجوروں والی چراگاہ اور حرہ اور سباخ یعنی سیاہ پتھروں والی ویران زمین کی طرف ہوگی۔

پس تم پر لازم ہے کہ اُن کی طرف سبقت کرو۔

طلحہ کہتے ہیں! اُس نے جو کچھ کہا وہ میرے دل میں اُتر گیا۔ تو میں جلدی سے روانہ ہوا حتیٰ کہ مکہ پہنچ گیا تو میں نے لوگوں سے پُوچھا کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے؟

اُنہوں نے کہا! ہاں محمد بن عبد اللہ نے دعویٰ ءِ نبوت کر دیا ہے اور اُن کی اتباع ابن ابی قحافہ نے کر دی ہے۔

طلحہ کہتے ہیں! تو میں وہاں سے نکلا یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور اُن سے پُوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کر لی ہے؟

اُنہوں نے کہا! ہاں اور آپ بھی اُن کے پاس جا کر اُن کی اتبّاع کر لیں۔ یقیناً وہ حق کی طرف بُلاتے ہیں۔ اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُس راہب کی بات کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس بات سے خوش ہوئے۔ جب ابو بکر اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے اسلام قبول کر لیا تو نوفل بن خویلد نے دونوں کو پکڑ کر ایک ہی رسی سے باندھ دیا۔ بنو تمیم نے ان دونوں کا دفاع نہ کیا پس اسی وجہ سے حضرت ابو بکر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو قرینین کہا جاتا ہے۔

اس کو فضائلی اور صاحبِ فضائل ابی بکر نے درج کیا ہے۔

اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عثمان بن عبید اللہ بھی مسلمان ہوئے۔ اُن کی والدہ کریمہ بنتِ موھب تھیں جو کندہ میں سے تھیں اور کہا گیا ہے کہ بنتِ جندب تھی جو بنو سواۃ بن عباس بن صعصہ میں سے تھیں اور آپ کے بیٹے عبد الرحمٰن بن عُثمان کو بھی شرفِ صحبت حاصل ہے اور اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت بھی بیان کی ہے۔ اور حضرت طلحہ کا ایک تیسرا بھائی بھی تھا جو بدر کے روز حالتِ کفر میں قتل ہوا"

پانچویں فصل

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے بیان میں

میں نے کوئی بھی ایسی چیز نہ پائی جو آپ کو خاص کرتی ہو مگر یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت فرمائی اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں رہے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ مبارک اس حال میں ہوا کہ وہ حضرت طلحہ سے راضی تھے اور اُحد وغیرہ کے واقعات اِس پر شاہد ہیں۔

چھٹی فصل

آپ رضی اللہ عنہ کے خصائص میں

آپ کے خصائص میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ اُحد کے روز بیٹھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی پُشت پر سوار ہو کر ایک چٹان پر چڑھے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں تو جب آپ نے چٹان پر چڑھنے کا اِرادہ فرمایا تو نہ چڑھ سکے۔ چُنانچہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے بیٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی پُشت پر سوار ہوئے حتیٰ کہ چٹان پر چڑھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ”طلحہ نے (جنت) واجب کر لی ہے“ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو حاتم نے کہا یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔

اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا! اُحد کے روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی پُشت پر سوار کیا حتیٰ کہ آپ چٹان پر چڑھ گئے۔ تو آپ مُشرکین سے پوشیدہ ہو گئے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی پُشت کے پیچھے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جبریل مُجھ سے تمہارے بارے میں کہہ رہا ہے کہ تم قیامت کی ہولناکی نہیں دیکھ سکو گے مگر یہ کہ میں تمہیں اُس سے نکال لوں گا۔

اس کی تخریج فضائلی نے کی۔

اُحد میں حضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خِدمت کا اِعزاز

آپ کے خصائص میں ہے کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُحد کے دن اُٹھایا یہاں تک کہ آپ سیدھے کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابی سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اُحد کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک پتھر مارا جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے والا داھنا دانت مُبارک شہید ہو گیا اور آپ کا نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا۔'' اور عبداللہ بن شہاب زہری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشانی مبارک کو زخمی کر دیا تھا اور ابن قمہ ملعون نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخسار مبارک کو زخمی کر دیا تو آپ کے خود کی کڑیوں میں سے ایک کڑی آپ کے رُخسار مُبارک میں دھنس گئی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر گئے جو عامر نے کھودے ہوئے تھے۔ تا کہ مُسلمان بے خبری میں ان میں گریں تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ کو پکڑا اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اُٹھایا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیدھے کھڑے ہو گئے اور مالک بن اَبی سعید خُدری

رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس کے ساتھ میرا خُون مل گیا اُس کو آگ نہیں چھوئے گی۔

اس کی تخریج ابن اسحاق نے کی۔"

حضور ﷺ کی محافظت کا شرف

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو احد کے دن اُٹھانے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے قتال کرنے کے اِختصاص کے بیان میں۔"

عائشہ بنتِ طلحہ سے مروی ہے فرماتی ہیں! اُحد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے والے دانت شہید ہو گئے اور آپ کا چہرہ مُبارک زخمی ہو گیا اور آپ اکیلے ہو گئے اور قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گھیر لیا جاتا تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اُٹھانا شروع کیا اور اُلٹے پاؤں واپس لوٹ آئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی کسی مُشرک کو پاتے اُس کے ساتھ قتال کرتے یہاں تک کہ آپ کو گھاٹی میں پہنچا دیا"

اس کی تخریج فضائلی نے کی"

اُحد کے روز آپ کے اِختصاص کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یوم اُحد کا ذکر کرتے تھے، فرماتے! یہ سارے کا سارا دن طلحہ کا تھا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! یومِ اُحد میں مَیں سب سے پہلے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اور ابو عبیدہ بن الجراح کو فرمایا کہ تُم طلحہ کو ڈھونڈو۔ حالانکہ آپ خُون نکلنے کی وجہ سے نقاہت کا شکار تھے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زخموں کی مرہم پٹی کی۔

پھر ہم ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں طلحہ کے پاس آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کے جسم پر ستر سے زائد یا اس سے کم یا زیادہ نیزوں اور تیروں تلواروں کے زخم تھے اور آپ کی

اُنگلی کٹ چکی تھی تو ہم نے اُن کے زخموں کی مرہم پٹی کی۔"

اس کی تخریج صاحب الصفوۃ نے کی" اور ابو حاتم نے اس کے معنیٰ کی تخریج کی"

اور اس روایت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مُنہ موڑ کر چلے گئے تو مَیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آنے والا پہلا شخص تھا تو میں نے آپ کے سامنے ایک شخص کو لڑتے ہُوئے اور آپ کی حفاظت کرتے ہوئے دیکھا تو مَیں نے دو مرتبہ کہا کہ طلحہ تُم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ پھر میں نے اپنے عقب میں ایک آدمی کو دیکھا گویا کہ وہ کوئی پرندہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ مُجھے آ ملا پس میں نے اُسے دیکھا تو ابُو عبیدہ بن الجراح تھے۔ چنانچہ ہم دونوں دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف آئے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے حضرت طلحہ کو زخمی حالت میں پڑا ہوا دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کو دیکھو۔ تو میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زخم کی طرف جُھکا جو آپ کی پیشانی مبارکہ اور آپ کے رُخسار مبارک پر مارا گیا تھا میں اُس تیر کو نکالنے کے لئے جھکا تو ابو عبیدہ بن الجراح نے مجھے کہا اے ابو بکر! میں تُجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہ آپ مجھے نکالنے دیں۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اُن کے لئے اس کو چھوڑ دیا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر کو اپنے مُنہ سے پکڑا اور حرکت دینا شروع کیا حالانکہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف دیں۔ پھر اُسے اپنے دانتوں سے نکال لیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: پھر میں اُس تیر کی طرف جھکا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رُخسار مُبارکہ میں پیوست تھا تا کہ مَیں اُس کو نکالوں تو ابو عبیدہ نے مجھے کہا اے ابو بکر! مَیں تُجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے نکالنے دیں۔ تو اُنہوں نے اس تیر کو

اپنے منہ سے پکڑا اور حرکت دی۔ حالانکہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دیں۔ پھر اُس کو بھی نکال دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون نکلنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی زیادہ لاغر اور کمزور ہو چکے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس سے زیادہ نیزوں تلواروں اور تیروں کے زخم آئے ہوئے تھے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافظت

اور قیس بن ابی حازم سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے شل ہاتھ کو دیکھا جس کے ساتھ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُحد کے روز دفاع کیا تھا۔

اس کی تخریج بُخاری وابو حاتم نے کی۔"

صاحبِ اِستقامت

اور ابوعثمان سے روایت ہے فرمایا! اُن ایام میں سے بعض میں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طلحہ اور سعد کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا۔ تو آپ سے صحیح ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔

آپ کے جسم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے دستِ اقدس سے اُحد کے روز چھونے کے اختصاص کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قوّت عطا فرمادی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جب اُحد کے روز زخمی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ اقدس اُن کے جسم پر پھیرا اور فرمایا! اے اللہ اسے شفا عطا فرما اور قوت عطا فرما۔ تو وہ تندرست ہو کر کھڑے ہوئے اور دشمن کی طرف لوٹے۔

اِس کی تخریج الملاوی نے کی۔"

کجاوہ دُرست کرنے میں اوّلیت

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اختصاص کا بیان کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کجاوہ کو درست کرنے کے لئے سبقت لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے لئے بُلایا۔

جبریل کا طلحہ کو سلام و پیغام

حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک رات سُنا اس حالت میں کہ آپ کا کجاوہ گر چکا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمارہے تھے کون میرے کجاوہ کو درست کرے گا؟ اس کے بدلے اُسے جنت حاصل ہوگی۔ تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور اُس کو درست کیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوار ہو گئے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا! اُے طلحہ یہ جبریل آپ کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت کی ہولناکیوں میں مَیں آپ کے ساتھ ہوں گا یہاں تک کہ میں آپ کو اُن سے نجات دوں گا۔ اس کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے تخریج کیا ہے۔

ساتویں فصل

طلحہ کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنّت کی گواہی دینا

اس کا ایک حصہ دسویں باب میں گزر چکا ہے۔

طلحہ جنّت میں ہیں

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ طلحہ جنت میں ہیں۔ اس کی تخریج امام ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے یہ غریب ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اُحد کے دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **اوجب طلحۃ الجنت** یعنی طلحہ کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اس حدیث کی تخریج امام بغوی نے اپنی معجم میں کی۔"

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ میرے اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان مال کا تنازعہ تھا۔ میں اُس کی تقسیم کرنا چاہتا تھا جبکہ حضرت عبدالرحمٰن اس کو میری زمین کھیتی باڑی کے لیے سیراب کرنا چاہتے تھے۔ لیکن میں نے اُن کو منع کر دیا۔"

حضرت عبدالرحمٰن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت طلحہ کی اس بات کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم اُس شخص کے بارے میں شکایت کر رہے ہو جس پر (جنت) واجب ہوگئی ہے، اور مجھے اُن کے بارے میں بشارت دی۔ حضرت طلحہ کہتے ہیں: میں نے کہا! بھائی مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے مال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میری شکایت کی ہے۔

اُنہوں نے کہا! ہاں بے شک ایسے ہوا ہے۔اور کہا! میں اللہ اور اُس کے رسول کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آپ ایسے ہی ہیں۔اس کی تخریج فضائلی نے کی۔

آٹھویں فصل

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

اُن کے ہاتھ کا شل ہونا

حضرت ابن قتیبہ اور حضرت ابن عمر رضی اور دوسروں سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں حاضر تھے اور اس بات میں وہ اکیلے تھے اور کوئی دُوسرا نہ تھا۔

حضرت زبیر بن بکار وغیرہ کہتے ہیں: غزوہ اُحد میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچی اور کیا ہی اچھی تکلیف تھی۔آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس موجود تھے اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بچایا جس کی وجہ سے اُن کا ہاتھ شل ہو گیا اور یہ کہ آپ حدیبیہ میں موجود تھے اور ہر جگہ اللہ کی راہ میں جہاد فرمایا۔اور یہ کہ آپ دس میں سے ایک ہیں جن کے لیے جنّت کی بشارت ہے۔اور یہ کہ آپ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے آٹھویں ہیں۔

اور یہ کہ آپ اُس شوریٰ میں سے چھٹے ہیں جو کہ حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنائی۔اور یہ کہ آپ وہ ہیں جن کے بارے میں ہے کہ بے شک حضور علیہ السلام اُن سے راضی تھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔اور یہ کہ آپ پانچویں ہیں جن لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے غزوہ بدر میں غنیمت میں حصّے کا ذکر

(جبکہ آپ غزوہ بدر میں موجود نہ تھے)

ابن الشہاب سے مروی ہے کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ غزوہ بدر میں حاضر نہ تھے۔حضور

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو بدر کے واقع سے پہلے شام کی طرف بھیجا تھا۔

اُنہوں نے حضور سے مال غنیمت میں حصّے کے بارے میں عرض کی: تو حضور نے فرمایا یہ تیرا حصّہ ہے۔ حضرت طلحہ کہتے ہیں: اور میرا اَجر یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا تیرا اَجر وہی ہے جو غزوہ بدر موجود لوگوں کا ہے۔ اس کی تخریج ابنِ اسحاق اور ابن ضحاک نے کی اور ابو عمر موسیٰ بن عقبیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن بکار نے کہا۔

حضرت طلحہ تجارت کی غرض سے شام میں موجود تھے جس وقت غزوہ بدر واقعہ ہوا۔ آپ اولین مہاجرین میں سے تھے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اُن کو غنیمت کا حصّہ عطا فرمایا تو اُنہوں نے کہا میرا اَجر یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا! تیرا اَجر بھی ہے۔ اس کی تخریج ابو عمر نے کی۔

واقدی کہتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو غزوہ بدر کے لیے روانہ ہونے سے قبل ہی شام کی طرف بھیج دیا تھا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت سعید بن زید شام کے راستے پر دشمنوں کے بارے میں معلومات کی خبر دیں۔ جب وہ مدینہ منورہ لوٹے تو واقعہ بدر رونما ہو چکا تھا۔

آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شہادت کی گواہی دینا

یہ روایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور یہ حدیث ہے جب کوہِ حرا نے حرکت کی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان کہ حرا ٹھہر جا۔ تجُھ پہ اِس وقت نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔

من سرہ ان ینظر الی شھید یمشی علی وجہ الارض
فلینظر الی الی طلحہ بن عبید اللہ

یعنی جسے خواہش ہے کہ شہید کی زمین کے اُوپر چلتا ہوا دیکھے پس ہو طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھ لے اس کی تخریج امام ترمذی نے کی۔

طلحہ نے اپنی نذر پُوری کر لی

موسیٰ بن معاویہ سے روایت ہے فرمایا! میں حضرت مُعاویہ کے پاس داخل ہوا تو اُنہوں نے کہا! میں آپ کو خوشخبری نہ سُناؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ اُنہوں نے کہا! میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ "طلحہ نے اپنی نذر پوری کر لی ہے"

اس کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا یہ غریب ہے۔

اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اصحاب نے ایک جاہل اِعرابی سے کہا! حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پُوچھیں وہ کون ہیں جنہوں نے اپنی نذر پُوری کر لی ہے؟

حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کرنے کی جُرأت نہیں کیا کرتے تھے۔ اور وہ آپ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ڈرتے تھے۔ تو جب اُس اِعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پُوچھا تو آپ نے اُس سے اِعراض فرمایا۔ اُس نے پھر سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِعراض فرمایا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: پھر میں مسجد کے دَروازہ سے داخل ہوا اور میں نے سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجُھے دیکھا تو فرمایا! وہ سائل کہاں ہے جو اس کے بارے میں پُوچھ رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ اُن میں سے ہے جِنہوں نے اپنی نذر پوُری کر لی ہے اس کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا یہ حسن ہے اور غریب ہے۔

نذر پوُری کرنے والے کو دیکھ لو

اور حضرت طلحہ ہی سے روایت ہے کہا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُحد سے واپس لوٹے منبر پر تشریف فرما ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کی۔

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ
(سورۃ الاحزاب آیت ۲۳)

تو اُن میں سے ایک آدمی اُن کی طرف اُٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سائل یہ اُن میں سے ایک ہے۔ اس کو صفوۃ میں تخریج کیا گیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا تو فرمایا جو شخص اُس آدمی کی طرف دیکھنا چاہے جس نے اپنی نذر پوری کر لی ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھ لے۔

اس کی تخریج ملاء نے کی ہے۔

آپ کے لئے رسُول اللہ کا مغفرت کی گواہی دینا اور آپ کے نام کو مُقربین کی فہرست میں لکھنے کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کے لئے فرمایا۔ اے ابو محمد آپ کو خوشخبری ہو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے سابقہ اور بعد والے گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے اور آپ کے نام کو مقربین کی فہرست میں لکھ دیا ہے۔

اس کی تخریج ملاء نے کی''

آپ اللہ کی حفاظت اور نگاہ میں ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے طلحہ تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اُس کی نظر میں ہو یہاں تک کہ تم اُس سے مُلاقات کرو۔

اس کی تخریج ملا نے کی''

آپ دُنیا و آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سلف ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: آپ دُنیا میں بھی میرے سلف ہیں اور آخرت میں بھی میرے سلف ہیں۔

اِس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حمنہ بنتِ جحش جو کہ حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زَوجہ محترمہ ہیں اُن کی بہن سے شادی کی۔ ان دونوں کی والدہ امیمہ بنتِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی ہیں۔

اس بات کا بیان کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حواری ہیں

زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو فرمایا تم دونوں میرے حواری ہو جس طرح کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے حوَاری تھے۔ اس کو حافظ دمشقی اور بغوی نے اپنی معجم میں روایت کیا ہے۔

حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور محمد بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حوَاری دوست کو کہتے ہیں اور معمر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا حوَاری سب کے سب قُریش میں سے ہیں۔

ابوبکر و عمر و علی و عثمان و حمزہ و جعفر و ابو عبیدہ بن الجراح و عثمان بن مظعون و عبدالرحمن بن

عوف وسعد بن ابی وقاص وطلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حواری وہ ہیں جو خلافت کے مستحق ہیں۔

اور اس سب کو بیان کیا ابوبکر نے اور حلبی نے۔ان میں سے ایک گروہ کو بیان کیا اور اسی طرح جوہری نے"

اس اُمید کے اثبات کا بیان کہ آپ اُن میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

میں اور طلحہ بھائی ہیں

اور ابُو جہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔کہا! کہ میں عمران بھی طلحہ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس حاضر ہوا اس کے بعد کہ وہ اصحابِ جمل سے فارغ ہو چکے تھے اور آپ نے مَرحبا کہہ کر اُسے اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا یقیناً مجھے اُمید ہے کہ مجھے اور تمہارے والد کو اُن لوگوں میں سے بنایا جائے گا جن لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے!

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔

(سورۃ الحجر آیت ۴۷)

اور فرمایا !اُے میرے بھتیجے فلاں فلاں کا کیا حال ہے؟ اور پھر اُس کے بیٹوں کی اُمہات واُولاد کے بارے میں دریافت فرمایا۔ پھر فرمایا! ہم نے تمہاری اس زمین پر صرف

اس خوف سے قبضہ کیا ہے کہ کہیں لوگ اس کو چھین نہ لیں“

اُے فلاں! اس کے بعد فرمایا اُے فلاں!

اس کو ابن قرطاح کے پاس لے جا کر اُسے حکم دو کہ وہ اس غلّہ بھی دیدے اور اس کی زمین بھی اس کے حوالے کردے۔ تو ایک کونے میں بیٹھے ہُوئے دو اشخاص نے کہا جن میں سے ایک حارث العور تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ عادل ہے کہ وہ اُن کو قتل کرے اور وہ جنّت میں ہمارے بھائی ہوں۔

تو آپ نے ”لوگوں سے فرمایا“ ”اُٹھو اور ان دونوں کو دُور کردو“۔ اور فرمایا! کہ اگر میں اور طلحہ بھائی بھائی نہ ہوں تو پھر اور کون ہوگا؟

(پھر حضرت طلحہ کے بیٹے سے فرمایا) اے بھتیجے جب کبھی بھی آپ کو کوئی کام ہو تو ہمارے پاس آ جانا۔

اس کو فضائلی رازی نے تخریج کیا ہے۔

آپ کی جُود و سخاوت اور کثرت عطا اور صِلہ رحمی کا بیان

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ سعدی بنتِ عوف رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا! ایک روز حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم صدقہ کیے۔

آپ کی زوجہ ہی سے روایت ہے ایک دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئی تو اُنہیں مغموم پایا۔ میں نے اُن سے غمزدہ ہونے کی وجہ پُوچھی تو اُنہوں نے فرمایا! میرے پاس مال بہت زیادہ جمع ہوگیا ہے اور اسی بات نے مجھے غمزدہ کردیا ہے۔ تو میں نے اُن سے کہا! آپ کو یہ مال تقسیم کرنے سے کس چیز نے روک رکھا ہے۔ تو آپ نے مال تقسیم کردیا یہاں تک کہ اُس میں سے ایک درہم بھی باقی نہ بچا۔

طلحہ بن یحییٰ نے کہا! میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے خازن سے پوچھا! وہ مال کتنا تھا؟

اُس نے کہا! چار لاکھ درہم

سات لاکھ درہم غریبوں میں تقسیم کر دیئے

اور حسن سے روایت ہے فرمایا! حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زمین سات لاکھ دراہم میں فروخت کی تو آپ نے رات اُس مال کے خوف سے جاگتے ہوئے گزاری یہاں تک کہ صبح ہوئی تو سارے مال کو تقسیم کر دیا۔

ایک درہم بھی باقی نہ بچا

اور انہیں سے روایت ہے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سات لاکھ درہم کے عوض بیچی۔ جب وہ رقم آپ کے پاس لے آئے تو آپ نے فرمایا! کوئی شخص رات گزارتا ہے اس حالت میں کہ اُس کے پاس اُس کے گھر میں مال موجود ۔اُسے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کے امر میں سے کیا کچھ اُسے لاحق ہوتا ہے۔تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مغرور ہے۔تو اُس نے اس حالت میں رات بسر کی کہ آپ کے قاصد مدینہ منورہ کی گلیوں میں چکر لگاتے تھے۔اور آپ نے صبح اس حالت میں کی کہ آپ کے پاس ایک درہم بھی باقی نہ تھا۔

اس سب کو صاحب صفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

شرح

غریر: یعنی مغرور۔فعیل مفعول کے وزن پر ہے جیسے کفیل اور طریح اور اسحر کا معنیٰ ہے سحری کی (سحری کے وقت میں داخل ہوا)

بغیر سوال کے عطا فرمانے والے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی صحبت پائی، تو ان سے زیادہ کسی کو بھی بغیر سوال کے بہت زیادہ مال دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔

صِلہ رحمی میں ہدیہ

حضرت علی بن زَید سے روایت ہے فرمایا! ایک اِعرابی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سوال کرتے ہوئے آیا اور صِلہ رحمی سے تقرّب حاصل کیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ وہ رقم ہے جس کے لئے آپ سے پہلے کسی نے مجُھ سے سوال نہیں کیا۔''

تحقیق میری ایک زمین ہے جس کہ مجھے عُثمان نے تین لاکھ درہم دیئے ہیں پس اگر آپ چاہیں تو اس پر قبضہ کرلیں اور اگر آپ چاہیں تو یہ میں عُثمان کو بیچ دوں گا اور آپ کو ثمن دُوں گا۔ تو اُس اعرابی نے کہا مجُھے ثمَن دے دیں۔ تو آپ نے اُس زمین کو حضرت عُثمان کے ہاتھ بیچ کر اُس کی رقم اُسے دے دی۔

سخاوت وعنایت

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے سے روایت ہے۔ کہا! طلحہ نے ایک نفیس چادر اوڑھی ہوئی تھی اور آپ چل رہے تھے کہ ایک راہگیر نے آ کر آپ پر سے کھینچ لی۔

لوگوں نے چاہا کہ وہ چادر اُس سے واپس کروائیں تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یہ چادر اُسے ہی دے دو۔

پس جب اُسے اُس جماعت نے دیکھ لیا تو وہ شرمندہ ہوا اور اُس نے اُس چادر کو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پھینک دیا۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اس کو لے لے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس میں برکت عطا فرمائے۔ مجُھے اللہ تعالیٰ سے اس بارے حیا آتی ہے کہ وہ کسی میں کوئی اُمیدّ پیدا کرے تو میں اُس کی اُمیدّ کو خاک میں مِلا دوں۔

بنو تمیم کی فلاح و بہبود

اور محمد بن ابراہیم سے روایت ہے۔ کہا! حضرت طلحہ عراق سے غلّہ لاتے جو چار لاکھ سے پانچ لاکھ کے درمیان ہوتا اور دس ہزار دینار یا اس سے زائد یا کم خرید کر لاتے اور آپ بنُو تمیم میں سے کسی فقیر کو نہ چھوڑتے جس کے عیال کی معاونت نہ کرتے۔ اور اُن کی لڑکیوں کی شادیاں کرواتے اور اُن کے فقیروں کی خدمت کرتے۔ اور اُن کے مقروضوں کے قرض ادا کرتے اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہر سال دس ہزار بھیجتے۔ جب آپ کا غلہ آیا اور آپ نے صبیحہ سے تیس ہزار درہم ادا کر دیئے۔

ان واقعات کی تخریج فضائلی نے کی‘‘

زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ اُس نے سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سُنا کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ کا غلّا ایک وافی تھا اور وافی کا وزن ایک دینار ہے۔ اور فرمایا! اُسی پر فارس کے دراہم کا وزن ہے۔ جو بغلیہ کے نام سے معروف ہے۔

سخاوت کا اِعتراف

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سُنا:

فتی کان یدنیه الغنی من صدیقه

إذا ما هو استغنی ویبعده الفقر

ترجمہ: ایسا نوجوان جسے مالداری اپنے دوست کے قریب کرتی تھی جبکہ وہ خُود مُستغنی ہوتا تھا اور اُسے فقر سے دُور کرتا تھا۔

تو آپ نے فرمایا! یہ ابُو محمد طلحہ تھا۔

اس بات کا بیان کہ آپ خطیب صحابہ میں سے تھے

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے مُلک فارس کی فوجوں کے ساتھ لوگوں کے ساتھ مشورہ کیا جو نہاوند میں جمع ہو چکی تھیں تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ اُٹھے جو کہ خطیب صحابہ میں سے تھے۔ تو آپ نے خُطبہ پڑھا پھر فرمایا اما بعد! اے امیر المومنین آپ کو اُمور نے پُختہ کر دیا ہے اور مصائب نے آپ کو گُوندھا ہے۔ اور تجربے نے آپ کو تجربہ کار بنا دیا ہے۔ پس آپ کی مرضی اور آپ کی رَائے پر موقُوف ہے۔ یہ معاملہ آپ کے سپرد ہے۔ پس آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ اور آپ ہمیں بُلائیں ہم لبّیک کہیں گے۔ اور آپ ہمیں سنوارا کریں ہم سنور جائیں گے۔ آپ ہماری قیادت کریں ہم آپ کے پیچھے چلیں گے۔ پس یقیناً ان اُمور کے والی آپ ہیں اور بے شک آپ نے آزما لیا ہے اور تجربہ کر رہے ہیں تو آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی قضا کے عواقب سے کوئی بھی چیز منکشف نہیں ہوئی سوائے خیر کے۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔

اس کو اس نے فضائل عمر میں تخریج کیا ہے۔

اِبنِ عباس کا آپ کی اور زبیر رضی اللہ عنہما کی تعریف کرنے کا بیان محاسن کا گلدستہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا! ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو قسم بخُدا وہ دونوں مسلمان تھے مومن تھے نیکوکار تھے۔ مُتقی تھے بہترین آدمی تھے۔ فاضل تھے پاک تھے۔ شیریں مزاج تھے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مدد فرمانے والا ہے۔ قدیم نیکوکاری عزت والی زندگی اور افعالِ جمیلہ کی وجہ سے اور غفلت کی وجہ سے ان سے بُغض رکھے قیامت کے دن

تک اللہ تعالیٰ اُسے سزا دے گا۔

اس کی تخریج اصفہانی نے کی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مناقب میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے گزر چکا ہے۔ جو ان دونوں کی محبت پر برانگیختہ کرتا ہے۔ اور ان دونوں کے ساتھ بغض سے روکتا ہے۔

نویں فصل

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اُس کے مُتعلّقات کا بیان

آپ کی شہادت کا بیان اور اس کا سبب اور جس نے آپ کو شہید کیا''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جنگ کر رہے تھے۔ اور بعض نے گمان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُنہیں بُلایا تو ان کے سامنے اپنی سبقت اور اپنی فضیلت کی چند اشیاء کو بیان کیا تو حضرت طلحہ آپ کے ساتھ قتال کرنے سے نکل گئے۔ اور الگ ہو کر بیٹھ گئے تو ایک اجنبی تیر آپ کو آ کر لگ گیا۔ جس نے آپ کی ٹانگ میں عرق النساء کو کاٹ دیا تو اس سے خون بہتا رہا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا''

آپ نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰہ ، وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا

(سورۃ احزاب آیت ۳۸)

شرح

سہم عزب زای کی فتح کے ساتھ ہے یہ وہ تیر ہوتا ہے جس کا تیر انداز معلوم نہیں

ہوتا۔ یہ ازھری کا قول ہے اور ابوزید سے روایت ہے۔

کہا جاتا ہے "اصابہ سہم عزب" اس کے امکان کے ساتھ جب وہ اسی جگہ سے آئے جس کا پتہ نہ چلے کہ کہاں سے آیا۔ اور اس کی فتح کے ساتھ جب اسے کسی اور کو مارا جائے اور وہ کسی اور کے لگ جائے۔

مَروان نے حضرت طلحہ کو شہید کیا

احنف بن قیس نے کہا! جب آپس میں جنگ ہُوئی تو سب سے پہلے قتل ہونے والے طلحہ تھے اور مشہور یہ ہے کہ مَروان بن الحکم نے آپ کو شہید کیا۔ میں نے آپ کو تیر مارا اور کہا آج کے بعد میں قصاص کا مطالبہ نہیں کروں گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا گُمان ہے کہ حضرت طلحہ نے حضرت عثمان کا محاصرہ کیا تھا اور ان پر سختی کی تھی اور یحییٰ بن سعید سے مروی ہے۔ فرمایا! حضرت طلحہ نے جمعہ کے روز فرمایا!

ندمت ندامة الكسعی لما

شريت رضی بنی حزم برغمی

میں کسی کی شرمندگی کی طرح شرمندہ ہُوا جب میں نے بنومخزوم کی رضامندی کو اپنے گمان کے مطابق خریدا۔

اُے اللہ! تو مُجھ سے عُثمان کے لیے (بدلہ) لے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے تو مروان بن الحکم نے آپ کو آپ کے گھٹنے میں تیر مارا تو خُون بہنے لگا۔ تو جب زخم کے مُنہ کو انہوں نے روکا تو ان کا گھٹنا پھول گیا تو آپ نے فرمایا! اس کو چھوڑ دو۔ پس یہ وہ تیر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔

قبر کی جگہ تبدیل کرنے کا اِشارا

فرمایا! تو آپ کا وصال ہو گیا تو ہم نے آپ کو نہر کے کنارے دفن کیا تو آپ کے کسی

گھر والے نے آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے اسے فرمایا: کیا تُم مجھے اس پانی سے راحت نہیں دیتے۔ پس تحقیق میں ڈُوب گیا ہوں؟

یہ آپ نے تین بار خواب میں کہا۔

فرماتے ہیں: تو انہوں نے آپ کی قبر کو کھودا تو انہوں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کا رنگ سبز ہو چکا تھا گویا کہ آپ چقندر ہیں تو اُنہوں نے اُس سے پانی کو نکالا۔ پھر آپ کو نکالا تو انہوں نے دیکھا آپ کے جسم اور داڑھی اور چہرے کا جو حصّہ زمین کے ساتھ ملا ہوا تھا اسے زمین نے کھایا ہوا تھا تو انہوں نے آپ کے لیے ایک گھر خریدا بنو بکرہ کے گھروں میں سے دس ہزار درہم کے عوض تو آپ کو اس میں دفن کر دیا۔ اس کو ابُو عمر نے تخریج کیا ہے اور اس کے بعض حصہ کو ابن قتیبہ اور صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

اور ابُو عمر نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے کہ مَروان بن الحکم نے آپ کی ران میں ایک تیر مارا تو اس نے زین سمیت اس کو چھید ڈالا تو تیر نکالا گیا اور جب بھی زخم کو پکڑا جاتا تو ران پھول جاتی۔ اور جب اس کو چھوڑ دیتے تو اس سے خُون بہہ پڑتا۔ تو حضرت طلحہ نے فرمایا! تم اس کو چھوڑ دو تو آپ کا وصال ہو گیا اور دفن کر دیا گیا۔

بعد اَز شہادت سردی کا احساس

تو آپ کے آزاد کردہ غُلام نے آپ کو تین راتیں خواب میں دیکھا گویا آپ اس کو سردی کی شکایت کر رہے تھے تو اس نے آپ کی قبر کو کھودا تو اس نے دیکھا کہ آپ کے جسم کا جو حصّہ زمین کے ساتھ لگا ہوا تھا وہ سبز ہو چکا اور آپ کے بال بوسیدہ ہو چکے تھے تو انہوں نے آپ کے لیے ایک گھر خریدا اور اس کو بیان کیا جو گذر چکا۔

بیٹی کو قبر مُنتقل کرنے کیلئے فرمایا

اور مُثنیٰ بن سعد سے مروی ہے فرمایا: جب عائشہ بنت طلحہ آئیں تو ان کے پاس ایک

آدمی آیا تو اس نے کہا! کیا آپ عائشہ بنتِ طلحہ ہیں؟ انہوں نے فرمایا! ہاں اس نے کہا! میں نے طلحہ کو خواب مین دیکھا ہے تو اس نے فرمایا! عائشہ سے کہو مجُھے اس مقام سے منتقل کرے۔ تحقیق سردی نے مجھے ایذا دی ہے تو وہ آپ کے مَوالی اور خدمتگاروں میں سوار ہوئی تو انہوں نے آپ کے اوپر ایک کمرہ بنایا اور آپ کو نکالا تو آپ کی داڑھی کی ایک جانب کے کچھ بالوں کے علاوہ آپ میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی کہا سر کے بالوں کے یہاں تک کہ آپ کو اس جگہ کی طرف منتقل کیا گیا اور دونوں واقعہ کے درمیان تیس سے زائد سال کا وقفہ تھا اس کو ابنِ قتیبہ اور فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

تشریح

اس کا یہ قول ندمت ندامۃ الکسعی ۔ شعر: اسی طرح ابُوعمر نے روایت کیا ہے حالانکہ مشہور اس طرح ہے:

ندمت ندامة الكسعي لما

رايت عيناه ما صنعت يداه

اور یہ ایک آدمی تھا جس نے نبعۃ پالا اور یہ وہ درخت ہے جو پہاڑ میں اُگتا ہے اور اس سے قوس (کمان) بنائی۔ تو اس کے ذریعے اس نے ایک وحشی جانور کو تیر مارا۔ رات کے وقت وہ تیر اُسے جالگا اور اس نے یہ گمان کیا کہ وہ تیر خطا ہو گیا ہے تو اس نے کمان کو توڑ دیا جب اس نے صُبح کی اس نے دکھا کہ شکار روہیں ڈھیر ہوا تھا تو اس کو شرمندگی ہوئی تو شاعر نے کہا:

ندمت ندامة الكسعي

شعر: اور اس کا یہ قول برغمی رغم میں تین لغتیں ہیں۔ رَاء کی ضمہ اور اس کی فتحہ اور اس کی کسرہ۔ آپ کہتے ہیں: رغم انفی یا غین کی کسرہ اور را کی فتحہ کے ساتھ رغما اور رغما۔ جب آپ کی ناراضگی کے باوجود آپ کی قیادت کی جائے اور آپ وہ کام ناک بھوں چڑھانے کے باوجود

کریں اور رغم فلان فتحہ کے ساتھ جب وہ انتصاف پر قُدرت نہ رکھے۔ اور اس کی اصل الرغام

من انفہ سے ہے اور رغم فلان فتحہ کے ساتھ ہے جب وہ اِنتصاف پر قُدرت نہ رکھے اور اس کی

اصل الرغام سے ہے فتحَہ کے ساتھ اور وہ مٹی ہے کہا جاتا ہے ارغم اشانفعہ یعنی اسے رغام (مٹی)

کے ساتھ ملائے۔ گویا کہ اس چیز کا فاعل مجبوری کی بنا پر اپنی ناک رگڑ رہا ہے مٹی کے ساتھ۔

اس لیے کہ وہ اپنی ذات کو رسوائی کے ساتھ مُتصّف کر رہا ہے اور الشاطی جانب اور کنارے کو کہا

جاتا ہے اور اسی طرح الشطء ہے اور نحاص شعرہ کا معنی ہے اس کے بال گرے اور رجل احص

بین الحصص کا معنی قلیل بالوں والا ہے۔

آپ کی تاریخ شہادت کا بیان

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ جمل کے روز شہید کیا گیا بروز جمعرات ۱۰ جمادی الآخر

سنہ ۳۶ ہجری۔

شہادت کے روز آپ کی عمر کا بیان

بروز شہادت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور کہا گیا ہے کہ باسٹھ سال تھی اور ایک قول کے

مطابق چونسٹھ سال تھی اس کے علاوہ بھی اقوال کیے گئے ہیں اس کو ابو عمر و قتیبہ وغیرہما نے تخریج

کیا ہے۔

اس قول کا بیان جو حضرت علی نے حضرت طلحہ کی مُوت پر کیا

طلحہ بن معروف سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت طلحہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ تک پہنچے اس حال میں کہ آپ کا وصال ہو چکا تھا تو آپ اپنی سواری سے نیچے اُترے

اور اس کو بٹھایا اور آپ کے چہرے اور داڑھی سے غبار کو صاف کرنے لگ گئے اس حالت

میں کہ آپ ان یرحمک اللہ کے الفاظ کہتے تھے اور فرماتے تھے: کاش میں اس روز سے بیس

سال پہلے وصال کر چکا ہوتا۔ اس کو فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

دسویں فصل

آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بیان میں

آپ کی اولاد چودہ تھی۔ دس بیٹے اور چار بیٹیاں۔

بیٹوں کا بیان

محمد اور یہی سجاد تھے انہیں یہ نام ان کی کثرت عبادت کی وجہ سے دیا گیا ان کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہوئی تو انہوں نے ان کا نام مُحمد رکھا اور کُنیت ابوالقاسم تو کہا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام مُحمد رکھا اور ان کی کُنیت ابوسلیمان رکھی۔ اور فرمایا! میں اپنے نام اور کُنیّت کو اس کے لیے جمع نہیں کرتا۔ اس کو دارقطنی نے تخریج کیا ہے اپنے باپ کے ساتھ ہی بروز جمل قتل کیے گئے اور ان کی اولاد تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے خبردار صاحب برنس کو قتل کرو تو ایک آدمی نے آپ کو قتل کر دیا اور اس نے شعر کہا یہ کہتے ہوئے:

واشعث قوام بآیات ربه
قلیل الاذی فیما تری العین مسلم
امکنه بالرمع حضنی مقبلاً
فخر صریعا یذین واللغم
علی غیر شیء غیرا ن لیس تابعا
علیا ومن لا یتبع الحق یظلم
ینا شد نی حم والر مع شاجر
فهلا تلاحم قبل التقدم

اور زندگی کو پراگندہ کرنے والا اپنے رَب کی آیات کے ساتھ۔ بہت کم ایذا جسے مُسلمان کی آنکھ دیکھتی ہے نہیں میں اسے نیزے کے ذریعے قُدرت پاتا ہوں۔ جسے میں نے آگے بڑھتے ہوئے اس کے پہلو میں دے مارا تو وہ پچھاڑا ہُوا ہاتھوں اور مُنہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ بغیر کسی قصور کے سوائے اس کے کہ وہ علی کی اِتبّاع نہیں کرتا اور جو حق کی اتباع نہ کرے وہ ظالم ہے۔ وہ مجھے حٰم کا واسطہ دیتا ہے۔ جبکہ نیزہ داخل ہونے والا تھا کاش وہ اس اقدام سے پہلے ہی مقابلہ کرتا۔

تشریح: الحضن: بغل کے نیچے سے لے کر پہلو تک کو کہا جاتا ہے اور حضا الشيي اس کے دونوں پہلو ہیں اور ہر چیز کے اطراف اس کے اصنان ہیں اور شاجر: یعنی اس کو پہنانے والا اور تشاجروا کا ہنی ہے انہوں نے جھگڑا کیا اور شجر الامر بینھم کا معنی ہے اختلاف واقع ہوا۔

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان کی نعش کے پاس سے گذرے تو فرمایا: یہ سجاد ہے اس کو برہ نے اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کیا ہے اس کو دار قطنی نے روایت کیا اور وہ اور عمران بن طلحہ دونوں کی ماں حمنہ بنت جحش تھی جن کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُھوپھی ہیں اس کی کوئی اولاد نہ تھی اور ان دونوں کی بہن ان دونوں کی ماں کی جانب سے زینب بنت مصعب بن عمیر البدری تھیں یہ دار قطنی نے کہا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ یہ عمران وہی ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس جنگ جمل کے بعد آئے اور آپ سے درخواست کی کہ آپ اسے ان کے والد کے احوال لوٹائیں تو آپ نے اسے اپنے قریب کیا اور ان کے والد کے لیے رحمت کی دُعا کی اور فرمایا! ہم نے تمہارے اموال پر صرف اس لیے قبضہ کیا ہے تاکہ ہم تمہارے لیے ان کی حفاظت کریں پھر انہیں اس کے حوالے کرنے کا حکم دیا اور اس کے سارے غلہ کو ان کے حوالے کرنے کا۔ اور عیسیٰ بن طلحہ یہ بھی عبادت گذار تھے ان کی اولاد بھی تھی اور یحیٰی یہ آپ کی اولاد میں سے بہترین آدمی تھے ان کی بھی اولاد تھی ان دونوں کی ماں سعدی بنت عوف مریہ تھی ان دونوں کا ماں کی طرف سے بھائی

مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن ہشام بن عبداللہ بن المغیرۃ تھے۔

اور اسماعیل اور اسحٰق۔ ان کی بھی اولاد تھی۔

اور یعقوب: یہ بڑے سخی اور ممدُوح تھے یہ دار قطنی نے کہا ہے جو یُوم حرہ کو قتل ہوئے اور ان کی بھی اولاد تھی ان سب کی ماں ابان بنت عتبہ بن ربیعہ تھی اور یہ حضرت مُعاویہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ یہ دار قطنی نے کہا ہے۔

اور موسیٰ: یہ بھی آپ کی اَولاد میں سے بہترین آدمی تھے اور ان کو بڑی شرافت اور قدرومنزلت حاصل تھی عبدالملک بن مروان نے انہیں شبیب کی طرف بھیجا تو شبیب نے انہیں کوفہ میں قتل کیا۔ ان کی بھی اُولاد تھی۔ آپ کی ماں خولہ بنت قوقا بن معبد بن زرادہ تھی۔ ان کا ماں جایا بھائی محمد بن ابی جہم بن حذیفہ عدوی تھے۔ یہ دار قطنی نے کہا ہے اور زکریا اور یُوسف دونوں کی ماں اُم کلثوم بنت ابی بکر صدیق ہیں اور ان دونوں کے بھائی عمّار و ابراہیم و موسیٰ بنو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی ہیں۔ اور صالح: اس کی ماں فرعہ تغلبیہ ہیں۔

بیٹیوں کا بیان

عائشہ جو زکریا اور یوسف کی حقیقی بہن تھیں اس کے ساتھ مصعب بن الزبیر بن عوام نے شادی کی اس کے بعد کہ اُنہوں نے یہ قسم اُٹھائی ہوئی تھی کہ اگر اس نے اس کے شادی کر دی تو مجھ پر میری ماں کی پُشت کی طرح ہوگا تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ کفّارہ ظہار ادا کرے۔ تو اس نے کفّارہ ادا کیا پھر اس کے ساتھ شادی کی اور ام اسحٰق۔ اس کے ساتھ حسن بن علی نے شادی کی۔

اور صعبہ: اس کی ماں ام ولد تھی اور دار قطنی نے بیان کیا کہ اسحٰق اور الحارث کیماں جرباء بنت قسامہ بن حنظلہ طائیہ ہیں۔ اور مریم اس کی ماں بھی اُمِ ولد تھی اور اس کو کہل بن قتیبہ نے اور صاحب الصفوۃ نے بیان کیا ہے اور اس کو دار قطنی نے بیان کیا سوائے اس کے کہ اس نے آپ کی اولاد میں صالح وعثمان کو بیان کیا حالانکہ یہ ثابت نہیں ہے۔

چھٹا باب

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے مناقب میں

اور اس میں دس فصلیں ہیں طلحہ کی فصول کی طرز پر۔

فصل اول

آپ رضی اللہ عنہ کے نسب کے بارے میں

آپ کے آباء کا ذکر دسویں باب میں شجرہ کے بیان میں گذر چکا ہے آپ کا نسب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نسب قصی بن کلاب میں مل جاتا ہے اور انہیں اسد بن عبدالعُزّیٰ بن قصی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے قرشی اسدی۔

آپ کی والدہ صفیہ بنتِ عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی ہیں انہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرابت

اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے انہیں فرمایا! میرے پاس آپ کی ماں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آپ کی خالہ عائشہ تھیں اور میرے اور آپ کے درمیان رحم و قُربت میں سے وہ کچھ تھا جو آپ کے عِلم میں ہے اور میری پھوپھی اُمّ حبیبہ بنتِ اسد آپ کی دادی ہے اور میری ماں آپ کی پُھوپھی ہے اور آپ کی ماں آمنہ بنتِ وھب بن عبد مناف اور میری دادی ھالہ بنتِ وھب بن عبد مناف ہیں۔ اور آپ کی بیوی خدیجہ بنت خویلد میری پھوپھی ہیں اس کو بغوی نے اپنی معجم میں تخریج کیا ہے۔

دوسری فصل

آپ کے نام کے بارے میں

آپ کا نام ہمیشہ سے اسلام و جاہلیت میں زبیر رہا ہے آپ کی کُنیّت ابوعبداللہ ہے۔

تیسری فصل

آپ کے اَوصاف کے بارے میں

واقدی نے کہا! زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قامت اور آپ خِفّت کی طرف مائل تھے اور آپ کی داڑھی بھی ہلکی پھلکی تھی۔ رنگ گندم گوں تھا اور بکثرت بالوں والے تھے اور بڑھاپے کو مُتغیّر نہیں کرتے تھے۔

دراز قد لمبے بالوں والے

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراز قد تھے جب آپ جانور پر سوار ہوتے تو آپ کے قدم زمین کو چھوتے ۔ نیلے بالوں والے تھے اور کبھی کبھی آپ کے کندھوں کے بالوں کو پکڑتا جب میں کھڑا ہوتا اس حال میں کہ میں بچّہ تھا اس کو ابن قتیبہ اور بغوی نے اپنی معجم اور صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

چوتھی فصل

آپ کے اسلام لانے اور اسلام لانے کے وقت آپ کی عُمر کے بارے میں

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ حضرت علی وزُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے آٹھ آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

عروہ سے مرُوی ہے فرمایا! زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سولہ سال کی عُمر میں اسلام قبول کیا اسے ابوعمر اور بغوی نے تخریج کیا ہے۔

اُبوعمر نے کہا! عرُوہ کا قول ابوالاسوَد کے قول سے زیادہ صحیح ہے۔

اور ایک اور سند سے عرُوہ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اس کو ابوعمر نے تخریج کیا ہے۔

اِسلام قبول کرنے پر ایذائیں

اور ابوالاسود سے مروی ہے کہا! زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے یا پانچویں شخص نے اسلام قبول کیا اور اسی سے مروی ہے جب زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کا چچا انہیں چٹائی میں لپیٹتا اور انہیں آگ کا دُھواں دیتا اور آپ کو کہتا: تو کفر کی طرف لوٹ آ تو زبیر کہتے: میں کبھی کفر نہیں کروں گا ان دونوں کو صفوۃ میں تخریج کیا ہے۔

آپ کے خاندان سے اہلِ اسلام

اور آپ کے دو حقیقی بہن بھائیوں سائب اور اُمِ حبیب اِبن اِلعوَام نے اسلام قبول کیا۔

ان دونوں کی ماں صفیہ تھی اور آپ کی علائی بہن (باپ کی جانب سے بھائی) عبدالرحمٰن اور زَینب بنت العوام نے بھی اسلام قبول کیا ان دونوں کی ماں اُمّ الخیر امیمہ بنتِ مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبدالدار بن قصی تھی اور ان کے کئی ایک بھائی تھے جن کے اِسلام پر واقفیت حاصل کی جا چکی ہے اور وہ مالک اور حرث وصفوان وعبیداللہ وبعکل وملک واصرم واَسد اللہ وبجیر والاسود وبرہ وبلال ہیں اور ان میں سے کچھ حالت کُفر میں قتل ہوئے۔ اس کو دَارقطنی نے بیان کیا ہے۔

اور اس نے بیان کیا ہے کہ سائب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گورنر بنایا اور وہ یمامہ کے روز شہید ہوا اس کی کوئی اولاد نہ تھی اور نہ ہی کوئی روایت ہے۔

اور یہ کہ عبدالرحمٰن بن العوام کا نام جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا اور اس کا اسلام اچھا ہوا اور وہ یرموک کے روز شہید ہوئے اور کوئی چیز بھی مسنداً نہ چھوڑی۔

اور ام الحبیب کے ساتھ خالد بن حزام جو کہ حکیم بن حزام کے بھائی تھے نے شادی کی تو اس نے اس کے لیے ام حسین بنتِ خالد کو جنم دیا اور زَینب بنت العوام کے ساتھ حکیم بن حزام نے شادی کی۔ اس نے اس کے لیے عبداللہ اور خالد اور یحییٰ اور اُمِّ شیبہ وفاختہ بنت حکیم بن حزام کو جنم دیا۔ اس کی کوئی روایت ہے اور نہ اس کی بہن کی۔

پانچویں فصل

آپ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے بارے میں

ابو الاسود سے مروی ہے فرمایا! زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور اٹھارہ سال کی عمر میں ہجرت کی۔

اس کو صاحب الصفوۃ نے بیان کیا۔

اور دار قطنی نے بیان کیا کہ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف اور یہ کہ آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔

چھٹی فصل

آپ رضی اللہ عنہ کے خصائص کے بارے میں

آپ کے اختصاص کا بیان بایں طور پر کہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے پہلے تلوار سونتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی تلوار کے حق میں دُعا فرمائی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے فرمایا: حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ عزوجل کی راہ میں تلوار کو سونتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے لیے خیر کی دُعا فرمائی۔

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار سونتی وہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان کی جانب

سے ایک اُفواہ پھیلائی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو اپنی تلوار سے چیرتے ہوئے آئے اس حالت میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ کے بالائی حِصّہ میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَے زبیر! کیا ہو گیا ہے؟

تو انہوں نے عرض کی! مجُھے خبر دی گئی ہے کہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

فرمایا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان پر صلاۃ بھیجی اور ان کی تلوار کے لیے دُعا فرمائی۔

اس کو ابُو عمر نے تخریج کیا ہے۔

اور فضائلی نے اس کا معنی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: اسی دوران کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں تھے جب آپ نے ایک نغمہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو آپ اسی طرح عُریاں حالت میں نکلے اس حالت میں کہ آپ پر کوئی چیز نہ تھی۔ آپ کے ہاتھ میں تلوار سونتی ہوئی تھی، تو آپ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مُلاقات ہو گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے زبیر! کیا بات ہے؟

اُنہوں نے عرض کی: میں نے سنا کہ آپ کو قتل کر دیا گیا ہے۔

آپ نے فرمایا! تو تُو کیا کرتا؟

آپ نے عرض کی: میں اہلِ مکہ کو بغیر پُوچھ گچھ کیے قتل کر دیتا۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے لیے دُعا فرمائی۔

اور صاحِب الصفوۃ نے بھی اسی طرح تخریج کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے، میں اہلِ مکّہ کو بغیر پُوچھ گچھ کیے قتل کر دیتا اور ان کے خُون کو دریا کی طرح بہا دیتا، میں ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑتا مگر یہ کہ میں اس کو قتل کر دیتا یہاں تک کہ میں ان سب کو قتل کر دیتا۔ فرمایا تو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور اپنی چادر اُتاری اور انہیں پہنا دی۔ تو جبریل اُترے اور عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے تو میری جانب سے زبیر کو سلام کہہ اور اسے بشارت دے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب کا ثواب عطا فرما دیا جس نے بھی تلوار سونتی آپ کی بعثت سے قیامت تک اس کے بغیر کہ ان کے اجروں میں سے کسی کے اُجر میں کوئی کمی کی جائے کیونکہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار کو سونتا ہے۔

تشریح:

نفحت نفحة، جائز ہے کہ یہ نفحت الویح سے ماخوذ ہو جب وہ چلے۔ یا نفح الحرق ینفح سے ماخُوذ ہو جب اس سے خون نکلے یا نفحت الناقۃ سے ماخوذ ہو جس کی ٹانگوں کو کاٹ دیا جائے۔ اور نفحة بالسیف۔ اس کو دور سے پکڑنا ہے اس سب کے مناسب نفحۃ الشیطان ہے اور کہا جاتا ہے:

نفح الطیب ینفح جب خوشبو مہکے۔

اور لہ نفحۃ طیبۃ۔ اس کی پاکیزہ خُوشبو ہو۔ اور

لا یزال لفلان نفحات من المعروف ونفحة من العذاب

فلاں کے لیے اچھائی کی شہرت اور عذاب میں سے ایک ٹکڑا ہمیشہ سے رہتا ہے۔

اور نفحہ کلام خفی کو کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے نغ م ینغم وینغم نغما ور فلان حسن النغمة جب وہ حُسنِ صوت (آواز) کا مالک ہو۔ مصلتاً کا معنی ہے سونتے ہوئے نیام سے باہر نکال کر اور اصلت سیفہ جب وہ اسے نیام سے کھینچ لے پس وہ مصلت ہے لام کی فتح کے سات استعرض اہلِ مکہ یعنی میں انہیں ایک جانب سے قتل کروں اور ان میں سے کسی سے دُوسری جانب سے نہ پُوچھا جاؤں گا خارجی کے لیے کہا جاتا ہے، انہ یستعرض الناس یعنی وہ انہیں قتل کرتا ہے اور مسلمان سے متعلق پوچھتا ہے اور نہ کافر سے متعلق۔

آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواری ہیں (خصوصیت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں میرا حواری زبیر ہے۔ اس کو بخاری وترمذی ومُسلم نے زیادتی کے ساتھ روایت کیا اس کے الفاظ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کے روز برانگیختہ کیا تو زبیر نے اس پر جواب دیا۔ آپ نے پھر برانگیختہ کیا تو زبیر نے جواب دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں میرا حواری زبیر ہے۔

اور اس کو ترمذی نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا اور فرمایا! یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور امام احمد نے عبداللہ بن زبیر سے زیادتی کے ساتھ روایت کیا اس کے الفاظ ہیں: ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور زبیر میرا حواری ہے اور پھوپھی زاد بھائی ہے اور اس کو ابوُمعاویہ نے تخریج کیا اور اس کے الفاظ ہیں: زبیر میرا پھوپھی زاد اور میری اُمّت میں سے میرا حواری ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سُنا میں حواری کا بیٹا ہوں تو اُنہوں نے فرمایا! اگر تو تُو زبیر کا بیٹا ہے (تو ٹھیک) ورنہ نہیں۔ اس کو ابُوعمر نے تخریج کیا ہے۔

بدر کے روز فرشتے ان عماموں کے ساتھ اُترے جو زبیر رضی اللہ عنہ کے عمامے کا رنگ تھا (خصوصیت)

ہشام بن عروہ عبادہ بن حمزہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں فرمایا! حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زَرد رنگ کا عمامہ پہنا ہوا تھا جس سے آپ نے بدر کے روز لپیٹا ہوا تھا تو بدر کے روز فرشتے اُترے تو اُن پر بھی زرد رنگ کے عمامے تھے اس کو ابُوعمر نے تخریج کیا ہے۔

اور روایت کیا گیا کہ بدر کے روز آپ میمنہ کے سالار تھے اور آپ نے زرد رنگ کی چادر تھی تو فرشتے بھی آپ کے نشان پر اُترے۔

اس کو ابوالفرج نے مشکل الصحیحین میں تخریج کیا ہے۔

تشریح

الاعتجار: عمامہ کو سر پر لپیٹنا ہے۔ اور المعجر: وہ ہوتی ہے جسے عورت اپنے سر پر باندھتی ہے کہا جاتا ہے: اعتجرت المراۃ بالمعجر اور المعجر کسرہ کے ساتھ عماموں کی ایک نوع ہے۔

کہا جاتا ہے! فلان العجرۃ۔

اور الریطۃ: ایک پٹ کا کپڑا جب وہ ایک ہی ٹکڑا ہو جب اس کے دو پٹ نہ ہوں۔

اور السیما: علامت کو کہا جاتا ہے اور جائز ہے کہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ آپ کی نشانی و علامت پر اس لیے اُترے ہوں کیونکہ یہ ان کی پہلی جنگ تھی تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے پہلے لڑنے والے نشان و علامت پر اُترے ہوں اور اسی فصل میں یہ پہلے گذر چکا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیزہ سے بدر میں جنگ کی

(خصوصیّت)

زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں نے بدر کے روز عبدہ بن سعید بن العاص کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس حالت میں کہ وہ لوہے میں غرق تھا اس کی صرف آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور اس کی کُنیت ابُوذات الکرش تھی تو اس نے کہا: میں ابُوذات الکرش ہوں تو میں نے اُس پر نیزہ سے حملہ کر دیا تو میں نے اس کی آنکھ میں نیزہ مارا تو وہ مر گیا۔

ہشام بن عروہ نے کہا! مجھے خبر دی گئی ہے کہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں

نے اپنی ٹانگ اس پر رکھ دی اور پھر اس کو روندا۔ اور میں نے بڑی مُشکل سے اُسے اِس سے نکالا حالانکہ اس کی گردن ایک جانب ٹیڑھی ہو گئی تھی۔

عروہ نے کہا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے اس کا سوال کیا تو آپ نے وہ انہیں عطا فرما دیا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس کا مطالبہ آپ سے اُبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تو آپ نے انہیں عطا فرما دیا پس جب انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس کو لے لیا پھر اس کا سوال عمر نے کیا تو آپ نے اسے انہیں دے دیا۔ جب عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس پر قبضہ کر لیا تو اس کو لے لیا، پھر اس کا سوال عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ تو آپ نے اسے انہیں دے دیا پس جب انہیں شہید کر دیا گیا تو یہ وہ نیز آل علی کے پاس آیا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا مطالبہ کیا، تو وہ ان کے پاس رہا یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح

مدجج: جیم کی کسرہ اور اس کی فتح کے ساتھ روایت کیا جاتا ہے یعنی اس پر کلال اسلحہ تھا۔ تو اس کے ساتھ اسے موسوم کیا گیا کیونکہ وہ یدج یعنی آہستہ آہستہ چلتا تھا اسلحہ کے بوجھ کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا۔ **دججت السماء** سے مشتق ہے جب وہ ابر آلود ہو جائے اور اُس کا یہ قول: **قمطیت** یعنی میں نے کھینچا اور مددت مطای اور المطا پشت کو کہتے ہیں۔

احزاب کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے ماں باپ دونوں کو جمع کیا (خصوصیت)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں اور عمر بن ابی سلمہ احزاب

کے روز عورتوں کے ساتھ حسّان کی گڑھی میں موجود تھے تو میں نے دیکھا تو اچانک مجُھے زبیر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار تھے جو بنو قریظہ کی طرف چکّر لگاتے ہوئے دو یا تین بار دیکھا۔ پس جب وہ گروہ واپس ہوئے میں نے آپ سے کہا ابّا جان! میں نے آپ کو چکّر لگاتے ہوئے دیکھا تھا۔

تو آپ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا: کون بنو قریظہ کے پاس جا کر ان کی خبر میرے پاس لے آئے گا؟

تو میں چلا گیا، پس جب میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا تو فرمایا! میرے ماں باپ آپ پر قرُبان ہوں۔ اِس کو بُخاری ومسلم نے تخریج کیا ہے اور ترمذی نے تخریج کرنے کے بعد کہا: یہ حدیث حسَن ہے اور یہ بات منقول نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احزاب کے روز آپ کے علاوہ کسی کے لیے یہ فرمایا ہو۔ اور اِمٰم احمد نے انہیں سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احد کے روز میرے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا۔

اور اُحد کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ آپ نے حضرت سعد کے بارے میں فرمایا تھا اور عنقریب یہ اُن کے فضائل میں آئے گا۔

اور یہ اِحتمال بھی ہے کہ آپ نے ان دونوں کے لیے جمع فرمایا ہو اور سعد کے بارے میں مشہور ہو گیا ہو۔ اس قول کے ان کے بارے میں بار بار فرمانے کی وجہ سے۔

اور آپ ہی سے مروی ہے آپ نے فرمایا! میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے والدین کو دو بار جمع فرمایا۔ اُحد کے روز اور قریظہ کے روز۔

شرح:

اطم حسن: یعنی ان کا قطعہ اس کو خمسہ بھی دیا جاتا ہے اور سکون بھی اور جمع الحام آتی

ہے اور لاجم اس کی مثل ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ سال کی عُمر میں قتال کیا (خصوصیّت)

عمر بن مصعب بن زبیر سے مروی ہے فرمایا: زبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ سال کی عمر میں قتال کیا۔ اور آپ قوم پر حملہ کرتے درآں حالیکہ آپ انہیں فرماتے: یہاں میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں۔ یہاں میرے ماں باپ آپ پر قرّبان ہوں۔ اس کو بغوی نے اپنی مُعجم میں روایت کیا ہے اور صاحبِ صفوۃ نے اور بابی وامی نہیں کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے جِنّوں کی طرف وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرافقت کی (خصوصیّت)

زبیر بن عوام سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی مسجد میں ہمیں فجر کی نماز پڑھائی پس جب آپ واپس ہوئے فرمایا! آج رات تم میں سے کون جنوں کے وفد کی طرف میری اتباع کرے گا؟ تو قوم خاموش ہوگئی اوران میں سے کسی نے بھی کوئی بات نہ کی۔ آپ نے یہ تین بار ارشاد فرمایا تو ان میں سے کسی نے بھی بات نہ کی۔ تو آپ میرے پاس سے گذرے اور میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے آپ کے ساتھ چلنا شروع کیا اور میں چھُونے میں سے کچھ بھی نہیں پاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ کے کھجُوروں کے سارے کے سارے درخت پیچھے رہ گئے اور ہم بے آباد زمین تک پہنچ گئے تو اچانک وہاں دراز قد لوگ دیکھے گویا کہ وہ نیزے ہوں جو اپنے کپڑوں کو اپنے پاؤں کے درمیان ہلا رہے تھے پس جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھے سخت کپکپی طاری لاحق ہوئی حتیٰ کہ خوف سے میرے پاؤں میرا ساتھ

نہیں دیتے تھے پس جب ہم اُن کے قریب ہُوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے اپنے پاؤں سے ایک خط کھینچا اور مُجھے فرمایا! اس کے درمیان بیٹھ جاؤ۔ پس جب میں اس میں بیٹھا تو سارا خوف جاتا رہا جو میں محسوس کر رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے گئے اور ان پر قرآن کریم کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی پھر آپ واپس ہوئے یہاں تک کہ آپ میرے پاس سے گذرے تو فرمایا۔ مل جا تو میں آپ کے ساتھ چلنے لگ گیا تو ہم تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے تو آپ نے فرمایا: پیچھے مڑ کر دیکھو کیا وہاں کوئی ایک ان سب سے ہے؟ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بہت زیادہ وجودوں (لوگوں) کو دیکھتا ہوں۔ فرمایا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا اور ایک مینگنی اُٹھائی پھر اس کو ان کی طرف پھینکا اور فرمایا: قوم کے وفد میں سے انہوں نے ہدایت پالی۔ اس کو ابن الضحاک نے الاحاد والمثانی میں تخریج کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سفرِ ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑے پہنائے (خصوصیت)

عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو آپ کی ملاقات مسلمانوں کے ایک قافلہ میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی جو تاجر تھے شام سے واپس آرہے تھے۔ تو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید رنگ کے کپڑے پہنائے۔ اس کو حمیدی نے اپنی الجامع من الصحیحین میں تخریج کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے سبب سے قرآن کے نزول کے ساتھ ادب کے خاص ہونے کا بیان

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی کا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ساتھ حرۃ کی پانی کی نالی میں اختلاف واقع ہوا جس کے ذریعے وہ کھجور کے درختوں کو پانی دیا کرتے تھے تو آپ نے انصاری کو کہا: آپ پانی کو چلنے دیں تو اُس نے اِنکار کردیا تو اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اس جھگڑے کو لاکر فیصلہ چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: اَے زبیر آپ پانی لگائیں پھر اسے اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دیں تو انصاری کو اس سے غُصہ آیا تو اس نے کہا: یارسول اللہ! یہ فیصلہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ یہ آپ کا پُھوپھی زاد بھائی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ غصّہ کی وجہ سے مُتغیر ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا! اُے زبیر تُو پانی لگا۔ پھر پانی کو روک لے یہاں تک کہ وہ منڈیر تک پہنچے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا، میرا خیال یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الآية۔

(سورۃ النساء آیت ۶۵)

پس تیرے رب کی قسم! وہ ایمان والے نہیں یہاں تک کہ وہ آپ کو حاکم نہ بنائیں اس میں جو ان کے درمیان جھگڑا ہو۔ اس کو شیخین نے تخریج کیا ہے اور بُخاری میں ہے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زُبیر کے لیے اس کا پُورا پُورا حق لیا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ۔ الآية

(سورۃ البقرہ آیت ۲۰۷)

اور کُچھ لوگ وہ ہیں جو اپنے نفسوں کا سودا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہُوئے، اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مُشرکین قتل کرنے کے لیے لے گئے تو اُنہوں نے فرمایا: مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے دو۔

تو اُنہوں نے اُنہیں چھوڑ دیا حتیٰ کہ اُنہوں نے دو رکعتیں ادا فرمالیں۔

پھر فرمایا! اگر یہ لوگ یہ نہ کہیں کہ موت سے ڈر گیا ہے تو میں اس میں اضافہ کردیا اور

یہ کہنا شروع کردیا:

ولست ابالی حین اقتل مسلما

علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی

اور مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے جب مجھے حالت اسلام میں قتل کیا جارہا ہے کہ مجھے کس پہلو کے بل قتل کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔

تو اُنہوں نے انہیں زندہ ہی سولی پر چڑھا لیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تو جانتا ہے کہ میرے اِردگرد کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو تیرے رسول تک میرے مصائب کو پہنچائے پس تو ہی ان تک میرا اسلام پہنچا، پھر انہوں نے ان پر تیراندازی اور نیزہ بازی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک ان کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا! کون ہے جو ضبیب کو سولی سے اتارے اور اس کے لیے جنت ہوگی؟ تو حضرت زبیر نے عرض کی: میں اور میرا ساتھی مقداد۔

تو وہ دونوں رات دن چلتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ اس جگہ پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ اس سولی کے اِردگرد چالیس آدمی سوئے ہوئے تھے اور وہ تروتازہ ہے چالیس روز کے بعد بھی اس میں کسی قسم کا تغیّر پیدا نہیں ہوا تو حضرت زبیر اللہ تعالیٰ عنہٗ نے انہیں اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور چل پڑے تو کفار میں سے ستر آدمیوں نے انہیں آلیا۔

تو حضرت زبیر نے ان کی نعش کو زمین پر پھینکا تو زمین انہیں نگل گئی اور آپ نے فرمایا: اے گروہ قریش! کس چیز نے آپ کو ہم پر جری کیا ہے؟ پھر اپنے سر سے عمامہ ہٹایا اور فرمایا: میں زبیر بن العوام ہوں اور میری ماں صفیہ بنت عبدالمطلب ہے اور میرا یہ ساتھی مقداد بن الاسود ہے ہم دو پھرتیلے شیر ہیں۔ اگر تُم چاہو تو تیر اندازی میں مقابلہ کرو۔ اور اگر تُم چاہو تو تو اُتر کر مقابلہ کرتے ہیں اور اگر تم چاہو تو تم واپس ہو جاؤ۔ تو وہ واپس چلے گئے۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس اس وقت جبریل امین تھے۔ تو اس نے عرض کی: اَے محمد! تحقیق فرشتے آپ کے ان دو ساتھیوں پر فخر کرتے ہیں اور اللہ

تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ... الآیۃ

(سورۃ البقرہ آیت ۲۰۷)

اور لوگوں میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اپنے نفسوں کا سودا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے۔

یہ اس آیت کے سبب نزول کے پانچ اقوال میں سے ایک قول ہے اور یہ ابن عباس اور ضحاک کا قول ہے اور دُوسرا قول یہ ہے کہ یہ امر بِالمعرُوف اور نہی عَن المنکر کے بارے میں نازل ہوا ہے اور یہ علی و عمر رضی اللہ عنہما سے مَروی ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ صہیب رُومی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ مہاجرین وانصار کے بارے میں نازل ہوئی یہ قتادہ کا قول ہے اور پانچواں قول یہ ہے کہ یہ خاص طور پر مہاجرین کے حق میں نازل ہوا ہے یہ حسن نے کہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ

جنہوں نے اللہ اور رسول کی دعوت کو قبول کیا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۷۲)

یہ ستّر آدمیوں کے حق میں نازل ہُوئی جن میں ابوبکر و زبیر بھی ہیں اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس کو ابوالفرج بن الجوزی نے اسباب النزول میں تخریج کیا ہے۔

ساتویں فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ رضی اللہ عنہ کیلئے جنّت کی گواہی دینے کے بارے میں

اس کا بیان دسویں باب میں عبدالرحمٰن بن عوف وسعید بن زید کی حدیث میں گذر چکا ہے اور حضرت طلحہ کے لیے جنت کی گواہی کی فصل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے گذر چکا ہے طلحہ اور زبیر جنت میں پڑوسی ہوں گے۔

آٹھویں فصل

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے چند ایک فضائل کے بارے میں

ابُو عمر وغیرہ نے کہا: زبیر نے بدر وحدیبیہ اور تمام غزوات میں شرکت کی اور ان غزوات میں سے کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑے اور آپ اُن دس افراد میں سے ایک ہیں جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنّت کی خُوشخبری دی اور ان چھ افراد میں سے ایک ہیں جو اہل شُوریٰ تھے جن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا جبکہ آپ ان سے راضی تھی اور آپ نے دو ہجرتیں کیں اور انہیں کے بارے میں حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أقام على عهد النبي وهديه
حواريه والقول بالفعل يعدل
أقام على منهاجه وطريقه
يوالى ولى الحق والحق أعدل
هو الفارس المشهور والبطل الذى
يصول إذا ما كان يوم محجل
له من رسول الله قربى قريبة
ومن نصرة الإسلام مجد مؤثل
فكم كربة ذب الزبير بسيفة
عن المصطفى والله يعطى ويجزل
إذا كشفت عن ساقها الحر هشها
بأبيض سباق إلى الموت يرقل
فما مثله فيهم ولا كان قبله
وليس يكون الدهر ما دام يذبل
ثناؤك خير من فعال معاشر
وفعلك يا بن الهاشمية أفضل

اشعار کا ترجمہ:

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد اور آپ کی ہدایت پر اقامت اختیار کی۔ آپ کا حوّاری ہے اور قول فعل کے ساتھ برابر ہے انہوں نے آپ منہاج اور طریقہ کار پر اقامت اختیار کی اور ولی حق کو حق ادا کرتے ہیں اور حق ہی اعدل ہے وہ مشہور شہسوار ہیں اور بہادر ہیں جب سخت جنگ کا دن ہوتا ہے تو وہ حملہ آور ہوتا ہے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے ساتھ قریبی رشتہ داری ہے اور اسلام کی نصرت ہی گراں مایہ بزرگی ہے کتنی ہی مشکلات کو زبیر نے اپنی تلوار سے دور کیا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

جب جنگ کی گرمی اپنی پنڈلی سے کپڑا اُٹھاتی تو وہ اپنی چمکتی تلوار کے ساتھ موت کی طرف لپکتا۔ پس ان میں سے اس کی کوئی مثل ہے اور نہ اس سے پہلے کوئی مثال ہے اور نہ ہی قیامت تک زمانہ اس کی مثال پیش کر سکے گا۔ آپ کی تعریف معاشرے کے افعال سے بہتر ہے اور آپ کا فعل اے ابن ہاشمیہ افضل ہے۔

شرح:

ھدی۔ ھاء کی فتحہ اور دال کے امکان کے ساتھ سیرت کو کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے ما احسن ھدیہ یعنی اس کی سیرت کتنی اچھی ہے۔ اور حواری کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے اور موثل، مؤصل: (پہنچانے والا) کے معنی میں ہے اور تاثیل اور تاصیل کا ایک ہی معنی ہے۔ کہا جاتا ہے مج ادثیل یعنی اصل اور کشف الحرب عن ساقھا۔ کا معنی ہے شدید ہو گئی ہے۔ اور یکشف عن ساق یعنی شدت کی وجہ سے اور اسی طرح قامت علی ساق ھشنا شاید یہ ہش سے ہے جو کہ جمع کرنا اور کمانا ہے اور الھیاشہ حیاشہ کی طرح ہے اور یہ اسے کہا جاتا ہے جو بال لباس میں سے جمع کیا جاتا ہے تو گویا کہ آپ لوگوں کو جمع کرتے ہیں اور انہیں اپنی تلوار سے ننگا کرتے ہیں اور الابیض تلوار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کیلئے جنت کی گواہی دینے کا بیان

اس بیان کی حدیث اپنے طُرق کے ساتھ باب مادون العشرۃ میں گذر چکی ہے اور وہ حدیث حراء کے متحرک ہونے کی حدیث ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان: تو ٹھہر جا! پس تجھ پر سوائے نبی یا صدیق یا شہید کے کوئی نہیں ہے۔ اس کو مسلم نے تخریج کیا ہے۔

اور صاحب الکوکب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ شہید کو روئے زمین پر چلتا ہوا دیکھے وہ زبیر کی طرف دیکھے اور اس پر ابن ابی شیبہ کی علامت رکھی۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی گواہی کا بیان کہ آپ اَرکان اسلام میں سے ایک رُکن ہیں

سطیح بن الاسود سے مَروی ہے فرمایا: میں نے عُمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا زبیر ارکان اِسلام میں سے ایک رُکن ہے اس کو ابن السری نے تخریج کیا ہے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مرفُوع روایت کیا ہے اور ان کے الفاظ ہیں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زبیر بن العوام ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہیں اِس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کہ آپ ان سے بہترین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں۔ مَروان بن الحکم سے مَروی ہے فرمایا: حضرت عُثمان کو بہت زیادہ نکسیر آئی حتیٰ کہ اس نے انہیں حج سے روک دیا اور انہوں نے وصیّت کی تو قُریش کا ایک آدمی داخل ہوا تو اس نے کہا: آپ خلیفہ نامزد کریں تو آپ نے فرمایا! ہاں اس نے کہا! کس کو؟

فرمایا! تو انہوں نے سکوت اختیار کیا تو ایک آدمی ان کے ہاں داخل ہوا۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھا۔ تو اس نے کہا! آپ خلیفہ نامزد کریں تو حضرت عُثمان نے کہا اور انہوں (لوگوں) نے بھی کہا ہے تو اس (حارث) نے کہا: ہاں تو آپ نے فرمایا! تو وہ کون ہے؟ (جس کے بارے میں انہوں نے کہا ہے)

فرمایا! تو وہ (حارث) خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا! شاید انہوں نے زبیر کے بارے میں کہا!۔

اس (حارث) نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قُدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ ان میں سے بہترین آدمی ہیں میرے علم کے مطابق اور یہ ان سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔

اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا! قسم بخدا تُم جانتے ہو کہ یہ تم میں سے سب سے بہترین آدمی ہیں ۔ اس کو بُخاری نے تخریج کیا ہے اور بغوی نے اور کہا: اما والذی نفسی بیدہ... الخ۔ کے الفاظ فرمائے اور تین مرتبہ کا اضافہ کیا۔

اس کا بیان جو سعید بن مالک اور سعید بن المسیّب سے آپ کی محبّت پر برانگیختہ کیا گیا ہے اور آپ کے بُغض سے جھڑکا گیا ہے۔

ان دونوں کی حدیث اس کی نظیر میں فضائل عثمان کی فصل میں گذر چکی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آپ کی تعریف کرنے کا بیان:

یہ بھی فضائل طلحہ میں گذر چکا کیونکہ وہ تعریف ان دونوں کی تھی۔ واللہ اعلم۔

آپ رضی اللہ عنہ کی یرمُوک کے روز آزمائش کا بیان

عروہ سے مروی ہے کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یرموک کے روز زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: کیا آپ دشمن پر حملہ نہیں کرتے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں تو آپ نے ان پر حملہ کر دیا تو انہوں نے آپ کے کندھے پر دو وار تلواروں کے کیے ان دونوں کے درمیان وہ تلوار کا زخم تھا جو آپ کو بدر کے روز آیا تھا۔

عُروہ کہتے ہیں: میں ان زخم کے نشانات میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔ درآں حالیکہ میں بچہ تھا اور آپ کے ساتھ عبداللہ تھا جس کی عُمر پندرہ سال تھی تو آپ نے اُسے گھوڑے پر سوار کیا اور اس کے ساتھ توکّل کیا اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے اور یرموک شام کی

جانب ایک موضع ہے۔

اس بات کا بیان کہ آپ نے اللہ اور رسول کو جواب دیا

عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں انہوں نے مجھے فرمایا۔ قسم بخدا! آپ کا والدان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اللہ اور رسول کو جواب دیا اس کے بعد کہ انہیں زخم پہنچے ہوئے تھے۔ اِسے مسلم نے تخریج کیا ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ کیا اس سے وہ ابو بکر اور زبیر مراد لیتی۔

اور انہیں سے مروی ہے فرمایا: اے میرے بھانجے آپ کا باپ یعنی ابو بکر و زبیر ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول کو جواب دیا اس کے بعد کہ انہیں زخم آئے تھے۔

فرمایا: جب مشرکین احد سے واپس ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام نے پایا جو کچھ پایا یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس بات کا خدشہ لاحق ہوا کہ وہ کہیں واپس نہ لوٹ آئیں تو آپ نے فرمایا! کون برضا ورغبت ان کا پیچھا کرے گا حتیٰ کہ انہیں علم ہو جائے کہ ہم میں قوت موجود ہے؟ تو ابو بکر و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ستر افراد کی معیت میں برضا ورغبت اس قوم کے نشانات قدم پر نکلے تو انہوں نے ان کے بارے میں سنا تو وہ واپس لوٹ گئے۔ فرمایا: پس وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے واپس لوٹے اور انہوں نے نہ لڑا فرمایا کسی بھی دشمن سے۔ اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

اس کا بیان جو آپ کے جسم میں زخم تھے

عروہ سے مروی ہے: زبیر نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو جمل کی صبح کو وصیت فرمائی تو فرمایا: بیٹے میرا کوئی بھی عضو ایسا نہیں مگر یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں زخمی ہوا ہے حتیٰ کہ اس کی انتہاء آپ کی شرمگاہ تک ہوئی۔ اس کو ترمذی نے تخریج کیا اور کہا: حسن ہے غریب ہے۔

اور علی بن زید سے مروی ہے فرمایا: مجھے اس نے خبر دی جس نے زبیر کو دیکھا کہ اس کے سینے میں آنکھوں کی مثل نیزوں اور تیروں کے زخم تھے اس کو صاحب الصفوۃ اور فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

اور بعض تابعین سے مروی ہے فرمایا: میں نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اسفار میں ان کی صحبت اختیار کی تو اسے جنابت ہو گئی اور ہم چٹیل میدان میں تھے تو انہوں نے مجھے کہا میرے لیے ستر اور پردہ کریں حتیٰ کہ میں غسل کرلوں۔

فرماتے ہیں! میں نے ان کے لیے پردہ کیا، تو میری نظر اچانک ان پر پڑ گئی تو میں نے انہیں تلواروں کے زخموں سے گھائل دیکھا تو میں نے انہیں کہا: قسم بخدا! میں نے آپ پر زخموں کے وہ نشانات دیکھے ہیں جو میں نے کسی پر کبھی نہیں دیکھے۔

آپ نے فرمایا! کیا آپ نے ان کو دیکھ لیا ہے؟

میں نے کہا! ہاں

کہاں: قسم بخدا! ان میں سے کوئی زخم نہیں ہے مگر یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگا ہے اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرے سے مکھیوں وغیرہ کو دُور کرنا

اس حالت میں کہ آپ محوِ استراحت تھے اور اس پر جو کچھ مرتب ہوا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا در آں حالیکہ وہ سوئے ہوئے تھے تو زبیر رضی اللہ عنہ آپ کے چہرے سے مکھیاں وغیرہ دُور کرنے بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ بیدا ہوئے تو آپ نے انہیں فرمایا اے ابو عبداللہ! تو اس وقت سے یہی کرتا رہا۔ عرض کی! اس وقت سے یہی کرتا رہا میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں تو آپ نے فرمایا! یہ جبریل آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے

میں قیامت کے روز آپ کے ساتھ ہوں گا یہاں تک کہ میں آپ کے چہرے سے جہنم کی چنگاریوں کو دور کروں گا۔

اس کو حافظ دمشقی نے الاربعین الطوال میں تخریج کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ابنِ زبیر کو کہنا اے بھتیجے تو اَب کے لیے وصف اُخوّت ثابت ہو گیا

سلیمان سے مروی ہے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاں داخل ہوا حالانکہ آپ کے پاس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور ان کے پاس ایک طشت تھا اس میں جو کچھ تھا وہ اسے پی رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں فرمایا اے بھتیجے! تو کیا کر رہا ہے؟

پھر باقی حدیث کو بیان کیا اور عنقریب ان کے مناقب میں ابنِ غطریف کی حدیث میں آ رہا ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا! میں نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی آپ کو کونسی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے احادیث روایت کرنے سے منع کرتی ہے جس طرح کہ آ کے صحابہ کرام روایت کرتے ہیں؟ فرمایا! قسم بخدا میں بھی جب سے اسلام لایا ہوں آپ سے جدا نہیں ہوا لیکن میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا جان بوجھ کر اسے چاہیے کہ وہ جہنّم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔

اسے بخاری نے تخریج کیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے: قسم بخدا مجھے آپ کے ہاں قدر و منزلت حاصل تھی لیکن میں نے آپ کو یہ فے ہوئے سنا اور حدیث کو بیان کیا۔

اور ایک روایت میں ہے تحقیق میں نے آپ کے صحابہ سے افضل پایا جو ان میں سے

کسی ایک نے پایا لیکن میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے وہ بات کی جو میں نے نہیں کی تھی تو اسے چاہیے کہ وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔ پس میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں آپ سے حدیث روایت کروں۔ اس کو بغوی نے اپنی معجم میں روایت کیا ہے۔

شرح:

وجهة، جاہ و عزّت۔ فلیتبوا مقعدہ من النار۔ یعنی اس میں سے اپنے ٹھکانہ میں اُترے۔ کہا: بواہ القد منزلا یعنی اس کو اس میں ٹھہرایا۔ اورا المبادة منزل اور ٹھکانہ کو کہا جاتا ہے۔

آپ کے صِلہ اور صدقات کا بیان

اُمِ درہ سے مروی ہے فرمایا: حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف دو غرارہ بھیجے جن کی قیمت آٹھ لاکھ اسّی ہزار دراہم کو پہنچتی تھی۔

اور کعب سے مروی ہے فرمایا: حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ہزار غلام تھے جو انہیں خراج دیتے تھے تو ان میں سے ایک درہم بھی آپ کے گھر میں داخل نہ ہوتا تھا آپ اس سب کو صدقہ کر دیتے تھے۔ اس کو ابو عمر نے تخریج کیا اور فضائلی نے تخریج کیا اور کہا: آپ اپنے حصہ کو اسی رات تقسیم کر دیتے تھے اور آپ اپنے گھر کی طرف اٹھتے درآں حالیکہ آپ کے پاس اس میں سے ایک درہم بھی نہ ہوتا۔

اور اس کو طائی نے سعید بن عبدالعزیز سے روایت کیا کہ اُنہوں نے فرمایا! زبیر کے غلام تھے اور اس کو بیان کیا۔

اور جویرۃ سے مروی ہے فرمایا: زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک گھر چھ لاکھ کے عوض بیچا۔ فرماتی ہیں: تو انسے کہا گیا! اَے اَبُو عبداللہ تو نے غبن کیا ہے۔

آپ نے فرمایا! ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! تو ضرور جانتا ہے میں نے غبن نہیں کیا۔ یہ اللہ

تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے اس کو صفوۃ میں تخریج کیا ہے۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سب سے زیادہ کریم تھے

ابن اسحٰق سبیعی سے مروی ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی بیس سے زائد افراد کی مجلس میں سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں سب سے زیادہ کریم شخص کون تھا؟ تو انہوں نے کہا: زبیر اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اس کو فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

آپ کی بیع میں چشم پوشی کا بیان

ابو عمر نے کہا: حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر تھے جو محفوظ تھے تو کہا گیا۔ تو نے کس چیز کے ساتھ تجارت میں ادراک حاصل کیا؟

فرمایا! کیونکہ میں نے کبھی عیب دار چیز کو نہیں بیچا اور میں نے نفع کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے برکت ڈال دیتا ہے۔

شرح:

مجدودا: یعنی محفوظ اور الجد حصہ کو کہا جاتا ہے اور الجد ید حظیظ کے معنی میں ہے فعیل مفعول کے معنی میں ہے۔

حسن بن علی علیہما السلام کی اس گواہی کا بیان کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نسب ان کے نسب کا کفو ہے

ھشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حسن بن علی نے اپنی وصیّت میں یہ وصیّت فرمائی کہ تم آلِ زبیر کی طرف شادیاں کرو اور اپنی عورتوں کی ان کے ساتھ شادیاں کراؤ پس وہ قُریش میں تمہارے کُفو ہیں اس کو ابُو معاویہ نے تخریج کیا ہے۔

اور اس میں نسب میں کفاءت کے اعتبار پر دلیل ہے اور یہ کہ قریش بنو ہاشم کے کفو نہیں ہیں ورنہ تخصیص کا کوئی فائدہ نہیں۔

عام مُسلمانوں کیلئے رُخصت کے اثبات کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زبیر وعبدالرحمٰن بن عوف دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک غزوہ میں جوؤں کی شکایت کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان دونوں کو ریشمی قمیص کی رخصت دی۔ تو میں نے ان میں سے ہر ایک پر ریشمی قمیص کو دیکھا۔

اور انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ریشم قمیص کی رخصت عنایت فرمائی۔ سفر میں اس خارش کی وجہ سے جو انہیں لاحق تھی۔ ان دونوں کو مسلم نے تخریج کیا ہے اور اشبہ یہ ہے کہ رخصت خارش اور جوؤں دونوں کی وجہ سے ہو۔ دونوں حدیثوں کو جمع کرتے ہوئے۔

اصحاب رسول میں سے جس نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف وصیّت کی اس کا بیان

عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابنِ مسعود وعثمان ومقداد بن الأسود وعبدالرحمٰن بن عوف ومطیع بن الاسود نے زبیر بن العوام کی طرف وصیّت فرمائی اس کو ابن الضحاک نے تخریج کیا ہے۔

نویں فصل

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت

اور اس کے مُتعلّقات کے بارے میں

آپ کی شہادت کی کیفیّت کا بیان اور کس نے آپ کو شہید کیا اور کہاں کیا؟

ابو عمر نے کہا! حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ جمل میں شریک ہوئے تو اس میں ایک لمحہ کے لیے جنگ کی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آواز دی اور ان کے ساتھ اکیلے ہو گئے تو انہیں یاد دلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انہیں فرمایا تھا درآں حالیکہ آپ نے ان دونوں کو ایک دُوسرے کو ہنساتے ہوئے پایا تھا۔ جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو آپ علی کے ساتھ جنگ کریں گے درآں حالیکہ آپ ظالم ہوں گے۔ تو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد آیا تو آپنے جنگ سے نکل کر مدینہ کی طرف رَاہ لی، اس جماعت کو چھوڑتے ہُوئے جس میں آپ نکلے تھے تو آپ کا پیچھا ابن جرموز بن عبداللہ نے کیا اور عمیر بھی کہا جاتا ہے اور عمیرہ سُعدی بھی۔ تو اس نے آپ کو اسی جگہ شہید کیا جو وادی السباع کے نام سے معروف ہے اور وہ آپ کے سر کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے آیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! ابن صفیہ کے قاتل کو جہنّم کی بشارت ہو۔

اور ابوالاسود دوَلی سے مروی ہے فرمایا: جب حضرت علی اور ان کے ساتھی حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قریب ہوئے اور صفیں ایک دوسرے کے قریب ہوئیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر نکلے تو آپ نے آواز دی

زبیر کو بلاؤ۔ تو وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ ان دونوں کی سواریوں کی گردنیں آپ میں مل گئیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اَے زبیر! میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا آپ کو وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے پاس سے اس اس طرح کی جگہ میں سے گذرے تھے۔ اور فرمایا تھا: اَے زبیر! کیا تو علی سے محبت کرتا ہے؟

آپ نے عرض کی تھی: کیا میں اپنے ماموں زاد اور اپنے دین کی اتباع کرنے والے کے ساتھ محبّت نہیں کروں گا۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ اَے علی! کیا تو اس سے محبت کرتا ہے؟ میں نے عرض کی تھی: یارسول اللہ! کیا میں اپنے پھوپھی زادے محبّت نہ کروں حالانکہ یہ میرے دِین پر بھی ہے تو آپ نے فرمایا تھا اَے زبیر! تو ضرور اس کے ساتھ ایک دن جنگ کرے گا درآں حالیکہ تو اس کے لیے ظالم ہوگا۔

انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔ قسم بخدا میں نے اس کو بھلا دیا تھا جب سے میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے، پھر آپ نے اسے اس وقت یاد دلایا ہے۔ قسم بخدا! میں آپ کے ساتھ قتال نہیں کروں گا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری پر لوٹے صفوں کو چیرتے ہوئے تو ان کا بیٹا عبداللہ نے ان سے تعرض کیا اور کہا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

آپ نے فرمایا! مجھے علی نے ایک حدیث یاد دلائی ہے جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا تھا یہ کہتے ہوئے آپ اس کے ساتھ ضرور قتال کریں گے۔ درآں حالیکہ آپ اس کے لیے ظالم ہوں گے۔

اور میں اس کے ساتھ قتال نہیں کروں گا، پھر پلٹتے ہُوئے مدینہ کی طرف لوٹے تو عبداللہ بن جرموز نے انہیں دیکھا تو اس نے کہا: یہ کیسے لوگوں کے درمیان جنگ بھڑکاتا ہے پھر انہیں چھوڑ کر چلا جاتا ہے؟ قسم بخدا! ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ پس وہ جب حضرت زبیر کو آملا اور آپ نے دیکھا کہ وہ ان کا اِرادہ کیے ہوئے تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف مڑے تو ابن جرموز نے انہیں کہا! اللہ کو یاد کر۔ تو حضرت زبیر نے اس سے ہاتھ روک لیا

۔ یہاں تک کہ اس نے کئی بار ایسا ہی کہا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے وہ اللہ کو یاد دلاتا ہے اور خود بھول جاتا ہے۔ ابن جرموز نے آپ کو اچانک پکڑ کر شہید کر دیا۔ اس کو فضائلی وغیرہ نے تخریج کیا ہے۔

شرح

ای ھا: کیف کے معنی میں ہے اور امتور پیش تحریش اور ابھارنے کو کہتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں وی شت بین القوم اور ارشت۔ اور غافصہ یعنی اس نے اسے غفلت میں پکڑ لیا۔

ابُوعمر نے کہا: اور یہ روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب واپس لوٹے تو آپ کی ملاقات النعضر سے ہوئی جو کہ بنو مجاشع میں سے ایک آدمی تھا تو اس نے کہا! اے حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کدھر جارہے ہیں؟

آپ میری طرف آئیں۔ پس آپ میری ذمّہ داری اور امان میں ہیں۔ آپ تک نہیں پہنچا جائے گا۔ تو آپ اس کے ساتھ ہو لیے تو آپ کو عمیر بن جرموز اور فضالہ بن حابس نے اور نفیع بن تمیم کے جنگجوؤں میں سے چند جنگجو ساتھ ملے تو انہوں نے آپ کو الثغر کے ساتھ ملاقات کی۔ تو عُمیر بن جرموز اُس کی پشت کی جانب سے آیا حالانکہ اپنے کمزور گھوڑے پر تھا تو اس نے ایک خفیف نیزہ اسے مارا۔ اور حضرت زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا در آں حالیکہ آپ اپنے گھوڑے پر سوار تھے جن کو ذُوالخمار کہا جاتا تھا یہاں تک کہ اس نے یہ گمان کیا کہ آپ اس کو قتل کرنے والے ہیں تو اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو آواز دی اے نفیع۔ اے فضالہ تو انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ ابوعُمر نے کہا: یہ سابقہ روایت سے اصح ہے۔

اور عبدالعزیز سلمی نے کہا: جب زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمل کے وقت واپس لوٹے تو میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا۔

ولقد علمت لو ان علمی نافع

ان الحیاۃ من الممات قریب

اور تحقیق میں نے جان لیا اگر میرا علم نافع ہے کہ زندگی موت سے قریب ہے۔ پس تھوڑی ہی دیر گذری کہ ابن جرموز نے انہیں شہید کر دیا اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

آپ کی شہادت کی تاریخ اور شہادت کے وقت آپ کی عُمر

کہا گیا ہے کہ آپ کو بروز جمعرات دس جمادی الآخرہ ۳۶ ہجری کو شہید کر دیا گیا اور اسی روز جنگ جمل ہوئی اور اس روز آپ کی عمر سڑسٹھ سال تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ چھیاسٹھ سال تھی ۔اس کو ابو عمر نے بیان کیا ہے اور ایک قول چونسٹھ سال کا ہے اور ساٹھ سال کا بھی ایک قول ہے اور اکسٹھ سال بھی کہے گئے اس کو بغوی نے اپنی مُعجم میں بیان کیا ہے اور ایک قول پچھتّر سال کا بھی ہے اور ایک قول کے مطابق پچاس سے کچھ زائد سال تھی ۔اس کو صاحب الصفوۃ اور رازی نے بیان کیا ہے۔

اس کا بیان جو حضرت علی نے آپکے قاتل کو فرمایا

آپ کے قتل کی کیفیّت میں اس کا ایک طرف گزر چکا۔ اُبو عمر نے کہا روایت کیا گیا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس حضرت زبیر کا سر لے کر آیا تو آپ نے اس کو اجازت نہ دی اور آپ نے اجازت لینے والے کو کہا اسے جہنّم کی خوشخبری سنا۔

اور زر سے مروی ہے فرمایا! ابن جرموز نے اجازت طلب کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے درآں حالیکہ میں آپ کے پاس تھا تو آپ نے فرمایا! ابنِ صفیہ کے قاتل کو جہنم کی خوشخبری سنا۔اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

آپ کی وصیّت کا بیان

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَروی ہے فرمایا! حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمل کے روز اپنے قرض کی وصیّت مُجھے کرنا شروع کردی اور فرماتے: اگر اس میں سے کسی چیز میں آپ عاجز آگئے تو اس پر میرے مَولا سے مدد طلب کرنا۔ فرماتے ہیں: قسم بخدا ! مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کی اس سے کیا مُراد تھی۔

میں نے عرض کی: اے ابّا جان! آپ کا مولا کون ہے؟

فرمایا! اللہ تعالیٰ۔ پس قسم بخدا! میں آپ کے قرض کے بارے میں کسی بھی مشکل میں نہ پڑا مگر یہ کہ میں نے کہا: اَے زبیر کے مولا! تو اس سے اس قرض کو ادا فرمایا تو وہ اس کو ادا فرما دیتا۔

اوران کا قرض جو ان پر تھا وہ یہ تھا کہ کوئی آدمی آپ کے پاس مال لے آتا جسے وہ آپ کے پاس امانت رکھتا۔ تو زبیر رضی اللہ عنہ اسے فرماتے: نہیں بلکہ یہ قرض ہے پس مجھے اس کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں: تو میں اس قرض کا حساب لگایا جو آپ کے ذمہ تھا تو میں نے اکیس لاکھ پایا۔ تو آپ کو شہید کر دیا گیا۔

حالانکہ آپ نے نہ دینار چھوڑے اور نہ دراہم۔ مگر دو زمینیں چھوڑی تھیں۔ میں نے بیچا اوران کے قرض کو ادا کر دیا۔ تو بنوالزبیر نے کہا: ہماری میراث۔

میں نے کہا! قسم بخدا ! میں اس وقت تک تُمہارے درمیان اسے تقسیم نہ کروں گا یہاں تک کہ میں حج کے موقع پر چار سال تک اعلان نہ کروں آگاہ ہو جاؤ۔ جس کسی کا بھی زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے ہم اس کو ادا کریں گے۔ پس انہوں نے ہر سال اعلان کرنا شروع کر دیا جب چار سال گذر گئے تو اس کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں تو ان میں سے ہر ایک کو بارہ بارہ لاکھ دراہم

حصہ آیا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال کو جمع کیا گیا جو پانچ کروڑ دو لاکھ دراہم تھا۔

اور حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ حکیم بن حزام کے ساتھ ملاقات ہوئی تو اس نے کہا :اے بھتیجے! میرے بھائی پر کتنا قرض تھا۔ تو میں نے اسے چھپایا اور کہا: ایک لاکھ تو حکیم نے کہا! قسم بخدا میرا خیال نہیں کہ تمہارے اموال اتنے ہوں۔

فرماتے ہیں: تو عبداللہ نے کہا! آپ کی کیا رائے ہے اگر ان کا قرض بائیس لاکھ دراہم ہوں تو اس نے کہا: میرا خیال نہیں کہ آپ اس کی طاقت رکھیں۔ پس اگر تم عاجز آجاؤ اس میں سے کسی چیز کی ادائیگی میں تو میری مدد حاصل کر لینا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غابہ ایک لاکھ ستر ہزار دراہم میں خریدا ہوا تھا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ے اسے ایک کروڑ چھ لاکھ دراہم میں بیچا۔ پھر فرمایا: جس کسی کا زبیر پر کوئی قرض ہو وہ ہمیں غابہ میں آملے۔

فرماتے ہیں: تو ان کے پاس عبداللہ بن جعفر آئے حالانکہ ان کا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چار لاکھ دراہم تھے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ سے کہا۔ اگر تم چاہو تو میں اس کو تمہارے لیے چھوڑ دوں۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا: نہیں انہوں نے کہا! اگر تم چاہو تو اس کو مؤخر کر دو اس میں جسے تم مؤخر کرو گے۔ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: نہیں تو انہوں نے کہا! تو مجھے ایک حصّہ زمین کا الگ کر کے دے دو۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا! یہاں سے یہاں تک۔ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ نے اس میں سے بیچا تو ان کے قرض کو ادا کر دیا اور پورا پورا اسے دیا اور اس میں سے ساڑھے چار حصے بچ گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا۔ آپ لوگوں نے غابہ کی کیا قیمت لگائی۔ آپ نے کہا! ہر حصہ ایک لاکھ کا ہے انہوں نے کہا! اس میں سے کتنے حصّے باقی بچ ئے ہیں؟

آپ نے فرمایا! ساڑھے چار حصے۔ تو منذب بن زبیر نے کہا ان میں سے ایک حصّہ میں نے ایک لاکھ کے عوض خرید لیا اور عمر بن عثمان نے کہا! ایک حصہ میں نے ایک لاکھ کے

عوض خرید لیا اور ابن ربیعہ نے کہا: ان میں سے ایک حصہ میں نے ایک لاکھ کے عوض لے لیا۔

تو معاویہ نے فرمایا: کتنی باقی بچ گئی ہے؟ فرمایا! ڈیڑھ حصّہ آپ کے قرض کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو بنو الزبیر نے کہا! آپ ہمارے درمیان تقسیم کریں۔ آپ نے فرمایا! نہیں قسم بخدا! نہیں پھر اس کے ہم معنی ذکر کیا جو گذر چکا ان دونوں کو بخاری نے تخریج کیا ہے اور عقیلی نے بیان کیا کہ ان کے قرض کی ادائیگی کے بعد ان کا ترکہ ستاون کروڑ چھ لاکھ تھا۔

اور عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تہائی مال کی وصیت فرمائی ہوئی تھی۔ حالانکہ اُنہوں نے دینار چھوڑے تھے اور نہ ہی دراہم اس کو بغوی نے اپنی معجم میں تخریج کیا ہے۔

دسویں فصل

آپ کی اولاد کے بیان میں

اور آپ کی اولاد بیس افراد پر مشتمل تھی جن میں گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔

بیٹوں کا بیان

عبداللہ اور ان کی کُنیّت ابو بکر تھی اور ابو خبیب بھی اپنے بیٹے خبیب کی وجہ سے کُنیّت کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: اسلام میں سب سے پہلا بچہ عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے جنہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھجور لی اس کو چبایا پھر ان کے منہ میں اسے داخل کیا تو سب سے پہلے ان کے پیٹ میں جو چیز گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا لعاب دہن تھا۔

فاطمہ بنت المنذر سے مروی ہے اور ہشام بن عروہ سے دونوں نے کہا۔ حضرت اَسماء بنت ابی بکر نکلیں جب انہوں نے ہجرت کی درآں حالیکہ وہ حاملہ تھیں عبداللہ بن زبیر سے تو وہ قباء آئیں تو عبداللہ کو قباء میں جنم دیا، پھر نکلیں یہاں تک کہ انہیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لے آئیں تا کہ آپ انہیں گھٹی دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں ان سے لیا اپنی گود میں رکھا۔ دونوں نے کہا! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! تو ہم تھوڑی دیا س کی یعنی کھجور کو تلاش کرتے رہے اس سے پہلے کہ وہ ہمیں ملتی تو آپ نے اسے چبایا پھر اس کو ان کے منہ میں ڈالا۔ پس سب سے پہلے جو چیز ان کے بطن میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لُعابِ دہن تھا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: پھر آپ نے اس کو چھوا اور اس پر صلاۃ بھیجی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر وہ سات سال یا آٹھ سال کی عُمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئے حالانکہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اس کا حکم دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسّم فرمایا: جب انہیں آگے بڑھتے ہوئے دیکھا پھر ان کو بیعت فرمالیا۔ ان دونوں کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

اور ابو عمر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی کُنیّت اپنے نانا کی کنیت پر رکھی اور اس کے نام پر نام رکھا اور ان کے لیے دعا فرمائی اور برکت کی دعا فرمائی اور انہوں نے جنگ جمل میں اپنے باپ اور خالہ کے ساتھ شرکت کی اور آپ بڑے فصیح معزّز اور خاکستری رنگ تھے جن کی کوئی داڑھی نہیں تھی اور نہ ہی چہرے پر بال تھے اور آپ بکثرت نمازیں پڑھنے والے اور روزے رکھنے والے تھے، اِنتہائی سخت جان تھے ماؤں اور دادیوں اور خالات کے ساتھ بڑے کریم تھے۔

۶۴ ہجری میں ان کی خلافت کی بیعت کی گئی اور ۶۵ ہجری میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔

معاویہ بن یزید کی موت کے بعد اور آپ کی اطاعت پر اہلِ حجاز و یمن و عراق و خراسان جمع ہو گئے تھے اور آپ نے لوگوں کو آٹھ حج کروائے۔ اور صاحب الصفوۃ نے آپ کے اوصاف میں بیان کیا ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے تو گویا کہ آپ لکڑی کا ایک ستون ہوتے۔ مجاہد نے کہا: جب آپ سجدہ کرتے تو طویل سجدہ کرتے حتیٰ کہ پرندے آپ کی پشت پر اُتر کر بیٹھ جاتے وہ آپ کو تنا خیال کرتے یہ یحییٰ بن ثابت نے کہا ہے۔

شرح:

جذم: کسی چیز کی اصل کو کہا جاتا ہے اور الجذمۃ پہاڑ وغیرہ کے حصّہ کو بھی کہا جاتا ہے۔

اور ابن المنکدر نے کہا: اگر آپ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے گویا کہ وہ درخت کی ٹہنی ہوتی سے ہوا حرکت دے رہی ہو۔ اور عمُر بن قیس اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا! میں ابنِ زبیر کے ہاں ان کے گھر میں داخل ہوا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو چھت سے ایک سانپ ان کے بیٹے پر آ کر گرا پھر وہ اس کے پیٹ کے اردگرد لپٹ گیا اس حالت میں کہ وہ سویا ہوا تھا۔ تو گھر والے (خوف سے) چلائے اور وہ اس کے قریب رہے حتیٰ کہ انہوں نے اُس سانپ کو مار دیا اس وقت ابن زبیر نماز پڑھ رہے تھے نہ انہوں نے کوئی توجہ کی اور نہ ہی نماز میں جلدی کی۔ پھر سانپ کے مارے جانے کے بعد نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ تمہیں کیا ہو گیا تھا؟

تو آپ کی زوجہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کیا آپ نے دیکھا اگرچہ ہماری آپ کو پرواہ نہ تھی آپ کو اپنے بیٹے کی بھی پرواہ نہ تھی۔"

ساری رات عبادت میں

اور محمد بن حمید سے مروی ہے فرمایا: حضرت عبداللہ بن زبیر عمر بھر پوری رات کھڑے ہو کر گزار دیتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور ایک رات رکوع میں گذار دیتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور ایک

رات سجدہ میں گذار دیتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔

رُکوع و سجود میں طوالت

سلمہ بن ینّاق مکی سے مروی ہے فرمایا: ایک روز حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک رکعت کا رکوع کیا تو میں نے سورۃ بقرہ و سورۃ آلِ عمران و نساء و مائدہ تلاوت کی حالانکہ انہوں نے ابھی بھی سر نہ اُٹھایا تھا۔

آپ کے روزہ کی کیفیّت

اور محمد بن ضحاک عبدالملک بن عبدالعزیز سے مروی ہے۔ ابن زبیر جمعہ کے دن کا روزہ رکھتے تو روزہ افطار نہ کرتے مگر دوسرے جمعہ کی رات کو اور مدینہ میں روزہ رکھتے تو اس کو مکہ میں افطار کرتے۔ اور مکہ میں روزہ رکھتے تو اس کو مدینہ میں افطار کرتے۔ اور سب سے پہلے جس چیز پر افطار کرتے وہ اپنی اونٹنی کا دودھ کے ساتھ گائے کے گھی کے ساتھ افطار کرتے۔

آپ کا لقب خادم المسجد

اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرمایا: ابن زبیر دن کو روزہ رکھتے، راتوں کو قیام کرتے اور خادم المسجد کے نام سے موسوم تھے۔

سات دن کا روزہ

اور ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے فرمایا: ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لگاتار سات دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

ابنِ زبیر کسی سے نہ ڈرتے

اور وہب بن کیسان سے مروی ہے فرمایا: میں نے ابن زبیر کو کبھی بھی کوئی بات کسی

بادشاہ کی خوشنودی یا ڈر سے نہ کہتے تھے اور نہ کسی اور کے اس کو ابومعاویہ ضریر نے تخریج کیا ہے۔

آگ نہ چھوئے گی

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاں داخل ہوا اچانک میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن زبیر کے پاس ایک طشت ہے اس میں جو کچھ تھا وہ اسے پی رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اُے بھتیجے! کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یقیناً میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خُون میں سے کچھ خون میرے بطن میں ہو تو آپ نے فرمایا: تیرے لیے لوگوں کی جانب سے ہلاکت ہے اور لوگوں کے لیے تیری کی جانب سے۔ تم کو آگ نہیں چھوئے گی سوائے قسم پوری کرنے کے۔ اس کو ابن الغطریف نے تخریج کیا ہے۔

عروہ سے مروی ہے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سے سب سے محبوب شخصیت ہیں اور آپ اس کے ساتھ سب سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والے تھے۔

اس کی تخریج بخاری نے کی۔

ابنِ ذَات النطاقین

اور انہیں سے مروی ہے اور وہب بن کیسان سے فرمایا: اہلِ شام ابنِ زبیر کو عار دلاتے ہیں اور کہتے ہیں اے ذات النطاقین کے بیٹے تو حضرت اَسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے بیٹے! وہ آپ کو نطاقین سے عار دلاتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ نطاقین کیا ہے؟ وہ میرا ازار بند تھا جس کو میں نے دو حصّوں میں کاٹا ان میں سے ایک سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ڈول کو باندھا اور دُوسرے آپ کے سفر وکھا۔ فرمایا! اور اہلِ شام جب اسے النطاقین سے عار دلاتے تو آپ فرماتے: اُے عار دلانے والے معبود کی قسم! یہ وہ درجے

جس کا عار تجھ پر ظاہر ہے اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث مُصطفٰے کے راوی

دار قطنی نے کہا: عبداللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی اور اپنے باپ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ان سے ان کے بھائی عروہ اور آپ کے بیٹوں اور ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے۔

آپ کی شہادت کا بیان

آپ کو عبدالملک بن مروان کے دور میں شہید کیا گیا ۷۳ ھجری کو اور آپ کی عمر تہتّر سال تھی آپ کو مکہ میں قتل کرنے کے بعد سولی پر لٹکایا گیا اور حجاج نے آپ کا محاصرہ کرنے کا آغاز ذوالحجہ میں کیا اور اس سال حجاج نے لوگوں کو حج کروایا اور آپ نے عرفہ میں وقوف کیا جبکہ اس وقت آپ نے زرہ پہنی ہوئی تھی اور اس حج میں انہوں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور انہوں نے آپ کا محاصرہ چھ ماہ سترہ دن کیا۔

ہشّام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے فرمایا! حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت سے دس دن پہلے آپ اپنی ماں اسماء کے پاس داخل ہوئے جو کہ اس وقت علیل تھیں تو ان سے کہا: امی جان! آپ اپنے آپ کو کیسے محسوس کر رہی ہیں؟

انہوں نے فرمایا! مجھے تکلیف ہے تو انہوں نے ان سے عرض کی: یقیناً موت کا غم راحت ہے۔

تو انہوں نے پوچھا! شاید آپ نے اس کی میرے لیے تمنّا کی ہے؟

(والدہ نے فرمایا) میں اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ میں مروں یہاں تک کہ آپ پر طرفین میں سے ایک چیز آپ پر آجائے، یا تو آپ شہید ہوں تو میں آپ پر صبر کر کے اجر پاؤں یا آپ کامیاب ہوں اپنے دشمن پر تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور عروہ نے فرمایا: تو میں عبداللہ

کی طرف متوجّہ ہوا اور وہ ہنس پڑے۔ فرمایا! پس جس روز انہیں شہید کیا گیا تو وہ ان کے ہاں مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ بیٹا! آپ ان سے ذرا سی بھی ایسی بات قبول نہ کر جس سے آپ کو اپنے اوپر ذلت کا خوف ہو قتل کے ڈر سے۔ پس قسم بخدا! عزت میں تلوار کا وار ذلت میں ڈنڈے کی ضرب سے بہتر ہے۔ تو آپ کے پاس قریش کا ایک آدمی آیا۔ تو اس نے کہا! کیا ہم آپ کے لیے کعبہ نہ کھولیں کہ آپ اس میں داخل ہو جائیں؟

تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ اپنے بھائی کو ہر چیز سے بچائیں گے سوائے اس کے وقت مقرّر سے۔"

قسم بخدا! اگر وہ آپ لوگوں کو کعبہ کے پردوں کے نیچے بھی پائیں گے وہ آپ کو ضرور قتل کریں گے، اور مسجد کی حرمت کعبہ کی حرمت ہی کی طرح نہیں ہے؟

فرمایا! پھر آپ پر حجاج کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا! اپنی تلواروں کی نیاموں کو توڑ دو اور مجھ سے اِدھر اُدھر نہ ہونا۔ فرمایا! تو پہلا دستہ آگے بڑھا تو آپ نے ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے بھی آپ کے ساتھ حملہ کر دیا آپ دونوں ہاتھوں سے شمشیر زنی کر رہے تھے تو آپ ایک آدمی کو ملے تو اس پر تلوار کا وار کیا تو اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا اور وہ بھاگ نکلے اور آپ ان پر تلوار زنی کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں مسجد کے دروازے سے باہر نکال دیا۔ فرمایا: آپ پر اہلِ حمص داخل ہوئے تو آپ نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں تلوار کے ذریعے وار کرنے شروع کیے یہاں تک کہ انہیں بھی مسجد کے دروازے سے باہر نکال دیا پھر آپ پر اہل اردن ایک اور دروازے سے داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ اہلِ مدون ہیں تو آپ نے انہیں بھی اپنی تلوار کے ذریعے ضربیں لگانا شروع کیں یہاں تک کہ انہیں بھی مسجد سے باہر نکال دیا۔ پھر واپس لوٹے۔ فرماتے ہیں پھر صف کی جانب سے ایک پتھر آپ کو آکر آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان جس سے آپ کا سر پھٹ گیا۔ فرمایا! پھر وہ آپ پر جمع ہو گئے تو آپ پر وار کے وار کرتے رہے

یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا اور آپ کے سارے موالی کو اور جب آپ شہید ہو گئے تو اہلِ شام نے تکبیر کا نعرہ لگایا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس کی ولادت کے دن اس پر نعرۂ تکبیر لگانے والے اس کے قتل کے دن اس پر نعرۂ تکبیر لگانے والوں سے بہتر تھے۔

یعلی بن حرملہ نے کہا: میں عبداللہ بن زبیر کے قتل کے تین روز بعد مکّہ میں داخل ہوا تو وہ مصلوب (سولی پر لٹکائے گئے) تھے تو ان کی والدہ آئیں جو کہ ایک بُوڑھی دراز خاتون تھیں۔ جن کی بصارت زائل ہو گئی تھی جن کو پکڑ کر لایا جا رہا تھا تو انہوں نے حجاج سے کہا: کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ اس سوار کو اتارا جائے؟

تو حجاج نے انہیں کہا: یہ منافق ہے۔

تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! یہ منافق نہ تھا لیکن یہ بہت زیادہ روزہ دار اور بہت زیادہ نمازیں ادا کرنے والا تھا۔

تو اس نے کہا! تو چلی جا۔ پس تو بوڑھی عورت ہے جس کی عقل کام نہیں کرتی۔

تو انہوں نے فرمایا! نہیں۔ قسم بخدا! میری عقل زائل نہیں ہوئی اور تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سنا ہے۔ ثقیف سے کذّاب اور مبیر (سفّاک، مہلک وخُونخوار) ہوگا اور جہاں تک کذّاب کا تعلّق ہے تو تحقیق ہم اس کو جان چکے ہیں اور جہاں تک مبیر کا تعلق ہے تو مبیر تو ہی ہے۔ ابُوعمر نے کہا: کذّاب ان کے بقول مختار بن عبیداللہ ثقفی ہے۔

اور ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے۔ فرمایا: جب حضرت عبداللہ کو سولی سے اُتارا گیا تو حضرت اسماء نے ایک ٹب منگوایا اور مجھے انہیں غسل دینے کا حکم دیا تو ہم جس بھی عضو کو دھونا چاہتے وہ الگ ہو جاتا تو ہم اس عضو کو دھوتے اور اسے کفن میں رکھ دیتے، پھر دُوسرے عضو کو پکڑتے تو اس کو دھوتے اور اس کو آپ کے کفن میں رکھتے یہاں تک کہ ہم اس سے فارغ ہوئے

پھر وہ اٹھیں اور ان کی نماز جنازہ ادا کی اور وہ اس سے پہلے کہا کرتی تھیں۔اے اللہ! تو اس وقت تک مجھے نہ مارنا جب تک میں اس کے جسد سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کروں۔ پھر اس کے بعد جمعہ بھی نہ گذرا تھا کہ وہ فوت ہو گئیں اس سب کو ابُو عمر نے تخریج کیا ہے۔

اور ابن نوفل معاویہ بن سلم بن ابی عقرب سے مروی ہے کہا: میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کی گھاٹی پر دیکھا فرمایا: تو قُریش کے لوگ آپ کے پاس سے گذر نے لگے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے پاس سے گُذرے تو وہ آپ کے پاس ٹھہر گئے۔تو فرمایا: السلام علیک۔اے ابو خبیب تین بار کہا:

اللہ کی قسم! میں نے آپ کو اس سے منع کیا تھا۔اللہ کی قسم! آپ میرے علم کے مطابق آپ زیادہ روزہ رکھنے والے، زیادہ قیام کرنے والے اور بہت زیادہ صِلہ رحمی کرنے والے تھے، پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے جب یہ بات حجاج تک پہنچی تو اس نے آپ کی طرف آدمی بھیجا تو آپ کو سُولی سے اتارا گیا تو آپ کو شہداء کی قبروں میں ڈالا گیا پھر اس نے آپ کی ماں اسماء بنت ابی بکر کی طرف پیغام بھیجا یا تو تو میرے پاس آئے گی یا میں آپ کی طرف اس کو بھیجوں گا جو آپ کو آپ کی منڈھیوں سے گھسیٹ کر لائے گا۔

فرماتے ہیں: تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا! اللہ کی قسم! میں ہر گز آپ کے پاس نہ آؤں گی حتیٰ کہ آپ اس کو بھیج دیں میری طرف جو مجھُے میری مینڈھیوں سے پکڑ کر گھسیٹے۔

فرماتے ہیں: اس نے کہا! مجھے میرے جُوتے دو تو اس نے اپنے جُوتے لیے پھر چلا یہاں تک کہ ان کے ہاں داخل ہوا تو کہا: تُو نے مجھے کیسے دیکھا جو میں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کے ساتھ کیا؟

تو انہوں نے فرمایا! میں نے دیکھا کہ تُو نے ان کی دنیا کو ان کے لیے خراب کر دیا اور اس نے آپ کی آخرت کو آپ کے لیے خراب کر دیا ہے مُجھ تک یہ بات پہنچی کہ تو اسے کہتا ہے ابن ذات النطاقین! جہاں تک ان دونوں میں سے ایک حصّہ کا تعلق ہے تو میں اس کے ساتھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کھانے کو اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے کو چوپائیوں سے بلند کرتی ۔ اور جہاں تک دُوسرے کا تعلق ہے تو وہ عورت کا کمر بند تھا جس سے مستغنی نہیں ہوا جاتا اور جہاں تک اس بات کا تعلّق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ ثقیف میں کذاب اور مبیر (سفاک، خونخوار) ہوگا تو جہاں تک کذاب کا تعلق ہے تو ہم نے اس کو دیکھ لیا ہے اور جہاں تک مبیر کا تعلق ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ تم ہی ہو۔

فرماتے ہیں؛ تو وہ ان کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور انہیں کوئی جواب نہ دیا اور اس کو مسلم نے تخریج کیا ہے۔

ابنِ عُمر کا ابنِ زبیر کو خراجِ عقیدت

اور مجاہد سے مروی ہے فرمایا: میں ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا تو آپ کا گذر حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا: رحمك الله ۔ پس تحقیق آپ بہت زیادہ روزہ دار اور بہت زیادہ صِلہ رحمی کرنے والے تھے اور مُجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل آپ کو عذاب نہ دے گا۔

واقدی نے کہا: ابنِ زبیر کا محاصرہ ذوالقعدہ کی چاند کی رات کو ۷۲ ہجری میں چھ ماہ سترہ دن تک کیا گیا اور حجاج نے آپ پر منجنیق کو نصب کیا اور آپ کو جنگ پر مجبور کیا ہر جانب سے ۔ اور آپ سے خُوراک کو روک لیا اور ان کا شدید ترین حصار کیا ۔ تو ایک روز حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہوئیں تو انہوں نے نماز پڑھی اور دُعا مانگی تو فرمایا: اَے اللہ! تو عبداللہ بن زبیر کو رسوا نہ کرنا ۔ اے اللہ! اس بہت زیادہ سجدہ کرنے والے بہت زیادہ آہ وزاری کرنے والے اور ان ہواجر میں پیاسے پر رحم فرما ۔ اور آپ کو بروز منگل سولہ جمادی الاولیٰ ۷۳ ہجری کو بہتر سال کی عمر میں قتل کر دیا گیا اس کو صاحِب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

دوبارہ زبیر کے بیٹوں کی طرف لوٹتے ہوئے۔

منذر بن زبیر: ان کی کنیت ابوعثمان تھی اور وہ بڑے سردار اور حلیم تھے وہ بھی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ میں شہید ہوئے انہیں اہل شام نے شہید کیا اور کہا گیا کہ ان کی شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی اور ان کی اولاد بھی تھی۔

اور عروہ: وہ ایک فقیہہ و فاضل آدمی تھے ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی انہیں شام میں پاؤں میں آکلہ (ایسی بیماری جو عضو کو جلادے اور وہ گل سڑ جائے) نے آلیا تو اُن کے پاؤں کو کاٹا گیا اور وہ اس کے بعد آٹھ سال تک زندہ رہے ان کا وصال مدینہ کے قریب ان کی جاگیر میں ہوا۔ ان کی بھی اولاد تھی اور وہ مدینہ کے ساتھ فقہاء میں شمار ہوتے ہیں۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا گیا اس وقت وہ بچے تھے جو ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے، دارقطنی نے کہا: اور انہوں نے اپنے باپ زبیر سے روایت کیا ہے اور اپنی ماں اسماء اور خالہ حضرت عائشہ اور اپنے بھائی عبداللہ اور عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عمرو و حکیم بن حزام و عبداللہ بن عباس و سعید بن زید و سعد بن ابی وقاص و ابوحمید ساعدی اور سفیان بن عبداللہ ثقفی و زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے اور حضرت عمر و علی و عبدالرحمٰن بن عوف سے لے کر مُرسلاً روایت کیا ہے۔

اور مہاجر: ان سب کی ماں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں۔

اور مصعب: ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوعیسیٰ تھی۔ اور وہ عربوں میں سے سب سے بڑے سخی تھے اور وہ ہاتھ کے سب سے زیادہ سخی، چہرے کے اعتبار سے سب سے حسین و کریم و بہادر و جوّاد اور بہت زیادہ تعریفوں والے تھے، اور اس نے اپنے زمانہ کی چار خوبصورت ترین عورتوں کو نکاح میں جمع کیا ہوا تھا۔

عبدالملک بن مروان سے روایت ہے کہ اس نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا! عرب کا بہادر ترین آدمی کون ہے؟

انہوں نے کہا! ابنِ فلاں شعیب فلاں ہے تو عبدالملک نے کہا: عربوں میں سے بہادر

ترین آدمی وہ آدمی ہے جس نے سکینہ بنت الحُسین، وعائشہ بنتِ طلحہ اور امۃ الحمید بنتِ عبداللہ بن عامر بن کریز اور ابنۃ زبان بن انیف کلبی سید ضاحیۃ العرب کو جمع کیا ہوا ہے اس کو دارقطنی نے بیان کیا ہے آپ کو آپ کے بھائی عبداللہ نے بصرہ وکوفہ کا گورنر بنایا تو آپ اس کی طرف چل پڑے اور وہاں پانچ سال تک قیام کیا اور آپ نے وہاں دس کروڑ دراہم حاصل کیے اور آپ کو امان دی گئی تو آپ نے انکار کر دیا اور اپنی تلوار لے کر چلے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا یہ مصعب بن زبیر ہے اور مصعب کو ۷۲ ہجری میں قتل کیا گیا۔ عبدالملک بن مَروان ان کی طرف شام سے چلا تو اور آپ کے ساتھیوں سے خط وکتابت کی تو انہیں آپ سے الگ کیا تو انہوں نے اُس کی فرمانبرداری کر لی۔ اور اس نے آپ کی طرف اپنے بھائی محمد بن مروان کو اپنا ہراول دستے دے کر بھیجا تو مصعَب نے اس کا مقابلہ کیا تو اس کے ساتھ جنگ کی تو مصعَب قتل ہوا۔ اور اس کی اولاد تھی اور جس نے اسے قتل کیا وہ عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان تھا۔ اور اُن کے سر کو عبدالملک کے پاس لے کر آیا تو عبدالملک سجدہ میں گر گیا۔ جس وقت انہیں قتل کیا گیا ان کی عمر پینتالیس سال تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چھیالیس سال تھی اور ایک قول بیالیس اور ایک چوالیس اور پینتیس سال کا بھی ہے اس کو دارقطنی نے حکایت کیا ہے۔

اور حمزہ: عبداللہ کے ساتھ مکہ میں قتل ہوا تھا ان دونوں کی ماں رباب بنت انیف بن عبید الکلبیہ تھی۔

اور عبیدہ: اس کی بھی اولاد تھی۔

اور جعفر: ان دونوں کی ماں زینب بنت بشر تھی جو بنو قیس بن تغلب سے تھی اور عبیدہ اپنے باپ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور جعفر اپنے بھائی کے ساتھ ان کی جنگوں میں شہید ہوئے اور انہوں نے ان کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا۔ اور انہوں نے اس روز سخت جنگ کی جس روز ان کا بھائی شہید ہوا حتیٰ کہ ان کی تلوار پر ان کے ہاتھ ہی میں خُون جم گیا اور ان کے بہت سے اشعار ہر فن میں ہیں اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بھی کی ہے۔

اور عمر: اور ان کی کُنیت ابوزُبیر تھی اور وہ بھی بڑی قدر و منزلت کے حامل تھے اور اپنے زمانہ کے خوبصورت ترین آدمی تھے وہ بھی شہید ہوئے۔ ان کی بھی اولاد تھی۔

اور خالد: ان کی بھی اولاد تھی ان کے بھائی عبداللہ نے انہیں یمن کا گورنر بنایا ہوا تھا ان دونوں کی ماں ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص تھیں۔

بیٹیوں کا بیان

خدیجۃ الکبریٰ: اور عائشہ ان کی ماں اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ اور حبیبہ وسَودہ و ہند۔ ان کی ماں ام خالد تھی۔ اور رملہ: ان کی ماں رباب تھیں اور زینب: ان کی ماں اُمِّ کلثوم بن عقبہ بن ابی معیط تھیں اور ان کا ماں جایا بھائی محمد و ابراہیم وحمید و اسماعیل بنو عبدالرحمٰن بن عوف تھے اور خدیجۃ الصغریٰ: اس کی ماں جلال بن قیس تھی جو بنو اسد بن خزیمہ تھیں۔ اور اس کے ماں جائے بھائی: زبیر بن مطیع بن الاسود عبدالرحمٰن بن الاسود بن ابی البحتری بن ہشام بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھے اس کو دارقطنی نے بیان کیا ہے۔

اور جہاں تک خَدیجۃ الکُبریٰ کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ عبداللہ بن ابی ربیعہ بن مغیرہ مخزومی نے شادی کی، پھر اس کے بعد جُبیر بن مُطعم نے۔ پھر سائب بن ابی جیش بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ نے۔

اور جہاں تک اُمِّ حسن کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام نے شادی کی تو اس نے اس کے لیے کئی بچّوں کو بیٹوں اور بیٹیوں کو جنم دیا۔ اور جہاں تک عائشہ بنت زبیر کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ ولید بن عثمان بن عفان نے شادی کی تو اس نے اس کے لیے عبداللہ بن ولید کو جنم دیا۔

اور جہاں تک حبیبہ کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ یعلی بن امیہ سہمی نے شادی کی پھر، پھر عبداللہ بن عباس بن علقمہ نے جو بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتا ہے۔

اور جہاں تک سودہ کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ اشدق، عمرو بن سعید بن العاص نے شادی کی۔ پھر اس کے بعد عبدالرحمٰن بن الاصود بن البختر ی نے۔

اور جہاں تک ہند کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ عبدالملک بن عبداللہ بن عامر بن کریز نے شادی کی۔ تو اس نے اس کے لیے دو بیٹوں کو جنم دیا اور وہ دونوں فوت ہو گئے۔ پھر اس کی شادی عباس بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے ہوئی تو اس نے اس کے بیٹے عون بن العباس کو جنم دیا۔

اور جہاں تک رملہ کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام نے شادی کی تو اس نے اس کے بچوں کو جنم دیا، پھر اس کے بعد وہ خالد بن زَید بن معاویہ بن ابی معاویہ کے نکاح میں آئیں۔

اور جہاں تک زَینب کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ عتبہ بن اَبی سُفیان بن حرب نے شادی کی۔ تو اس نے اس کی کئی ایک اوَلاد کو جنم دیا۔

اور جہاں تک خدیجہ الصُغریٰ کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ یسار عمر بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن شیبہ بن ربیعہ نے شادی کی تو اس کے بیٹے زبیر ومثعب بن یسار کو جنم دیا۔ اور زبیر کی بیٹیوں کی کوئی روایت نہیں ہے اس کو دار قطنی نے بیان کیا ہے اور ان میں سے حفصہ کو بیان کیا کہا: وہ اپنے باپ کے بعد فوت ہوئیں اور ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔

ساتواں باب

ابو محمد عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مناقب میں

اس میں دس فصلیں ہیں اسی ترتیب پر جو طلحہ کے باب میں گذر چکیں۔

فصل اول

آپ کے نسب کے بیان میں

باب العشرۃ میں آپ کے آباء کا ذکر گزر چکا۔ آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کلاب بن مرہ میں جا کر مل جاتا ہے اور آپ زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں اور کہا جاتا ہے قرشی زھری آپ کی والدہ شفاء بنت عوف بن مالک بن عبد الحارث زھریہ ہیں۔ اس نے بھی اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔ اس کو ابنِ الضحاک نے بیان کیا۔ اور دار قطنی نے کہا: اور ان کی بہن ضیزہ بنت ابی اقیس بن عبد مناف بن زھرہ نے اسلام قبول کیا۔

دوسری فصل

آپ کے نام کے بارے میں

جاہلیت میں آپ کا نام عبد اعمر و تھا اور ایک قول یہ ہے کہ عبد الحارث تھا اور ایک قول عبد الکعبہ کا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا نام عبد الرحمٰن رکھا اور ان کی کُنیت ابو محمد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں الصادق البار کا نام دیا اس کا دار قطنی نے بیان کیا ہے۔

تیسری فصل

آپ کے حُلیہ کے بارے میں

واقدی نے کہا: وہ ایک دراز قد خُوبصورت نرم جلد سپید رنگ جو سُرخی مائل تھا تھے اپنی داڑھی کو متغیر نہیں کرتے تھے اور نہ ہی سر کو۔ ضخیم ہتھیلیاں اور موٹی انگلیاں، بلند تنگ نتھنوں والی ناک، بال گھنگھریالے کانوں کے نیچے سے بالوں کی ایک لٹ تھی، لمبی گردن والے تھے۔ سامنے والا اوپر نیچے کے دو دو دانت گرے ہوئے تھے، لنگڑے تھے، اُحد کے روز آپ زخمی ہوئے تو آپ کے دونوں دانت جڑ سے اُکھڑ گئے اور بیس زخم آئے یا اس سے زیادہ ان میں سے کچھ زخم آپ کی ٹانگ میں آئے جس کی وجہ سے آپ لڑکھڑانے لگ گئے۔

شرح:

ضخم الکفین ، یعنی بڑی ہتھیلیوں والے، اقنیٰ ارو اتصاناک میں سوراخوں کا تنگ ہونا ہے کہا جاتا ہے: رجل اقنی الانف اور امراۃ قنواجس کے ناک کی بینی درمیان سے بلند ہونا واضح ہو۔ جعد الشعر السبط۔ کی ضد ہے (یعنی گھنگھریالے)

اعنق: طویل گردن اور عورت کے لیے کہا جاتا ہے۔ المراۃ بینۃ العنق ۔ اور الھتم ثنایا۔ (اگلے دو دانت اوپر کے دو نیچے) کا جڑ سے ٹُوٹ جانا کہا جاتا ہے۔ ضربہ فھتم فاہ۔ جب اس کے اگلے دانت توڑ دے۔ اور رجل اھتم بین الھتم اا ور الثرم تحریک کے ساتھ سامنے کے چاروں دانتوں کا گر جاناً ہے ابی سے کہا جاتا ہے ثرم الرجل کسرہ کے ساتھ ثرماثرمتہ انا فتحہ کے ساتھ۔

چوتھی فصل

آپ کے اِسلام کے بارے میں

آپ قدیم الاسلام ہیں اس سے پہلے اسلام قبول کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دار ارقم میں داخل ہوتے ہیں اور یہ بات گذر چکی ہے کہ یہ ان تمام اَفراد میں سے ایک ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اِسلام لائے۔ ہم نے اس کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان کیا ہے اور آپ کے ساتھ آپ کا بھائی اسود بن عوف بھی اسلام لایا اور فتح مکہ سے پہلے اس نے ہجرت کی اور آپ کے علائی (باپ کی جانب سے) بھائی عبداللہ بن عوف اور رحمٰن بن عوف اور ان دونوں نے ہجرت نہیں کی اور دونوں مکہ میں مقیم رہے اور حمل نے جاہلیت میں ساٹھ سال اور اسلام میں ساٹھ سال گذارے اور ان دونوں نے زبیر بن العوام کو اپنا وصی مقرر کیا۔

پانچویں فصل

آپ کی ہِجرت کے بارے میں

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ مُنوّرہ کی طرف ہجرت کی اس کو ابن قتیبہ و ابوعمر وغیرہ نے بیان کیا اور ابن الضحاک نے کہا آپ دو ہِجرتیں کیں۔ اس نے اس کو الاحاد والمثانی میں بیان کیا ہے۔

چھٹی فصل

آپ کی خُصوصیّات کے بارے میں

آپ کے اختصاص میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے پیچھے اپنے بعض احوال میں نماز ادا فرمائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِقتداء میں نماز اُدا کی

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تو آپ نے قضاء حاجت فرمائی اور آپ کے وضو کا ذکر کیا پھر آپ لوگوں کی طرف آئے تو عبدالرحمٰن بن عوف انہیں نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے لوگوں کے ساتھ آخری رکعت ادا فرمائی پس جب آپ نے اس کو ادا فرما لیا تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم نے ٹھیک کیا اور بہت خوب کیا انہیں رشک دلاتے ہوئے کہ وہ نماز اس کے وقت میں ادا کریں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم دونوں نے تخریج کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امامت کی اِجازت دی

اور ایک روایت میں ہے، حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو میں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دے۔ اس کو امام شافعی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

ہر نبی نے صالح اُمتّی کے پیچھے نماز اَدا کی

اور ایک روایت میں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اس وقت

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز پڑھائی تو آپ نے ان کے پیچھے نماز ادا فرمائی اور اس کو مکمل فرمایا۔ جو آپ سے فوت ہوگئی تھی اور فرمایا کسی بھی نبی نے اس وقت تک وصال نہیں فرمایا حتیٰ کہ وہ اپنی امت کے کسی صالح آدمی کے پیچھے نماز نہ ادا کرے۔ اس کو صاحبِ الصفوٰۃ نے تخریج کیا ہے۔

آپ کی یہ خصوصیّت کہ آپ اَزواج النبی کے امین تھے

زبیر بن بکار سے مروی ہے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج پر امین تھے۔ اس کو ابوعُمر نے روایت کیا ہے۔

آپ کی امانت کا زمین وآسمان میں اَثبات کا بیان

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصحاب شوریٰ سے کہا: کیا آپ کو اس کی کوئی ضرورت ہے کہ میں تُمہارے لیے اختیار کروں اور اس میں سے میں اپنے آپ کو دستبردار کروں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ سب سے پہلے میں اس سے راضی ہوں۔

پس تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے: آپ زمین والوں میں امین ہیں۔ اس کو ابوعمر نے روایت کیا ہے۔

زمین وآسمان میں امین

اور حضرمی نے اس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختصراً روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ عبدالرحمٰن زمین میں امین ہیں اور آسمان میں امین ہیں۔

آپ کی اس خصوصیّت کا بیان کہ آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے وکیل ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عبدالرحمٰن بن عوف زمین میں اللہ تعالیٰ کا وکیل ہے اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

آپ کے اور عثمان کے ان آیات کے ساتھ مُختص ہونے کا بیان جو دونوں کے حق میں نازل ہوئیں۔ سائب سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا..... الآية.

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تم پھر اس کا احسان نہیں جتلاتے جو انہوں نے خرچ کیا۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۶۲)

یہ آیت حضرت عثمان وعبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی، جہاں تک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ہے تو اسکا ذکر پہلے گذر چکا ہے اور جہاں تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چار ہزار دراہم بطور صدقہ لے آئے اور عرض کی: میرے پاس آٹھ ہزار دراہم ہیں تو میں نے ان میں سے چار ہزار اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے بچا کر رکھے اور یہ چار ہزار دراہم میں اللہ تعالیٰ کو قرض دے رہا ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے کے لیے برکت ڈالے جو تو نے اپنے پاس روکے رکھا اور اس میں برکت ڈالے جو تو نے دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی اس کو واحدی اور ابوالفرج نے تخریج کیا ہے۔

ساتویں فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان کیلئے جنّت کی گواہی کا بیان

اس کی نظیر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں سے اس کی حدیث گذر چکی ہے اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے رسول کے لیے گواہی میں بیان کیا۔

اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: اسی دوران کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھیں جب انہوں نے مدینہ میں ایک شور وغُل کو سُنا تو انہوں نے فرمایا: یہ کیا ہو گیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قافلہ شام سے واپس آیا ہے جو ہر چیز لے کر آیا ہے اور وہ قافلہ سات سَو اُونٹوں پر مشتمل تھا، مدینہ شور مچ گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے عبدالرحمٰن کو گھسٹتے ہوئے جنّت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے تو یہ بات عبدالرحمٰن تک جا پہنچی تو انہوں نے فرمایا: اگر میں نے اِستطاعت رکھی تو میں اس میں کھڑے ہوتے ہوئے داخل ہوں گا تو انہوں نے ان اُونٹوں کو ان کی رسیوں اور ان کے بوجھ سمیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

سب اُونٹ صدقہ کر دیئے

اور ایک روایت میں ہے: جب ان تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات پہنچی تو وہ اُن کے پاس آئے تو ان سے اس بارے میں پُوچھا جو ان تک پہنچی تھی تو انہوں نے وہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں وہ سارے اُونٹ اپنے بوجھ اور رسیّوں اور کجاووں سمیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہیں۔ اس کو صاحِب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا انہیں سلام بھیجنا اور انہیں جنّت کی خُوشخبری دینے کا بیان

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ شام سے مدینہ منورہ میں آیا تو انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں جنّت کی خوشخبری دی تو جبریل نازل ہوئے اور کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے عبدالرحمٰن کو سلام کہیں اور اسے جنت کی خوشخبری دیں۔ اس کو ملاء نے تخریج کیا ہے۔

اور یہ عنقریب آپ کے صدقہ کے ذکر میں اس سے بھی مکمل اِنشاء اللہ تعالیٰ آئے گا اور یہ قافلہ اس قافلہ کے علاوہ ہے جس کا اس سے پہلی فصل میں ذکر ہوا۔ پس ظاہر یہ ہے کہ وہ قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد کا تھا اور اسی میں عبد الرحمٰن کو جنّت میں گھسٹتے ہوئے داخل ہوتے ہوئے دیکھا گیا اور اس میں اُن کے لیے اس دعا کا ذکر کرنا۔

آٹھویں فصل

آپ کے بعض فضائل کا بیان

اُبوعمر وغیرہ نے کہا: عبدالرحمٰن نے بدر اور دوسرے سارے غزوات میں شرکت کی اور احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور آپ ان دس میں سے ایک ہیں۔ جن کے لیے جنّت کی خوشخبری سُنائی گئی اور ان آٹھ میں سے ایک ہیں جنھوں نے اِسلام میں سبقت کا شرف حاصل ہے۔ اور ان چھ اَصحابِ شوریٰ میں سے ایک

ہیں جن کے بارے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا اور آپ ان سے راضی تھے اور آپ ان پانچ میں سے ایک ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں دومۃ الجندل کی طرف بھیجا اور اپنے ہاتھوں سے آپ کو عمامہ پہنایا اور اس کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا۔

اور آپ کو فرمایا! اللہ تعالیٰ کے نام سے چلا جا اور آپ کو بہت ساری وصیتیں فرمائیں۔ اور آپ کو فرمایا! اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی تو آپ ان کے سردار کی بیٹی سے شادی کرنا یا فرمایا۔ ان کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لینا اور اصبغ بن ثعلبہ کلبی نے شرّ علیھم کہا ہے اور آپ نے اس کی بیٹی تماضر سے شادی کی اور وہ ابنۃ ابی سلمہ کی ماں ہے۔

مُسلمانوں کے سردار

اور روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن عوف سادات مسلمین میں سے سید و سردار ہیں۔ اس سب کو ابو عمر وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ کے لیے دُعا کرنے کا بیان

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دیکھا اس وقت حضرت حسن و حسین بُھوک کی وجہ سے رو رہے تھے اور بُھوک سے پریشان تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کون ہمارے ساتھ کسی چیز سے صلہ رحمی کرے گا تو عبدالرحمٰن بن عوف ایک ڈونگا لیے ہوئے ظاہر ہوئے جس میں حسیس اور دو روٹیاں تھیں جن دونوں کے درمیان اھالہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی دُنیا کے معاملات کا کفیل ہوا اور جہاں تک آپ کی آخرت کا تعلّق ہے تو میں اس کا ضامن ہُوں۔ اس کو حافظ ابو القاسم نے

اربعین الطوال میں تخریج کیا ہے۔

ابنِ عوف کے لیے دُعائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُنا آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرما رہے تھے: اللہ تعالیٰ آپ کے مال میں برکت فرمائے اور قیامت کے روز آپ کے حساب میں تخفیف فرمائے۔ اس کو ملاء نے تخریج کیا ہے۔

جنّت کی سلسبیل

اور روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن عوف کو جنت کی سلسبیل سے ملائے۔اس کو دارقطنی نے کتاب الاخوۃ میں تخریج کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ کے اِیمان پر اعتماد کا بیان

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک گروہ کو عطیات عنایت فرمائے جن مین عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور انہیں ان کے ساتھ کچھ بھی نہ دیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے نکلے تو ان کی مُلاقات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے کہا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟

انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک گروہ کو عطیات دیئے حالانکہ میں بھی ان کے ساتھ تھا اور آپ نے مجھے چھوڑ دیا اور مجھے کچھ بھی نہ عنایت فرمایا۔تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مجھے عطیات نہ دینا کسی ناراضگی کی وجہ سے نہ ہو جو آپ کو مجھ پر ہو۔

فرماتے ہیں: توحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ کو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خبر دی اور جو کچھ اُنہوں نے کہا تھا اس بارے میں عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں اس پر کوئی ناراض نہیں ہوں لیکن میں نے اس کو اس کے ایمان کے سپرد کیا ہے۔

اس کو عبدالرزاق نے تخریج کیا ہے۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دُنیا و آخرت میں ولی ہیں

اویس بن ابی اویس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا آپ دُنیا و آخرت میں میرے ولی (دوست) ہیں۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

حصولِ سعادت

اس بات کا بیان کہ آپ کے لیے سعادت نے اس وقت سبقت کر لی جبکہ آپ اپنی ماں کے بطن میں تھے۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ ایک روز حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوگئی پھر انہیں افاقہ ہوا تو فرمایا: میرے پاس دو سخت فرشتے آئے تو ان دونوں نے مجھے کہا: تو چل، ہم آپ کے ساتھ ''عزیز الامین'' کے پاس جھگڑیں گے۔

فرماتے ہیں: تو ان دونوں کو ایک فرشتہ ملا تو اس نے کہا: تم دونوں اس کو کدھر لے جا رہے ہو؟ تو ان دونوں نے کہا: ہم اس کے ساتھ عزیز الامین کے پاس جھگڑیں گے تو اس نے کہا: تم دونوں اس کو چھوڑ دو۔ پس یہ ان افراد میں سے ہے جس کی سعادت سبقت لے گئی ہے جب کہ یہ ابھی اپنی ماں کے بطن میں تھا۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے اور

واحدی نے اس کو پانی اوسط میں سنداً سورۂ ھود میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا (سورۃ ھود آیت ۱۰۸)

اور وہ لوگ جو سعادت مند ہوئے۔ کے تحت روایت کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے لیے شہادت کے اثبات کا بیان

باب العشرہ میں الظبت حرا کی حدیث گذر چکی ہے اور اس میں وہ چیز ہے مناقب سعید بن زید میں جو اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور وجہ شہادت باوجودیکہ آپ اپنے بستر پر فوت ہوئے یہ ہے کہ آپ غریب الوطن تھے اور دیارِ غیر میں مرنا شہادت ہے اس بناء پر جو کہ احادیث اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہیں۔

پس آپ کا وصال مدینہ میں ہوا جیسا کہ اس کا بیان آپ کی وفات کے ذکر کے باب میں آرہا ہے۔ حالانکہ یہ آپ کا شہر نہ تھا یا شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ پیٹ درد کی وجہ سے یا مطعون ہونے کی وجہ سے فوت ہوئے باوجودیکہ میں اس پر واقف نہ ہوا لیکن یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ وہاں کوئی نہ کوئی سبب اس کا ہوگا جس کی وجہ سے زبان نبوّت نے آپ کے لیے شہادت کی گواہی دی۔ واللہ اعلم۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا آپ کا تزکیہ کرنے کا بیان

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت زبیر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا: تحقیق عبدالرحمٰن بن عوف کا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اتنی اتنی زمین اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں عطا کی تھی اور تحقیق میں نے آلِ عُمر کا حصہ خرید لیا ہے تو حضرت عثمان نے فرمایا! عبدالرحمٰن بن عوف کی گواہی اپنے حق میں اور اپنے خلاف جائز ہے اس کو احمد نے تخریج کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے علم کا بیان

ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَروی ہے، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف نکلے جب آپ سرغ کے مقام پر پہنچے تو آپ کو خبر دی گئی کہ شام میں وباء پھُوٹ پڑی ہے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو جمع فرمایا۔ ان سے مشورہ کیا تو ان کا اختلاف ہوا تو آپ کی رائے واپسی کی رائے کے موافق ہوئی تو آپ لوٹے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے وہ اپنے کسی کام کی وجہ سے موجود نہ تھے تو انہوں نے فرمایا! میرے پاس اس بارے میں علم موجود ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ جب کسی زمین میں وبا پھوٹ پڑے تو تم وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں وبا پھوٹ پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے نہ نکلو اس سے بھاگتے ہوئے۔

اس کو بخاری و مسلم نے تخریج کیا ہے اور اس سے پہلے اس کی نظیر میں مناقب عمر میں بالاستعیاب گذر چکی ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا آپ کی رائے کی طرف رُجوع کرنے کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے والے کو کھجور کی ٹہنی سے بھی مارا ہے اور جُوتے سے بھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے پس جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے فرمایا: تحقیق لوگ خُوشحال ہو گئے ہیں تو شراب کی حد میں تمہاری کیا رائے ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا: ہماری رائے ہے کہ آپ انہیں خفیف ترین حد کی طرح حد لگائیں تو انہوں نے اس میں اسّی کوڑے لگوائے۔ اس کو بخاری و مسلم نے تخریج کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے خوف کا بیان

سعید بن ابراہیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا اس وقت وہ روزہ دار تھے تو انہوں نے فرمایا: مصعب بن عمیر کو شہید کیا گیا حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے تو انہیں ایک چادر میں کفن دیا گیا اگر ان کے سر کو ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں کو ڈھانپا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا جبکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ تو ان کے لیے کوئی ایسی چیز بھی نہ پائی گئی جس میں انہیں کفن دیا جاتا سوائے ایک چادر کے۔ پھر دُنیا کو پھیلا دیا گیا یا فرمایا: ہمیں دنیا میں سے عطا کیا گیا جو کچھ بھی عطا کیا گیا۔ مجھے ہمیں خدشہ ہے کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ کہیں ہمیں جلدی (اسی دنیا) میں ہی نہ دیا گیا ہو۔ پھر آپ نے رونا شُروع کیا یہاں تک کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا۔

اس کو بُخاری نے تخریج کیا ہے۔

اس حدیث کے بعض طرق میں ہے آپ کے پاس کھانا لایا گیا حالانکہ آپ روزہ دار تھے اور آپ نے فرمایا: حمزہ کو شہید کیا گیا تو کوئی بھی چیز نہ پائی گئی جس میں انہیں کفن دیا جاتا۔ سوائے ایک کپڑے کے حالانکہ وہ مُجھ سے بہتر اور مصعب بن عمیر کو شہید کیا گیا اور اسی کا معنی بیان کیا جو پہلے حدیث گذر چکی ہے۔

اور نوفل بن ایاس ہذلی سے مروی ہے فرمایا: عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے ہمنشین تھے اور وہ بہترین ہمنشین تھے اور ایک روز وہ واپس ہوئے یہاں تک کہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور ہم بھی داخل ہوئے تو انہوں نے غسل کیا، پھر نکلے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور ایک ڈونگا لایا گیا جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ پس جب وہ سامنے رکھا گیا تو عبدالرحمٰن بن عوف رو پڑے تو ہم نے ان سے عرض کی: اے ابومحمد! آپ کیوں رو رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکمران بنے حالانکہ نہ آپ اور نہ ہی آپ کے اہلِ بیت نے ایک دن بھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر تناول کی اور اپنے آپ کو نہیں دیکھا کہ ہمیں پیچھے رکھا گیا اس چیز کے لیے جو ہمارے لیے بہتر ہو۔ اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

ان کا دل روتا ہے

اور حضرمی سے روایت ہے فرمایا: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس نرم آواز سے یا قراءت کی تو مسلمانوں میں سے کوئی بھی آدمی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں آنسو نہ ہوں سوائے عبدالرحمٰن بن عوف کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگرچہ عبدالرحمٰن کی آنکھیں نم نہیں ہوئیں لیکن ان کا دِل رو رہا ہے۔

اس کو فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

آپ کی تواضع کا بیان

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غُلاموں میں پہچانے نہیں جاتے تھے۔

اس کی ''صاحب الصفوۃ'' نے تخریج کی۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں نے بدر کے روز اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا تو میں نے اچانک انصار کے دو لڑکوں کو دیکھا جو نوجوان تھے تو میں نے یہ تمنّا کی کہ کاش میں ان دونوں کی پسلیوں کے درمیان ہوتا تو ان دونوں میں سے ایک نے مجھے بھینچا اور کہا: اے چچا کیا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟

میں نے کہا! ہاں آپ کو اس سے کیا کام ہے اے بھتیجے؟

اُس نے کہا! مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا وجود اس کے وجود سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ ہم میں سے موت کے اعتبار سے جلد باز مر جائے۔

فرماتے ہیں: مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا فرماتے ہیں اور مجھے دوسرے نے بھینچا تو اس نے بھی اس کی مثل کہا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ میں نے ابو جہل کو دیکھ لیا جو لوگوں میں گھوم پھر رہا تھا۔ تو میں نے کہا: کیا تم دیکھ نہیں رہے یہ ہے وہ تمہارا مطلوبہ شخص جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے؟

تو وہ دونوں جلدی سے لپکے اپنی تلواروں کے ساتھ تو ان دونوں نے اس پر تلواروں کے وار کر دیئے یہاں تک کہ ان دونوں نے اسے قتل کر دیا پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹے تو آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا! تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ ان دونوں میں سے ہر ایک نے کہا: میں نے اس کو قتل کیا ہے۔

تو آپ نے فرمایا: کیا تم دونوں نے اپنی تلواروں کو صاف کیا ہے؟

تو دونوں نے کہا! نہیں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کی تلواروں کی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا: تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلب کا فیصلہ حضرت مُعاذ بن عمر بن الجموح کے لیے فرمایا۔ وہ دونوں آدمی معاذ بن عمر بن جموح اور معاذ بن عفراء تھے۔ اس کی تخریج دونوں نے کی۔

اور آپ کی تواضع کی جگہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ آرزو ہے کہ وہ ان دونوں کے پہلو میں ہوتا باوجودیکہ آپ کی قدر و منزلت اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

آپ کی عفّت واِستغناء کا بیان

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو غنی کر دیا

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: جب میں مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور سَعد بن الربیع کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ تو سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار ہوں تو میں آپ کے لیے اپنے مال کو تقسیم کر لیتا ہوں اور تو میری دونوں بیویوں میں سے جس کو چاہتا ہے تو میں آپ کے لیے اس کو طلاق دے دیتا ہوں۔ پس جب اس کی عدت گذر جائے گی آپ اس سے نکاح کر لینا۔

تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا! مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہاں کوئی بازار ہے جس میں تجارت ہوتی ہو؟

انہوں نے کہا! قینقاع کا بازار ہے۔

فرماتے ہیں: صبح کے وقت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف گئے تو وہاں سے پنیر اور گھی خرید لائے۔ فرمایا: دُوسرے دن پھر گئے پس تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ ان پر زردی کے آثار دکھائی دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ نے شادی کر لی؟ اُنہوں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: کن سے؟

عرض کی! انصار کی ایک عورت کے ساتھ۔

آپ نے فرمایا! کتنا مہر دیا؟

عرض کی! سونے میں سے گٹھلی کے وزن کے برابر۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ولیمہ کرا گرچہ ایک بکری ہی کا کیوں نہ ہو۔

اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

آپ کا رسول اللہ کی اَزواج کے ساتھ اچھے برتاؤ کا بیان

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے تمہارا معاملہ جنون میں سے ہے مجھے اپنے بعد اس کا غم ہے اورتم پر صرف صابرین ہی صبر کریں گے۔

فرمایا: پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں! اللہ تعالیٰ آپ کے باپ کو جنّت کی سلسبیل سے پلائے اس سے وہ عبدالرحمٰن بن عوف کو مُراد لیتی تھیں۔ تحقیق وہ اَزواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس چیز سے صلہ رحمی فرمایا کرتے تھے جو چالیس ہزار دراہم کے بدلے بیچا جاتا تھا۔

اس کو ترمذی نے تخریج کیا ہے اور کہا: یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور ابوحاتم نے۔

چار لاکھ درہم اَزواج نبی کے لیے

اور انہیں سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمہّات المومنین کے لیے ایک باغ کی وصیت فرمائی جو چار لاکھ دراہم کے عوض بیچا گیا۔ جس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے غریب ہے۔

آپ کی صِلہ رحمی کا بیان

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے، فرمایا: عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک زمین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس ہزار دینار کے عوض بیچی تو اس مال کو بنُوزھرہ اور مُسلمان فقراء اور اُمہات المومنین میں تقسیم فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف میرے ہاتھ اس مال میں سے بھیجا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابنِ عوف کو جنّت کی سلسبیل سے دے۔

اس کو "صاحب الصفوۃ" نے تخریج کیا ہے۔

آپ کے صدقہ اور اہلِ مدینہ کے ساتھ حُسنِ سلوک کا بیان

زھری سے مروی ہے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اپنے مال کا ایک حصّہ چار ہزار صدقہ کیا پھر ایک ہزار دینار صدقہ کیا پھر پانچ گھوڑوں پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سامان اٹھوایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں پندرہ سو سواریوں پر بوجھ لادا اور اس کا عام مال تجارت میں سے تھا۔

اس کو ''صاحب الصفوۃ'' نے تخریج کیا ہے۔

اور ملاء نے اس کو ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور فرمایا: آپ نے اپنے مال کا ایک حصّہ چار ہزار دراہم صدقہ کیا، پھر چالیس ہزار دراہم پھر چالیس ہزار دینار پھر پانچ سو گھوڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے پھر اس کا ایک تجارتی قافلہ شام سے آیا تو اس کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں جنّت کی دُعا دی۔ تو جبریل امین نازل ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن کو سلام کہیں اور انہیں جنّت کی خوشخبری سنائیں۔''

اور آپ کے خصائص میں یہ بات گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا .... الآیۃ

وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں پھر اس کے بعد وہ احسان نہیں جتلاتے۔

اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور طلحہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے فرمایا: اہلِ مدینہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے عیال تھے تہائی حِصّہ کو وہ اپنا مال قرض دیتے تھے۔ اور تیسرے حصّہ کے قرض اپنے

مال سے ادا کرتے تھے۔ اور تہائی حصہ وہ صلہ رحمی کرتے تھے۔

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن عوف نے پچاس ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی وصیت فرمائی۔ ان دونوں کو فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

ان کے اپنے سارے مال سے نکلنے اور اللہ تعالیٰ کا آپ کو سلام بھیجنے اور آپ کے صدقہ قبول کرنے کی خبر دینے کا بیان

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: فرمایا! عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو انہوں نے اپنے تہائی مال کی وصیت فرمائی تو آپ صحیح ہو گئے۔ تو انہوں نے اس کو اپنے ہاتھوں بذاتِ خُود صدقہ کر دیا۔ پھر فرمایا! اَے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جو بھی اہلِ بدر میں سے ہے اس کے مجُھ پر چار سو دینار ہیں۔ تو حضرت عثمان اُٹھے اور لوگوں کے ساتھ گئے تو ان سے کہا گیا۔ ابو عمر کیا آپ غنی نہیں ہیں؟

انہوں نے فرمایا: یہ عبدالرحمٰن کی جانب سے صلہ رحمی ہے نہ کہ صدقہ۔ اور یہ مال حلال میں سے ہے تو انہوں نے ان پر اس سے صدقہ کیا اس روز ایک لاکھ پچاس ہزار دینار۔ پس جب رات چھا گئی تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور بقیہ مال کے متعلق بھی دستایز لکھا کہ سارے کا سارا مال مہاجرین وانصار میں بانٹ دیا جائے۔ یہاں تک کہ لکھا کہ ان کی وہ قمیض جو ان کے بدن پر تھی وہ فلاں کے لیے ہے اور آپ کا عمامہ فلاں کے لیے ہے اور اپنے مال میں سے کوئی بھی چیز نہیں چھوڑی مگر یہ کہ اس کے متعلق فقراء کے لیے لکھا۔

تو جب صبح کی نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِقتداء میں تو جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کی: اَے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو کہتا ہے کہ آپ میری جانب سے عبدالرحمٰن کو سلام کہیں اور ان سے وہ دستاویز قبول فرمالیں۔ پھر اس کو وہ واپس لوٹا دیں اور اسے فرمادیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقہ کو قبول فرمالیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا وکیل ہے

اور اس کے رسول کا وکیل۔ وہ اپنے مال میں جو چاہے کرے اور اس میں اسی طرح تصرف کرے جس طرح کہ وہ اس سے پہلے کیا کرتا تھا اور اس پر کوئی حساب نہیں ہے اور اسے خوشخبری سنا۔

اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

آپ کا آزادی کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا

جعفر بن فرقان سے مروی ہے فرمایا مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔ اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

ابو عمر نے کہا: روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن میں اکتیس غلام آزاد کیے اس بات کا بیان کہ جبریل نے انہیں مہمان نوازی اور مسکین کو کھانے کھلانے کا حکم دیا حتیٰ کہ انہوں نے اپنے سارے مال سے نکلنے کا ارادہ فرمالیا۔

ابراہیم بن عبد الرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں فرمایا۔ اے ابنِ عوف! آپ اَغنیاء میں سے ہیں اور آپ جنّت میں ہرگز داخل نہ ہو سکیں گے مگر گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے اور ایک روایت میں ''حبوا'' کے الفاظ ہیں (دونوں کا معنیٰ ایک ہے) پس آپ اللہ عزوجل کو قرض دے، وہ آپ کے قدموں کو آپ کے لیے آزاد کر دے گا۔

ابن عوف نے عرض کی: میں کس چیز کے ساتھ قرض دوں اللہ تعالیٰ کو؟

فرمایا! اس میں سے جس میں تو نے شام کی۔

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ہر چیز میں سے سارے کا سارا دیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا! ہاں۔

تو ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اس کا ارادہ کرتے ہوئے تو جبریل آئے تو عرض کی: ابن عوف کو حکم دیں کہ وہ مہمان کی مہمان نوازی کریں اور مسکین کو کھانا کھلائیں اور سائل کو عطا

کریں جب وہ ایسا کریں گے تو یہ اس کا کفارہ ہوگا جس میں وہ ہیں۔

اس کو فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

اس کا بیان جس سے عبدالرحمٰن وغیرہ سابقین کو ان کے غیر پر فضیلت حاصل ہے ان میں سے جو ان کے ساتھ ان کے اعمال میں شریک ہیں یا ان پر زائد ہیں۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اہلِ مدینہ میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! میں ضرور مدینہ آؤں گا اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک عہد کے بارے میں ان سے ضرور گفتگو کروں گا۔ تو وہ مدینہ آیا فرمایا: تو اس نے مہاجرین سے ملاقات کی سوائے عبدالرحمٰن بن عوف کے۔ تو اسے خبر دی گئی کہ وہ جرف کے مقام پر اپنی زمین میں ہیں۔ تو وہ چلتے ہوئے آیا یہاں تک کہ جب وہ عبدالرحمٰن کے پاس آیا تو وہ پانی پھیر رہے تھے ایک کدال کے ساتھ جو ان کے ہاتھ میں تھی اپنی چادر اُتار کر رکھی ہوئی تھی۔ جب عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو انہیں شرم آئی۔ کدال نیچے رکھی اور چادر اٹھالی تو وہ آدمی ان کے پاس آ کر رکا آپ کو سلام کیا پھر کہا: میں ایک معاملہ کی خاطر آپ کے پاس آیا ہوں۔ پھر میں نے اس سے بھی عجیب معاملہ دیکھا کیا آپ کے پاس وہی چیز آئی ہے جو ہمارے پاس آئی ہے؟ اور آپ کو بھی اس کا علم ہے جس کا ہمیں بھی علم ہے؟

عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہمارے پاس بھی وہی کچھ آیا ہے جو کچھ تُمہارے پاس آیا ہے۔ اور ہم نے بھی وہی جانا جو آپ لوگوں نے جانا۔

تو اس آدمی نے کہا! تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم دُنیا میں زُھد اختیار کرتے ہیں اور آپ لوگ اس میں رغبت رکھتے ہو اور ہم جہاد میں کمزور ہوتے ہیں اور آپ لوگ جہاد میں طاقتور ہوتے ہیں حالانکہ آپ ہم میں سے بہترین اور ہمارے سلف اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَصحاب ہو۔

تو حضرت عبدالرحمٰن بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا! ہمارے پاس بھی

وہی چیز آئی جو آپ لوگوں کے پاس آئی اور ہمیں بھی اسی کا علم ہے جس کا آپ لوگوں کو علم ہے۔ لیکن ہمیں سختیوں سے آزمایا گیا تو ہم نے صبر کیا اور ہمیں خوشحالیوں سے آزمایا گیا تو ہم نے صبر نہ کیا۔ اس کو ابن حویصا نے تخریج کیا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ کی خلافت کی صلاحیت کی گواہی اگر آپ میں کمزوری نہ ہوتی۔

ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا: میں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی حالانکہ میں ڈرتا تھا اور ان کی تعظیم کیا کرتا تھا۔ ایک روز میں ان کے کمرے میں ان کے ہاں داخل ہوا حالانکہ وہ اکیلے تھے تو انہوں نے ایک سانس بھری مجھے خیال ہوا کہ کہیں ان کی سانس نہ نکل گئی ہو۔ پھر انہوں نے اپنے سر کو آسمان کی طرف اُٹھایا تو میں نے انہیں کہا: قسم بخدا! یہ سانس آپ سے کسی غم ہی کی وجہ سے نکلی ہے۔ اُے امیر المومنین! فرمایا! غم ہے قسم بخدا سخت غم ہے میں اس معاملہ یعنی خلافت کی کوئی مناسب جگہ نہیں دیکھ پا رہا۔

فرماتے ہیں: تو میں نے حضرت علی، وطلحہ وزبیر وسعد وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آپ کے پاس ذکر کیا تو انہوں نے ان میں سے ہر ایک میں مَعارض کا ذکر کیا تو میں نے آپ کے لیے عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا! اوہ وہ بہترین آدمی ہے۔

آپ نے ایک صالح آدمی کا ذکر کیا ہے مگر وہ کمزور ہے اور اس معاملہ کے لیے ایک سخت آدمی کی ضرورت ہے بغیر سخت مزاجی کے جو نرم ہو بغیر ضعف کے جو سخی ہو بغیر فضول خرچی کے اور مال روکنے والا ہو بغیر بخل وکنجوسی کے۔ اس کو قاسم بن سلام نے اپنی مصنّف میں تخریج کیا ہے۔

نویں فصل
آپ کی وفات اور اس کے مُتعلّقات کے مُتعلّق

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۳۱ ہجری میں ہوا اور یہ بھی کہا گیا کہ ۳۲ ہجری میں۔ اُس وقت آپ کی عمر پچھتر سال تھی اور ایک قول بہتر سال کا ہے اور آپ کو جنّت البقیع میں دفن کیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ نے اس کی وصیت فرمائی ہوئی تھی۔

ابن نجار نے کتاب اخبار مدینہ میں اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن حمید از ان کے باپ سے روایت کیا فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا جب ان کی موت کا وقت آیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے دونوں بھائیوں کی طرف آئیں تو انہوں نے فرمایا: میں آپ پر آپ کے گھر کو تنگ کرنے والا نہیں ہوں میں نے ابن مظعون کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ جہاں بھی فوت ہوگا اسے اس کے ساتھی کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔ اس اِعتبار سے عثمان بن مظعون اور عبدالرحمٰن بن عوف کی قبر ابراہیم بن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے ساتھ ہوگی۔ تو اس کی وہاں زیارت کرنا چاہیے۔

اس کا بیان جو آپ سے مَوت کے وقت روایت کیا گیا

ابوعمر نے کہا: جب آپ کی وفات کا وقت آپہنچا تو آپ سخت روئے تو آپ سے آپ کے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا! یقیناً مصعب بن عُمیر مجھ سے بہتر تھے ان کا وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہوا اور اس کے لیے وہ چیز بھی نہ تھی

جس میں انہیں کفن دیا جاتا اور یقیناً حمزہ بن عبد المطلب مجھ سے بہتر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دورِ اقدس میں وصال کر گئے ان کے لیے کفن بھی نہ پایا گیا۔ اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں کہیں ان میں سے نہ ہوں جس کے لیے اس کی پاکیزہ اشیاء اس کی دُنیاوی زندگی ہی میں جلدی نہ دی گئی ہوں اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہیں مجھے اپنے ساتھیوں سے میرے کثرت مال کی وجہ سے روک نہ دیا جائے۔

اور اس سے پہلے آپ کے خوف کے بیان میں اس قول کا آپ سے صدور گذر چکا ہے اس حالت میں کہ آپ روزہ دار تھے۔ شاید یہ ان سے مکرّر ذکر ہوا اور یہی ظاہر ہے یا آپ روزہ دار ہوں اور اسی حالت میں آپ کے وصال کا وقت قریب پہنچا ہو اور آپ کے صدقہ کے بارے میں بھی گذر چکا کہ آپ نے اپنے مال میں سے پچاس ہزار دینار صدقہ کیا اور آپ کے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حسن سلوک کے بیان میں گذر چکا کہ آپ نے ان کے لیے ایک باغ جو چار لاکھ کے عوض بیچا گیا کی وصیت فرمائی۔

آپ نے اپنے پیچھے جو کچھ چھوڑا اس کا بیان

محمد سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا آپ نے اپنے پیچھے جو ترکہ چھوڑا اس میں سونا تھا جس کو کلہاڑوں سے کاٹا گیا یہاں تک کہ اس سے لوگوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے اور آپ نے چار بیویوں کو چھوڑا جن میں سے ہر ایک بیوی نے اسی ہزار پائے۔ اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

ابو عمر نے کہا: آپ ایک تجربہ کار تاجر تھے آپ نے بہت زیادہ مال کمایا اور اپنے پیچھے ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں، ایک سو اونٹ بقیع میں چرتے ہوئے چھوڑے اور آپ جرف کے مقام پر بیس اونٹوں کا بوجھ زراعت کرتے تھے جس سے آپ کے گھر والوں کا ایک سال کا راشن داخل ہوتا تھا۔

اور صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے فرمایا! ہم نے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بیوی کے ساتھ صلح کی جس کو آپ نے اپنی مرض الموت میں طلاق دی تھی۔ ثمن کے ثلث میں سے تراسی ہزار دراہم پر۔ اور ایک روایت میں ہے: ثمن کے (آٹھویں) حصے کے ربع (چوتھائی) پر۔

اس کو ابو عمر نے تخریج کیا ہے۔

اور طائی سے مروی ہے آپ کی میراث کو سولہ حصوں پر تقسیم کیا گیا تو ہر ایک بیوی کا حصہ اُسی ہزار دراہم کو پہنچا۔

دسویں فصل
آپ کی اُولاد کے بارے میں

آپ کے آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں تھیں۔

بیٹوں کا بیان

محمد: اور یہی ان کی کُنیت تھی اسلام میں پیدا ہوئے۔ اور سالم الاکبر: اسلام سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ ان دونوں کی ماں ام کلثوم بن ربیعہ بن عبد شمس تھی۔

یہ ابو عمر نے کہا ہے۔ اور ابن قتیبہ اور صاحب الصفوۃ نے بیان کیا کہ محمد حمید کا ماں جایا بھائی تھا اور یہ عنقریب آرہا ہے۔

اور ابو سلمہ فقیہہ: اس کا نام عبداللہ الاصغر تھا۔ اس کی ماں تماضر بنت الاصبغ تھی اس کو ابن قتیبہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

اور ابراہیم واسماعیل وحمید: ان سب کی ماں اُمِ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھی۔

اس کو صفوۃ میں بیان کیا ہے۔

اور زید: ابن قتیبہ نے کہا: اس کی ماں سہلہ بنت عاصم بن عدی تھی۔

اور عروہ الاکبر: اسکی ماں بحریہ بنت ھانی تھی۔

اور سالم الاصغر: اس کی ماں سہلہ بنت سہیل بن عمر تھی۔

اور ابو بکر: اس کی ماں اُمِ حکیم بنتِ قارظ تھی۔

اور عبداللہ: اس کی ماں بنتِ ابی الخشخاش تھی۔

اور عبدالرحمٰن: اس کی ماں اَسماء بنتِ سلامہ تھی۔

اور مصعب: اس کی ماں حریث تھی جو بہراء کے قیدیوں میں سے تھی۔

اور سہیل: اس کی ماں مجد بنت یزید تھی۔

اور عثمان: اس کی ماں عراک بنتِ کسریٰ تھی جو کہ اُمِ ولد تھی۔

اور عروہ اور یحییٰ و بلال امہات الاولاد کے بیٹے تھے۔

بیٹیوں کا بیان

اُمِ القسم: زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئیں اس کی ماں سالم الاکبر تھی صفوۃ میں کہا اس کی ماں بنت شیبہ بنت ربیعہ تھی۔

اور حمیدہ اور امۃ الرحمٰن الکبریٰ۔ دونوں کی ماں اُمِ حمید تھی۔

اور امۃ الرحمٰن الصغریٰ: ھن کی حقیقی بہن تھی۔

اور ام یحییٰ اور اس کی ماں زینب بنت الصباح تھی۔

اور جویریہ: اس کی ماں بادنہ بنت غیلان تھی۔

اور امیہ و مریم مصعب کی حقیقی بہنیں تھیں۔

آٹھواں باب

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیان میں

اس میں بھی طلحہ کی فصول کی ترتیب پر دس فصلیں ہیں

فصل اول

آپ کے نسب کے بیان میں

آپ کے آباؤ اجداد کا بیان باب العشرہ میں شجرہ کے بیان میں گذر چکا ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کلاب بن مرہ میں مل جاتے ہیں اور زھرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں پس کہا جاتا ہے قرشی زھری اور وہ اور عبدالرحمٰن زھرہ میں مل جاتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کون ہوں؟

آپ نے فرمایا! تو سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زھرہ ہے۔جس نے اس کے علاوہ کچھ کہا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اس کو ضحاک نے تخریج کیا ہے۔

آپ کی ماں حمنہ بنت سفیان بن ابی اُمیّہ بن عبد شمس ہے اسے ابنِ قتیبہ اور دارقطنی وغیرہما نے کہا ہے۔

دوسری فصل

آپ کے نام کے بارے میں

آپ کا نام جاہلیت اور اسلام دونوں میں سعد رہا ہے اور آپ کی کنیت ابو اسحٰق ہے۔

تیسری فصل

آپ کے حُلیہ کے بارے میں

آپ پست قامت سخت جان بڑی کھوپڑی والے اُنگلیاں سخت اور کُھردری تھیں بال گھنگھریالے جسم بالوں والا سیاہ خضاب سے اسے رنگتے تھے۔ آخری عمر میں بصارت زائل ہوگئی تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ دراز قد تھے اس سب کو ابنِ قتیبہ نے اور صاحب الصفوۃ نے بیان کیا ہے۔

چوتھی فصل

آپ کے اسلام کے بارے میں

ابوعمر نے کہا: آپ قدیم الاسلام ہیں آپ سے پہلے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپ نے ساتویں نمبر پر اسلام قبول کیا اُس وقت آپ کی عُمر انیس سال تھی۔ اس سے پہلے کہ نماز فرض ہوتی اور آپ ان افراد میں سے ہیں جو صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے اور یہ سب پہلے گُذر چکا ہے۔

اسلام قبول کرنے والے اولین میں سے

اور سعید بن المسیب سے مروی ہے فرمایا میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا! کسی بھی شخص نے اسلام قبول نہیں کیا سوائے اس دن کے جس میں مَیں نے اسلام قبول کیا۔ اور میں سات دن ٹھہرا رہا اور تحقیق میں تیسرا مُسلمان ہونے والا ہوں۔ اس کو بخاری اور بغوی نے اپنی معجم میں تخریج کیا ہے اور کہا: مجھ سے پہلے کسی نے بھی اسلام قبول نہیں کیا اور کہا چھ دن ٹھہرا رہا۔

تیسرے مُسلمان

اور جابر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں فرمایا! میں نے اپنے آپ کو دیکھا اُس وقت میں اسلام قبول کرنے والوں میں تیسرا تھا۔ اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

اور عائشہ بنتِ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا! میرا باپ ایک دن اور ایک رات ٹھہرا رہا اور وہ اسلام کا تیسرا شخص تھا۔ اس کو بغوی نے اپنی معجم میں روایت کیا ہے۔

روشن خواب کی نُوری تعبیر

اور انہیں سے مروی ہے فرمایا! میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے خواب میں دیکھا اپنے اسلام قبول کرنے سے تین دن قبل گویا کہ میں تاریکی میں ہوں مجھے کوئی بھی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ اچانک میرے لیے چاند روشن ہو گیا تو میں نے اس کی اِتباع کر لی تو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ مجھ سے اس چاند کی طرف سبقت کر لی گئی ہے تو میں زَید بن حارثہ اور علی بن ابی طالب اور ابو بکر کو دیکھتا ہوں اور گویا کہ میں ان سے پُوچھتا ہُوں تُم کب یہاں تک پہنچے ہو؟ اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسلام کی دعوت چھُپ چھُپ کر دیتے

ہیں۔ تو میں شعب اجیاد میں آپ سے ملا آپ نے نماز عصر ادا کر لی تھی۔ تو میں نے آپ سے پُوچھا آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

فرمایا! تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

تو میں نے کہہ دیا: اشهد ان لا اِله الا الله واشهد انك رسول الله۔

پس مجھ سے صرف وہی سبقت حاصل کر چکے ہیں۔

اس کو فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

اس میں اس کا رد ہے جسے بغوی نے تخریج کیا ہے جب اس نے کہا مجھ سے پہلے کسی نے بھی اِسلام قبول نہیں کیا اور شاید ان کی مراد یہ ہے کہ مُجھ سے پہلے کسی نے بھی اسلام قبول نہیں کیا یعنی اس روز جس دن میں نے اسلام قبول کیا۔

اور اسی طرح صاحبِ صَفوۃ نے سعید بن المسیّب سے روایت کیا کہا! سعد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس روز کسی نے بھی اسلام قبول نہیں کیا جس میں میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر بخاری کی سابقہ حدیث کو بیان کیا۔

ساتواں مُسلمان

اور اسی طرح ابن ضحاک نے اس کو تخریج کیا لیکن اس نے کہا اسلام کا ساتواں شخص ہوں اور اس کے الفاظ ہیں۔ سعید از سعد سے مَروی ہے فرمایا: کسی نے بھی اس روز اسلام قبول نہ کیا جس میں میں نے اسلام قبول کیا۔ اور میں نَو دن ٹھہرا رہا اور میں اسلام میں داخل ہونے والا ساتواں آدمی ہوں۔

اور آپ کے دو حقیقی بھائی عامر اور عمیر ابن ابی وقاص اور علاتی بھائی عُتبہ بن ابی وقاص اور خالدہ بنت ابی وقاص نے بھی اسلام قبول کیا۔

پس جہاں تک عامر کا تعلق ہے تو وہ حبشہ کے مہاجرین میں سے تھے پھر انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور وہ ایک فاضل شخص تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روز فرمایا: اہل جنت میں سے ایک شخص تم پر ظاہر ہوگا تو میرے بھائی عامر ظاہر ہوئے۔

اور جہاں تک عمیر کا تعلق ہے تو وہ بدر میں شہید ہوئے درآں حالیکہ ان کی عمر سولہ سال تھی جیسا کہ کہا گیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں واپس لوٹانے کا ارادہ کیا تو وہ روئے تو وہ آپ کی معیّت میں نکلے اور اس روز شہید ہوئے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا! بدر کے روز میرا بھائی عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوا۔ اور میں نے سعید بن العاص کو قتل کیا اور میں نے اس کی تلوار لے لی جس کو ذوالکتیبہ کہا جاتا تھا تو میں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا! اس کو لے جا کر مالِ غنیمت میں پھینک دو۔

فرماتے ہیں: تو میں لوٹا مجھے رنج تھا جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا تھا میرے بھائی کے شہید ہو جانے کی وجہ سے اور تلوار میرے سلب کو لیے جانے کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر گزری تھی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سورۃ انفال نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تو جا کر اپنی تلوار لے لے۔

اور جہاں تک عُتبہ بن ابی وقاص کا تعلّق ہے تو وہ مشرکین کے ساتھ اُحد میں شریک ہوا اور کہا جاتا ہے اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتّھر مارا تھا جس سے آپ کے آگے کے دانت مبارک شہید ہوئے تھے اور آپ کے چہرۂ اقدس کو زخمی کیا تھا۔

اور جہاں تک خالدہ کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ سَمُرہ بِن جندب سوادی نے شادی کی اور اس کے بطن سے اس کا بیٹا پیدا ہوا۔ اس کو دار قطنی نے بیان کیا ہے۔

پانچویں فصل
آپ کی ہجرت کے بارے میں

اور میں کوئی بھی ایسی چیز پانے میں کامیاب نہ ہوسکا جو آپ کو خاص کر دے حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے اور آپ کے واقعات غزوۂ بدر و احد وغیرہا اس پر دلالت کرتے ہیں اور آپ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ملازمت اختیار کیے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ ان سے راضی تھے۔

چھٹی فصل
آپ کے خصائص کے بیان میں

آپ کی اس خصوصیت کا بیان کہ آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے پہلے تیر انداز ہیں۔

پہلے تیر انداز

سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں وہ پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر اندازی کی۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ اس کو ابو عمر نے تخریج کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے اور یہ سریہ عبیدہ بن الحارث میں تھا اور اس روز آپ کے ساتھ مقداد بن عمرو عتبہ بن غزوان بھی ساتھ تھے اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

مُستجاب الدعوات

آپ کی اس خصوصیّت کا ذکر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کی دُعا کی

قبولیت کی دعافرمائی تو آپ مستجاب الدعوات تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے اللہ! تو سعد کی دعا کو قبول فرما جب وہ تجھ سے دعا کرے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور اس نے قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ۔۔۔۔الحدیث

پاکیزہ کھانے کی دُعا

اور جبیُر بن مطعم بنی مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے۔فرمایا حضرت سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کہ آپ میرے لیے دُعا فرمائیں کہ اللہ میری دُعا کو قبول فرمائے۔

آپ نے فرمایا! اَے سعد! تحقیق اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعا کو قبول نہیں فرماتا جب تک کہ وہ اپنے کھانے کو پاکیزہ نہ کرلے۔

آپ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ میرے کھانے کو پاکیزہ کرے۔

پس میں صرف آپ کی دُعا ہی سے اس پر قُدرت رکھ سکتا ہوں۔آپ نے فرمایا اے اللہ! سعد کے کھانے کو پاکیزہ بنا۔

پس اگر حضرت سعد اپنے چوَپائے کے گھاس میں گندم کی بالی دیکھتے تو فرماتے: اس کو وہیں لوٹا دو جہاں سے تم نے اسے کاٹا ہے۔

اس کو فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

موت بیس سال مؤخر کردی گئی

اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن بیسہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں فرمایا! حضرت سعد

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے رب میرے چھوٹے بچے ہیں تو مجھ سے موت کو مؤخر فرما یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو آپ سے موت کو بیس سال تک مؤخر کیا گیا۔ اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا! اہل کوفہ نے حضرت سعد بن مالک کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کی تو انہوں نے کہا! وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے۔

تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھاتا تھا۔

میں پہلی دو رکعتوں کو آہستہ سے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتا تھا اور آخری دو میں تخفیف کیا کرتا تھا۔

تو حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے ابو اسحٰق آپ سے یہی گُمان کیا جا سکتا ہے۔

فرماتے ہیں! آپ نے کچھ لوگوں کو آپ سے متعلق پوچھنے (تحقیق) کرنے کے لیے بھیجا کوفہ کی مساجد میں۔

فرماتے ہیں! تو وہ کسی بھی مسجد میں نہ جاتے، کُوفہ کی مساجد میں سے مگر یہ وہ آپ کی اچھی تعریف کرتے اور آپ کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کرتے۔ یہاں تک کہ وہ بنو عبس کی مساجد میں سے ایک مسجد میں آئے۔

فرماتے ہیں! تو ایک آدمی نے کہا! جسے ابُو سعدہ کہا جاتا تھا آپ سری نمازوں میں آہستہ سے قراءت نہیں کیا کرتے تھے اور نہ ہی فیصلوں میں عدل کیا کرتے تھے اور نہ برابر تقسیم لیا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں: تو حضرت سَعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جہاں تک میرا تعلق ہے تو

میں تین دعائیں کروں گا: اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی عُمر کو طویل کر اور اس کے فقر کو طویل کر اور اس کو فتنوں کے لیے پیش کر۔ تو وہ اس کے بعد کہا کرتا تھا جب اس سے پُوچھا جاتا تھا۔ میں بہت بوڑھا عمر رسیدہ ہوں جو فتنہ میں مُبتلاء کیا گیا ہے مُجھے حضرت سعد کی بد دعا لگی ہے حضرت جابر بن سمرہ نے فرمایا! تو میں نے اس کو اس کے بعد دیکھا۔ اس کی ابرو اس کی آنکھوں پر گرے ہوئے تھے بڑھاپے کی وجہ سے اور وہ لڑکیوں کے ساتھ راستوں میں چھیڑ چھاڑ کرتا اور انہیں زنا کرنے کے لیے لے جاتا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا عکس

اور ایک روایت میں ہے: اور میں پہلی دو رکعتوں میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں اور آخری دو میں تخفیف کرتا ہوں اور میں اس سے سرِ مو انحراف نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز میں سے اقتداء کی ہے۔

آپ نے فرمایا! تو نے سچ کہا۔ یہی آپ کے متعلق گمان ہے یا میرا آپ کے متعلق ظن ہے اے ابو اسحٰق۔ اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

سعد کی بد دُعا کا اثر

اور برقانی نے دونوں کی شرط پر اسی کی طرح تخریج کیا ہے اور فرمایا: تو عبدالملک بن عمیر راوی نے جابر سے کہا! پس میں نے اس کو دیکھا وہ گلیوں میں لونڈیوں کے ساتھ تعرض کرتا۔ اور جب اس کو اس بارے میں کہا جاتا: اے ابو سعدہ! کیسے ہو؟ تو کہتا میں بُوڑھا ہوں فتنہ میں مبتلا ہوں مجھے سعد کی بد دعا لگی ہے۔

اور اسی کے پاس ہے: اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو تُو اس کی آنکھوں کو نابینا کر دے اور اس کی عمر کو طویل کر۔ پھر اس کے مابعد کو یہاں بیان کیا۔

حضرت سعد کے نافرمان کا حشر

اور روایت کیا گیا ہے کہ آپ کے بیٹے کا ایک غلام آپ کے پاس اس کی شکایت لے کر آیا جسے عمیر نے مارا تھا حتیٰ کہ اس کو لہولہان کیا تھا تو آپ نے اسے اس کو مارنے سے منع کیا اور اس کے بارے میں اسے بہتر سلوک کا حکم دیا تو اس نے بدتمیزی کی۔

تو آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ آپ کے خون کو آپ کی ایڑھیوں پر گرائے تو اس کو ی مختار بن ابی عبید نے قتل کیا۔

صورت بگڑ گئی

اور روایت کیا گیا ہے کہ آپ کی بیٹی آپ کے وضو کے وقت آپ کو جھانک کر دیکھتی تو آپ نے اس کو اس سے منع کیا تو وہ باز نہ آئی تو آپ نے اس کو بددعا دی اور فرمایا! تیرا چہرہ بد صُورت ہو جائے تو وہ بدصُورت رہی ان دونوں کو ملاء نے تخریج کیا ہے۔

ابو عمر نے کہا! سعد مُستجاب الدعوات کے ساتھ مشہور تھے آپ کی دُعا سے ڈرا جاتا تھا اور اس کی امید کی جاتی تھی۔ ان کے نزدیک آپ کی دُعا کے مُستجاب ہونے کے مشہور ہونے کی وجہ سے۔

دُرست نشانہ کی دُعا

آپ کی یہ خصوصیت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے تیر کو نشانہ پر لگنے کی دعا فرمائی۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! سعد کے نشانہ کو درست رکھ اور اس کی دُعا کو قبول فرما۔ اس کو ابو عُمر اور ابُو الفرج نے الصفوۃ میں تخریج کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے لیے اُحد کے روز اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا (خصوصیّت)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے والدین کو سوائے سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کے لیے بھی جمع نہیں فرمایا پس آپ نے احد کے روز فرمانا شروع کیا! (سعد) تُو تیر اندازی کر میرے ماں باپ تُم پر قُربان ہوں۔ اس کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا، ترمذی نے کہا! یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

اور اس کو ایک اور سند سے روایت کیا اس کے الفاظ ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی ایک کے لیے بھی اپنے ماں باپ کو فدا کرتے ہوئے نہیں سنا الحدیث اور کہا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

اور انہیں سے مروی ہے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کے لیے بھی سوائے سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے والدین کو جمع نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا! تو تیر اندازی کر میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں۔ اور تو تو عُمدہ نوجوان ہے اس کو ابو بکر یوسف بن بہلول نے تخریج کیا ہے۔

اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے احد کے روز آپ کے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا۔ فرمایا! مُشرکین میں سے ایک آدمی نے مسلمانوں کو جلایا ہوا تھا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آپ کو فرمایا تو تیر اندازی کر میرے ماں باپ تم پر قُربان۔

فرماتے ہیں! تو میں نے اس کو ایک ایسا تیر مارا جس میں بھالا نہیں تھا تو وہ اس کی پیشانی کو لگا تو وہ گر گیا اور اس کی شرم گاہ ننگی ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ میں نے آپ کی داڑھوں کو دیکھ لیا۔ اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔

اور ترمذی نے اس میں سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا۔ اور اس کے بعض طُرق میں ہے۔ میرے لیے رسول اللہصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ترکش کو بکھیر دیا۔ احد کے روز اور فرمایا! تو تیر اندازی کر "میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں۔" اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔

ابو عمر نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے لیے بھی یہ نہیں فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں۔ ان روایات میں جو ہم تک پہنچی ہیں سوائے سعد اور زبیر کے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پس آپ نے یہ جُملہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے فرمایا اور یہ بات گذر چکی ہے کہ آپ نے یہ جملہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کہاں فرمایا تھا ان کے خصائص میں۔

محافظِ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی یہ خصوصیّت کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تمنّا کی موافقت کی کہ کوئی صالح آدمی آپ کے مدینہ آنے کے وقت آپ کی حفاظت کرنا حالانکہ کہ ایک رات نرم دل ہو گئے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں؛ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل نرم و گداز ہوا تو فرمایا! کاش آج رات میرے صحابہ کرام میں سے کوئی ایک صالح شخص میری حفاظت کرتا تو فرماتی ہیں: پس ہم نے اسلحہ کی آواز سنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کون ہے؟ عرض کی! سَعد بن ابی وقاص ہوں یارسول اللہ! میں آپ کی حفاظت کرنے کے لیے آیا ہوں۔

صالح مرد سعد ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے حتیٰ

کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

اور نہیں سے مروی ہے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مدینہ آنے پر ایک رات جاگے تو فرمایا! کاش کوئی ایک صالح آدمی میری نگرانی آج رات کرتا؟

فرماتی ہیں! پس اسی دوران کہ ہم ابھی اسی طرح تھے جب ہم نے اسلحہ کی چھنکار کو سُنا تو آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟

عرض کی: سعد بن ابی وقاص۔

آپ نے فرمایا! کیوں آئے ہو ؟

عرض کی! میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوف واقع ہوا تو میں آپ کی حفاظت کرنے آیا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دُعا دی اس کو مسلم اور ترمذی نے تخریج کیا ہے۔

آپ نے جبریل و میکائیل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں بائیں دیکھا (خصوصیّت)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو اُحد کے روز کھڑے دیکھا جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے جو آپ کی جانب سے شدید ترین قتال کر رہے تھے نہ میں نے اُن کو اُس سے پہلے دیکھا تھا نہ اس کے بعد دیکھا۔ یعنی جبرائیل و میکائیل۔ اس کو ابو حاتم نے تخریج کیا ہے۔

آپ اہلِ شُوریٰ سے ہیں

اس اختصاص کا بیان کہ حضرت عمر نے آپ کو اہل شوریٰ میں سے اِستعانت کے حکم کے ساتھ خاص کیا آپ کے خلیفہ نہ بننے کی صُورت میں:

عمر بن میمون سے مروی ہے یہ حدیث حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی فصل میں گذر چکی ہے اور اس میں ہے اگر تو خلافت کا معاملہ سعد کو پہنچا تو پھر ٹھیک ہے ورنہ اسے چاہیے کہ وہ اس کی اِستعانت کرے جو بھی خلیفہ بنایا جائے۔ پس میں نے اسے کسی عاجزی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا۔ اس کو بخاری اور ابو حاتم نے تخریج کیا ہے۔

آیات آپ کے حق میں نازل ہُوئیں (خصوصیّت)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میرے حق میں کئی ایک قُرآنی آیات نازل ہوئیں۔ فرمایا! ام سعد نے قسم اٹھائی کہ وہ اس کے ساتھ کبھی بھی بات نہیں کرے گی یہاں تک کہ وا اپنے دین سے کفر اختیار نہ کرے اور نہ کھائے گی اور نہ پیئے گی۔

فرماتے ہیں: اس نے کہا! میرا خیال ہے کہ اللہ نے آپ کو اپنے والدین کے ساتھ صِلہ رحمی کی وصیّت کی ہے پس میں آپ کی ماں ہوں اور میں آپ کو اس کا حکم دیتی ہوں۔

فرماتے ہیں! تو وہ تین دن تک رُکی رہی حتیٰ کہ اس پر سخت تکلیف کی وجہ سے غشی چھا گئی تو اس کا ایک بیٹا اُٹھا جس کو عمارہ کہا جاتا تھا تو اُس نے اسے پانی پلایا تو اس نے سعد کو بددعائیں دینا شروع کیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا

(سورۃ لقمان آیت ۱۵)

اور اگر وہ آپ کو مجبور کریں کہ تو مُشرک ٹھہرے میرے ساتھ یہاں تک کہ فرمایا: اور تو ان کے ساتھ دنیا میں اچھا برتاؤ کر۔

مالِ غنیمت مِل گیا

فرماتے ہیں: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عظیم مال غنیمت کو پایا تو اس

میں ایک تلوار تھی تو میں نے اس کو لے لیا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آیا تو میں نے عرض کی: آپ مجھے یہ تلوار عنایت فرمائیں۔ پس آپ میری حالت کو جانتے ہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا! اس کو وہیں لوٹا دو جہاں سے اس کو لیا ہے تو میں چل پڑا یہاں تک کہ میں نے اس کو مالِ غنیمت میں پھینکنے کا ارادہ کیا تو مجھے میرے نفس نے ملامت کیا تو میں پھر آپ کی طرف لوٹ آیا تو میں نے عرض کی آپ مجھے یہ عنایت فرمادیں۔ فرماتے ہیں: تو آپ نے میرے ساتھ اپنی آواز کو درشت کیا اس کو وہیں لوٹا دو جہاں سے اسے لیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے (یسئلونک عن الانفال) نازل فرمائی۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ

(سورۃ انفال آیت ۱)

کِتنا مال خرچ کروں

فرمایا: میں بیمار ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا تو آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کی: آپ مجھُے اجازت دیں کہ میں اتنا مال جہاں چاہوں خرچ کروں۔ تو آپ نے انکار فرمایا۔ میں نے عرض کی: تو نِصف مال؟ تو آپ نے انکار فرمایا۔ میں نے عرض کی تو ثُلث (تہائی مال) تو آپ خاموش ہو گئے پس آپ تہائی مال کی وصیت کو جائز خیال کرتے تھے۔

حُرمتِ شراب کی آیات کا نزُول

فرمایا! اور میں انصار و مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس آیا تو انہوں نے کہا! آپ آئیں ہم آپ کو کھلائیں گے اور شراب پلائیں گے اور یہ شراب کی حُرمت سے پہلے کی بات ہے۔

فرماتے ہیں! تو میں ان کے پاس حش میں آیا اور حش باغ کو کہا جاتا ہے تو وہاں

اونٹوں کی سریاں بھونی گئیں تھیں اور شراب کی ایک مشک بھی تھی۔

فرماتے ہیں! تو میں نے کھایا اور شراب ان کے ساتھ پی۔

فرماتے ہیں! تو ان کے ہاں انصار و مہاجرین کا ذِکر چھڑا تو میں نے کہا! مہاجرین انصار سے بہتر ہیں تو ایک آدمی نے سر کی داڑھ اٹھائی اور اسے مجھے دے مارا تو میری ناک زخمی ہوگئی۔ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا تو آپ کو اس کی خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں شراب کی شان کو نازل فرمایا۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ

(سورۃ المائدہ آیت ۹۰)

تحقیق شراب، جواب، بت اور پانسے ناپاک ہیں شیطان کے عمل میں سے ہیں پس تم ان سے اجتناب کرو۔

اس کو مُسلم نے تخریج کیا ہے۔

شرح

الجہد: جیم کی فتح کے ساتھ مشقت ہے کہا جاتا ہے: جھد دابتہ واجھدھا۔ جب سفر میں اس پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ لادے۔ اور الجہد اس کی ضمہ کے ساتھ اور اس کی فتحہ کے ساتھ طاقت کو کہا جاتا ہے اور اسی سے ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ

(سورۃ توبہ آیت ۷۹)

اور اس کو ان دونوں کے ساتھ قِراءت کیا گیا ہے۔

فراء نے کہا: یہ ضمہ کے ساتھ طاقت ہے اور فتحہ کے ساتھ آپ کے اس قول سے۔

اجھد جھدك فی ھذا الامر۔ یعنی اس نے آپ کو آپ کی انتہاء تک پہنچایا اور

اجھد جھد ک ضمہ کے ساتھ نہیں کہا جاتا۔ اور القبض تحریک کے ساتھ ہے۔

اور یہ وہ چیز ہے جو لوگوں کے اموال میں سے قبضہ میں لی جائے اور اسکان کے ساتھ کھولنے (بسط) کی ضد ہے۔ یعنی بند کرنا۔

اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا!

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

(سورۃ الانعام آیت ۵۲)

اور آپ ان کو نہ دھتکاریں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح شام۔

چھ آدمیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔ میں اور ابن مسعود انہیں میں سے ہیں اور مشرکین وہ ان کو قریب نہ کرے۔

اور انہیں سے مروی ہے فرمایا! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چھ آدمی تھے تو مُشرکین نے کہا! ان کو دھتکار دے یہ ہم پر جرأت نہ کریں۔ فرمایا! حالانکہ میں تھا اور ابن مسعود اور ایک آدمی حذیل میں سے تھا اور بلال اور دو آدمی وہ تھے جن کا میں نام نہیں لیتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں وہ بات واقع ہوئی جو اس نے چاہی کہ واقع ہو تو آپ کے دل میں خیال آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

(سورۃ الانعام آیت ۵۲)

اور آپ نہ دُھتکاریں ان کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو۔

ان دونوں کو مُسلم نے روایت کیا ہے۔

ساتویں فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ کیلئے جنّت کی گواہی دینے کا بیان

باب العشرہ میں گذر چکا عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن زید رضی اللہ عنہما دس میں ہیں اور وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔

اور عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہونے والا شخص اہلِ جنّت میں سے ہے۔ تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔ اس کو احمد نے تخریج کیا ہے۔

اور فضائلی نے اس کا معنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ ہیں: اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: ابھی ابھی تمہارے پاس اہلِ جنّت میں سے ایک شخص آئے گا۔ تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ حتیٰ کہ دُوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر اسی کی مثل فرمایا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔

سعد اہلِ جنّت میں سے

اور اس کو ابن المثنیٰ نے ابن عمر سے اپنی معجم میں تخریج کیا اور اس کے الفاظ ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا! تم پر اس دروازے سے اہلِ جنّت میں سے ایک شخص داخل ہوگا۔ پس ہم میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا مگر یہ کہ وہ اس بات کی تمنّا کرتا تھا کہ اس کے اہلِ بیت میں سے کوئی شخص ہو تو اچانک حضرت سعد رضی اللہ عنہ طلوع ہوئے۔

آٹھویں فصل

آپ کے چند فضائل کے بیان میں

ابو عمر وغیرہ نے کہا! حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر وحدیبیہ اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اور آپ ان دس افراد میں سے ایک ہیں جن کے لیے جنّت کی گواہی دی گئی ہے۔ اور ان چھ افراد اہلِ شوریٰ میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصال فرمایا جبکہ آپ ان سے راضی تھے۔ اور ان افراد میں سے ایک تھے جو حراء پر تھے جب انکی وجہ سے چٹان مُتحرک ہوگئی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا: اَے حِرا! ٹھہر جا پس تجھ پر ایک نبی وصِدّیق اور شہید ہے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب سے آپ کی شہادت کی گواہی تھی۔

محافظتِ رسول میں

اور یہ حدیث بالاستعیاب باب مادون العشر ہ میں گذر چکی ہے اور آپ اسلام میں داخل ہونے والے ساتویں شخص تھے جیسا کہ آپ کے اسلام کی فصل میں گذر چکا اور بہادر گھوڑے سواروں میں سے ایک تھے اور ان میں سے ایک تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت کیا کرتے تھے آپ کے غزوات میں۔

اور انہوں نے ہی کوفہ کو الگ کیا اور عجمیوں کو جلاوطن کیا اور اِیرانیوں کے ساتھ جنگ کی قیادت کی آپ ہی کے ہاتھوں قادسیہ وغیرہا فتح ہوئے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اس کے باشندوں نے آپ کی شکایت لگائی اور آپ پر بُہتان طرازی کی۔ تو آپ نے اس کے خلاف بددعا دی۔ جس نے آپ کے آمنے سامنے جُھوٹ بولا تھا۔ جس میں آپ کی

دعا کی قبولیت ظاہر ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو معزول کیا جب اہلِ کُوفہ نے آپ کی شکایت کی۔ اور حضرت عمار بن یاسر کو نمازوں پر مقرر فرمایا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت المال کا خزانچی بنایا اور عثمان بن حنیف کو زمین کی پیمائش پر مقرر کیا۔ پھر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کیا اور دوبارہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرّر کیا پھر آپ کو معزول کیا اور جبیر بن مُطعم کو گورنر مقرر کیا۔ پھر اسے معزول کیا اس سے پہلے کہ آپ اس کی طرف نکلتے اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گورنر مقرر کیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوبارہ گورنر مقرر کیا اس کے بعد کہ آپ کو معزول کر دیا تھا تو آپ نے گورنر بننے سے انکار کر دیا اور کہا: میں اس قوم کے لیے دوبارہ نہیں لوٹوں گا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اچھّی طرح نماز نہیں پڑھاتا۔ تو انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

اور ان کے صاحبزادے عمر اور ان کے بھتیجے ہاشم نے یہ ارادہ کیا کہ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اپنی طرف لوگوں کو دعوت دیں تو آپ نے انکار فرما لیا۔ تو ہاشم علی کی طرف ہو گیا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتنہ کے ایام میں اپنے گھر کو لازم پکڑے رکھا اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ وہ انہیں لوگوں کی خبروں میں سے کوئی بھی خبر نہ دیں یہاں تک کہ امت ایک امام پر جمع ہو جائے۔

اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا آپ کی تعریف کرنے کا ذکر گُذر چکا کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں۔

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام وہ چاہتے ہیں اس کی ذات کو۔

شفائے سعد کے لیے دُعائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے حق میں آیات نازل ہوئیں۔

آپ کی بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ کے لیے شفاء کی دُعا کرنا آپ کے شفایاب ہونے کا بیان

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال مکہ مکرمہ میں آپ کی عیادت کی ایک بیماری کی وجہ سے جسمیں انہیں شفاء حاصل ہوگئی تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں میں اس زمین میں نہ مرجاؤں جس سے میں نے ہجرت کرلی ہے؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے اللہ تو سعد کو شفاء عطا فرمایا۔ آپ نے یہ کلمات تین بار ارشاد فرمائے اور اس میں وصیّت کا ذکر ہے اور اس کا یہ قول اور ثُلث بہت زیادہ ہے اور اسی میں ہے۔ آپ کا اپنے مال میں سے صدقہ کرنا اس کا صدقہ ہے۔ آپ کا اپنے عیال پر نفقہ صدقہ ہے اور تحقیق آپ کی بیوی مال میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ صدقہ ہے۔ اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔

آپ کے لیے شہادت کے اَثبات کا بیان

باب العشرہ میں اس کی مثل میں اس کے بیان والی حدیث گذر چکی ہے اور مناقب سعد میں عنقریب آئے گی اور جو گذر چکی اس میں آپ کی شہادت کی وجہ اس کی نظیر ہے جو عبدالرحمٰن بن عوف کے مناقب میں گذر چکی ہے۔

اِس بات کا بیان کہ آپ دین کے ناصر ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے فرمایا: اے سعد! تو دین کا ناصر ہے جہاں کہیں بھی ہو۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

آپ کا سُنّت کی اِتبّاع کرنے کا بیان

آپ کے خصائص میں یہ بات گذر چکی ہے انہیں میں سے آپ کا اپنی نماز کے بارے میں یہ قول: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء میں جو نماز پڑھی ہے اس سے سرِ موانحراف نہیں کرتا۔ اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

اور عامر بن سعد سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیق کے مقام پر اپنے محل کی طرف سوار ہوئے تو آپ نے ایک غلام کو ایک درخت کاٹتے ہُوئے دیکھا یا اس کو خراب کر رہا تھا تو آپ نے اس کے کپڑے اتار لیے۔ پس جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹے تو اس کے گھر والے آئے تو انہوں نے آپ کے ساتھ بات چیت کی کہ آپ وہ چیزیں ان کے غُلام کو لوٹا دیں یا انہیں لوٹا دیں تو آپ نے فرمایا! معاذ اللہ

میں کوئی ایسی چیز لوٹا دوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عطا فرمادی ہو اور آپ نے انہیں لوٹا دینے سے انکار فرمایا۔

اس کو مسلم نے تخریج کیا ہے۔

آپ کی شجاعت کا بیان

ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: سعد بن ابی وقاص ایک ہزار شہسواروں کے قائمقام ہے اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا ہے۔

اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں گُذر چکا مُسلم کی حدیث میں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ان ایّام میں سے بعض ایّام جن میں آپ نے مُشرکین کے

ساتھ قتال کیا کوئی بھی ثابت قدم نہیں رہا سوائے طلحہ اور سعد کے۔

رسول اللہ ﷺ کی معیّت میں تنگدستی کے باوجود آپ کے صبر کا بیان

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا! میں وہ پہلا عربی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر اندازی کی۔ اور تحقیق ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے ہمارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہوتی۔ سوائے انگوروں کی بیل کے پتے اور اس ببول کے پتے۔ حتیٰ کہ اگر ہم میں سے کوئی ایک قضاء حاجت کرتا تو وہ بکری کی مینگنیوں کی طرح کرتا جو آپ میں خلط ملط نہ ہوتا۔ اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دین میں آپ کی شِدّت کا بیان

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک گروہ کو عطا فرمایا درآں حالیکہ میں آپ کے پاس موجود تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان میں سے ایک آدمی کو کچھ نہ دیا حالانکہ وہ ان میں سے مُجھے سب سے زیادہ پسند تھا تو میں نے عرض کی: آپ نے فلاں کو کیوں نہ عطا فرمایا؟

قسم بخدا! میں اس کو خیال کرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! یا سلمان۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو تین بار ذِکر کیا۔ اور آپ نے اس کی مثل انہیں جواب دیا۔ پھر فرمایا! تحقیق میں کسی آدمی کو کوئی عطاء عنایت فرماتا ہوں حالانکہ اس کا غیر مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اس خوف کی بناء پر کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے چہرے کے بل جہنم رسید نہ کرے۔

زھری نے کہا: تو آپ نے دیکھا کہ اسلام کلمہ ہے اور ایمان عمل صالح اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔

آپ کے زُہد کا بیان

فصل کے آغاز میں اس کا ایک مُنتشر حصّہ بکھرا ہوا گذر چکا۔

حضرت عامر بن سعد سے مروی ہے فرمایا: اسی دوران کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے کہ آپ کا بیٹا عُمر آیا تو آپ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا میں راکب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ تو اس نے آکر آپ سے کہا: آپ اپنے اُونٹوں میں اترے ہیں اور لوگوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے چھوڑا ہے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سینہ پر مارا اور فرمایا: خاموش ہو جا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ، متقی، عاجز، مخفی بندے کو پسند کرتا ہے۔

اس کو مسلم نے تخریج کیا ہے۔

آپ کی تواضع وعدل اور اپنی رعیت پر شفقت اور آپ کے حیاء کا بیان

ابوالمنہال سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن معد یکرب سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پُوچھا تو انہوں نے کہا: وہ اپنی جبایہ (اونٹوں کے پانی پینے کی جگہ مراد محل) میں متواضع ہے چیتا ہونے (پھرتی) میں اِعرابی ہے۔ اپنی کچھار میں شیر ہے، فیصلوں میں عدل کرتا ہے اور برابر تقسیم کرتا ہے، تنہائی میں عبادت کرتا ہے اور وہ جہاد میں سب سے آگے نکلنے والا ہوتا ہے اور اس پر اس طرح جھکتا ہے جس طرح کہ گندم کا خوشہ اور وہ ہمارطرف ہمارے حق اسی طرح لوٹاتا ہے جس طرح کہ دانہ کو منتقل کیا جاتا ہے۔ اس کو فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے اس کے اس قول کے بعد: وہ برابر تقسیم کرتا ہے، وہ ہمارے لیے ایک احسان کرنے والے باپ اور شفیق ماں کی طرح ہے جب کوئی چلّانے والا چلّاتا ہے تو

وہ اپنی کچھار میں شیر ہے وہ اس کے باوجود دوشیزہ ہے جو حجلہ میں ہو حیاء کی وجہ سے۔ میں نے اس کی مثل نہیں دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے آج کی طرح اس سے احسن تعریف نہیں دیکھی۔

آپ کے صِدق کا بیان

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ آپ نے خفین پر مسح فرمایا اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ ہاں! جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کریں تو تو اس کے بارے میں کسی اور سے نہ سوال کر۔ اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

آپ کا نیکی اور صدقہ پر حِرص کا بیان

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال میری اس بیماری کی وجہ سے جو مُجھ پر شدید ہوگئی تھی میری تِیمارداری فرمائی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے وہ تکلیف پہنچی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنا سارا مال صدقہ کرلوں۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی! پھر نصف یارسول اللہ؟

آپ نے فرِمایا! نہیں۔

میں نے عرض کی: پھر تہائی مال؟

آپ نے فرمایا! ثلث اور تہائی بھی بہت زیادہ ہے یا فرمایا بہت بڑا ہے۔

تحقیق اگر آپ اپنے ورثاء کو اَغنیاء چھوڑیں یہ اس بات سے بہتر ہے کہ آپ انہیں تنگدست چھوڑیں وہ لوگوں سے سوال کرتے پھریں۔ اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔

نویں فصل

آپ کی وفات اور اس کے مُتعلّقات

ابو عمر وغیرہ نے کہا: حضرت سَعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا وصال اپنے محل میں عقیق کے مقام پر مدینہ منوّرہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہوا اور آپ کو لوگوں کی گردنوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لایا گیا اور بقیع میں دفن کیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ مَروان بِن الحکم نے پڑھائی (استغفر اللہ) اور وہ اس وقت مدینہ کا گورنر تھا پھر آپ پر اَزواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اپنے حُجروں میں نماز پڑھی۔ اس کو اُبو عمر اور صاحِب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

اور فضائلی نے کہا: آپ کو مسجد میں داخل کیا گیا اور آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھروں کے پاس رکھا گیا فناء حجر کے مقام پر تو امام نے آپ کی نماز پڑھائی اور اَزواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امام کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔

اور مُوسیٰ بن عقبہ عبد الواحد بن حَمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا! جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو اَزواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیغام بھیجا کہ آپ کے جنازہ کو مسجد میں ادائیگی کا حکم دو تو انہوں نے اَیسا ہی کیا تو آپ کو ان کے حجروں کے پاس روکا گیا تو انہوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ تو ان تک یہ بات پہنچی کہ لوگوں نے اس پر عیب لگایا اور کہا: جنازوں کو مساجد میں داخل نہیں کیا جاتا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! لوگوں نے کتنا جلدی اس چیز پر عَیب لگایا جس کے بارے میں انہیں علم نہ تھا۔ انہوں نے ہم پر عَیب لگایا کہ جنازہ کو مسجد میں سے گذارا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سہل بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ جوفِ مسجد میں ہی ادا فرمائی تھی۔

اس کو مسلم نے تخریج کیا ہے۔

الصفوۃ میں ہے: حضرت سَعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیّت فرمائی ہوئی تھی کہ انہیں اونی جبہ میں کفن دیا جائے جس میں آپ نے بدر کے روز مشرکین کا مقابلہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا: میں نے اس کو اسی مقصد کے لیے محفوظ رکھا تھا تو اسی میں انہیں کفن دیا گیا۔ اس کو فضائلی اور قلعی نے بیان کیا ہے۔

ابن قتیبہ نے کہا: آپ عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں وصال فرمانے والے ہیں اور فضائلی نے کہا: آپ مہاجرین میں سے سب سے آخر میں وصال فرمانے والے ہیں۔

واقدی نے کہا: اور یہ ۵۵ ہجری کا واقعہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۵۴ ہجری کا ہے اور ۵۸ ہجری کا قول بھی بیان کیا گیا ہے اس کو ابو عمر نے حکایت کیا ہے اور آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال سے زائد تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ستر سال سے زائد تھی اور ایک قول اسی سال سے زائد کا ہے اور ایک قول نوے سال سے زائد کا ہے اس کو ابو عمر اور ابن قتیبہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

دسویں فصل
آپ کی اولاد کے بارے میں

آپ کی اولاد چونتیس تھی۔ سترہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں۔

بیٹوں کا بیان

اسحٰق الاکبر: اسی سے آپ کی کُنیّت تھی۔ اس کی ماں بنتِ شہاب تھی۔ اور عمر: اس کو مختار نے قتل کیا تھا۔

اور محمد: اس کو حجاج نے قتل کیا۔ ان دونوں کی ماں بنتِ قیس بن معدیکرب تھی۔

اور عامر: اور اس سے اَحادیث روایت کیا کرتا تھا۔

اور اسحٰق الاصغر اور اسماعیل: ان سب کی ماں، اُمِ عامر بنتِ عمرو تھی۔

اور ابراہیم اور موسیٰ: ان دونوں کی ماں زبد تھی۔

اور عبداللہ! اس کی ماں: خَولہ بنتِ عمرو تھی۔

اور عبداللہ الاصغر اور اور بجر یہ اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ دونوں کی ماں؛ اُمِ ھلال بنت ربیع بن مری تھی۔

اور عمیر الاکبر: اس کی ماں ام حکیم بنت قارظ تھی۔

اور عمیر الاصغر: اور اعمرو اور عمران ان سب کی ماں سلمیٰ بنت حفص تھی۔

اور صالح: اس کی ماں ظبیہ بنت عامر تھی۔

اور عثمان: اس کی ماں ام مجیر تھی۔

بیٹیوں کا بیان

ام الحکم الکبریٰ: اسحٰق الاکبر حقیقی بہن تھی۔

حفصہ اور ام القسم اور کلثوم: یہ عُمر اور محمد کی حقیقی بہنیں تھی۔

ام عمران: یہ اسحٰق الاصغر کی حقیقی بہن تھی۔

ام الحکم الصغریٰ اور ام عمرو اور ہند اور اُم الزبیر اور اُم مُوسیٰ: ان سب کی ماں زبد تھی۔

اور حمنہ بجیر کی بہن اور حمنہ جو کہ عمیر الاکبر کی بہن تھی۔

اور ام عمرو ام ابونا وام اسحٰق: ان سب کی ماں سلمیٰ تھی اور رملہ عثمان کی بہن تھی اور عُمرہ یہی نابینا تھی۔ اسکی ماں عرب قیدیوں میں سے تھی اور عائشہ: اس سب کو ابن قتیبہ اور صاحب الصفوۃ نے بیان کیا ہے۔

نواں باب
ابوالاعور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے مناقب میں

اس میں بھی دس فصلیں ہیں۔

فصل اوّل
آپ کے نسب میں

اس کا ذکر باب العشرۃ میں شجرہ کے بیان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کعب بن مولیٰ میں جا کر مل جاتے ہیں اور عدی بن کعب کی طرف منسوب ہیں۔ پس کہا جاتا ہے قرشی عدوی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ کے باپ کے چچازاد بھائی ہیں۔ اور ان کا والد زَید ابن حنفیہ دین ابراہیم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل تلاش کیا کرتا تھا اور وہ بتوں کے لیے جانور کو ذبح کیا کرتا تھا اور نہ ہی مردار کھاتا تھا اور نہ خون اور وہ دین کی طلب میں نکلا اور ورقہ بن نوفل تو وَرقہ نے نصرانیت کو اختیار کیا اور اس نے نصرانی بننے سے انکار کیا۔ تو راہب اسے کہتا: آپ اس دین کو تلاش کر رہے ہیں جو آج کل رُوئے زمین پر نہیں پایا جاتا تو اس نے کہا: اور وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: وہ ابراہیم کا دین ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا اور وہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا تھا۔ اور زید اسی پر تھا یہاں تک کہ اس کا وصال ہو گیا۔

اور سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: وَرقہ بن نوفل اور زَید بن عمر دین کو تلاش کرتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ دونوں کا گذر شام سے ہوا جہاں تک ورقہ کا تعلق

ہے تو اس نے نصرانیت کو اختیار کیا اور جہاں تک زید کا تعلق ہے تو اس سے کہا گیا: جو آپ تلاش کرر ہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے فرمایا: پھر وہ چلے گئے یہاں تک کہ موصل آئے تو ان کی ملاقات ایک راہب سے ہوئی تو اس نے کہا: اس قافلہ والا کہاں سے آیا؟ آپ نے کہا: میں ابراہیم کے گھر سے آیا ہوں۔ اس نے کہا: وہ کیا تلاش کرتا ہے؟ اس نے کہا: دین تو اس نے نصرانیت اس کو پیش کی۔ اس نے کہا۔ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اُس نے کہا: تحقیق جس دین کو آپ تلاش کرر ہے ہیں وہ عنقریب آپ کی سرزمین سے ظاہر ہوگا۔ تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے۔

لبیّك حقا حقا تقبدا ورقا

مهما تجشمي فاني جاشم عذت بما عاذبه ابراهيم

اے حق! میں حقیقی طور پر حاضر ہوں عبادت گذار بنتے ہُوئے اور غُلام بنتے ہوئے تو جو بھی مشقّت مجھ سے لے گا میں مشقّت میں پڑنے کے لیے تیّار ہوں۔ میں نے اس کی پناہ لی جس کی پناہ ابراہیم علیہ السلام نے لی تھی۔

فرمایا: اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس سے گُذرے اس وقت آپ کے ساتھ ابوسفیان بن الحرث تھے دونوں اپنے سامان سفر میں سے کھا رہے تھے تو دونوں نے اسے کھانے کی دعوت دی تو اس نے کہا: اَے بھتیجے! میں اس میں سے نہیں کھاتا جسے بُتوں پر ذبح کیا گیا ہو یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مَبعوث کیا گیا تو آپ کے پاس سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو عرض کی: تحقیق زید ایسا ہی تھا جیسا کہ آپ نے انہیں دیکھا اور آپ تک اس کے مُتعلّق خبر پہنچی ہے۔ آپ اس کے لیے اِستغفار کریں۔ آپ نے فرمایا! ہاں تو آپ نے اس کے لیے اِستغفار کیا اور آپ نے فرمایا! تحقیق یہ وہ قیامت کے روز ایک اُمت واحدہ کی طرح اٹھایا جائے گا۔

اِس کو ابُوعمر نے تخریج کیا ہے۔

شرح: تجشمنی: یعنی تو مجھ پر بوجھ لادے گا (مجھے مکلف بنائے گا) آپ کہتے ہیں مین جشمت الامر کسرہ کے ساتھ جشما وتجشمتہ۔ جب آپ اس کو کسی کا مکلّف بنائیں اور اجشمتہ جب آپ اس کو مکلّف بنائیں۔

حضرت اَسماء سے مروی ہے فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہا تھا: اَے گروہِ قریش! قسم بخدا! تم میں سے کوئی بھی میرے علاوہ اِبراہیم علیہ السلام کے دین پر نہیں ہے اور وہ (زندہ درگور کی ہوئی بچی کو) کو زندہ کیا کرتا تھا۔ جب کوئی شخص اپنی بیٹی کو قتل کرنا چاہتا تو وہ اسے کہتا: تو اس کو قتل نہ کر۔ میں تجھے اس کی مؤنث کی کفایت کروں گا۔ تو وہ اس بچی کو لے لیتا۔ پس جب وہ بچّی اُچھلنے کودنے لگ جاتی تو اس کے باپ کو کہتا اگر تو چاہے تو میں اس کو تیرے حوالے کردوں اور اگر تُو چاہے تو میں اس کی مؤنث سے آپ کو کفایت کروں۔ اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

اور ابن زید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا

(سورۃ الزمر آیت ۱۷)

اور وہ لوگ جنہوں نے اجتناب کیا کہ وہ طاغوت (شیطین کی عبادت کریں۔ ان تین آدمیوں کے حق میں نازل ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ عزّ وجل کی وحدانیّت پر ایمان رکھتے تھے۔ زید بن عمروٗ بن نفیل، ابوذر اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی بغیر کی کتاب کے اور نہ ہی کسی نبی کے۔

اس کو واحدی نے اور ابوُالفرج نے اسباب النزُول میں تخریج کیا ہے۔

ان کی ماں فاطمہ بنت بعجہ بن ملیح خزاعیہ تھی۔ اس کو ابو عمر نے بیان کیا ہے۔

دُوسری فصل

آپ کے نام کے بارے میں

آپ کا نام جاہلیت اور اسلام دونوں میں سعید رہا ہے اور آپ کی کنیت ابا الاعور ہے۔

تیسری فصل

آپ کا حُلیہ

آپ گندم گوں دراز قد گھنے بالوں والے تھے۔ یہ واقدی کا قول ہے۔

چوتھی فصل

آپ کے اِسلام کے بارے میں

آپ نے اور آپ کی بیوی اُمِّ جمیل بنت الخطاب جو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔ قدیم الاسلام میں اور آپ کا قبول اسلام حضرت عمر سے پہلے تھا۔ اور ان کی بیوی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی فصل میں گذر چکا ہے۔

قیس سے مروی ہے فرمایا: میں نے سعید بن زید کو کوفہ کی مسجد میں یہ کہتے ہوئے سنا: قسم بخدا! میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ حضرت عُمر اِسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے اور اپنی بہن کو اسلام پر باندھتا تھا۔ اس کو رزین نے تخریج کیا ہے۔

اور آپ کی بہن عاتکہ بنتِ زید نے بھی اِسلام قبول کر لیا اور وہ اِنتہائی حسین و جمیل

تھیں جیسا کہ کہا گیا ہے اس کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نکاح کیا تو اس نے انہیں جہاد سے مشغول کر دیا تو اس کے باپ نے اُسے طلاق دینے کا حکم دیا اور فرمایا: اس نے آپ کو جہاد سے مشغول کر دیا ہے تو اس نے اسے طلاق دے دی۔ تو آپ ایک روز اس کے پاس سے گذرے درآں حالیکہ وہ کہہ رہا تھا۔

ولم ارمثلی طلق الیوم مثلها

ولا مثلها من غیر جرم تطلق

لها خلق جزل ورای ومنصب

وخلق سلوی فی الحیاۃ ومصدق

اور میں نے نہیں دیکھا کہ میری مثل آدمی جیسی عورت کو طلاق دے اور نہ اس جیسی عورت کو بغیر کسی جرم کے طلاق دی جاتی ہے وہ بڑے خلق اور صائب الرائے اور منصب والی عورت ہے اور زندگی کے امور میں اچھے اخلاق والی اور مصدق ہے۔

تو اس کے والد کا دل پسیجا تو اسے اس کے ساتھ رُجوع کرنے کا حکم دیا تو اس نے اس کے ساتھ رجوع کر لیا۔ اور اسی سے قتل ہو گیا تو اس نے اس کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

رذئت بخیر الناس بعد نبیهم

وبعد ابی بکر وماکان قصرا

فآلیت لا تنفك عینی حزینة

علیك ولا ینفك جنبی اغبراء

اور میں نے ان کے نبی کے بعد سب سے بہترین آدمی کو کھو دیا اور ابوبکر کے بعد حالانکہ وہ بھی کوتاہ قد نہ تھا پس اب میری یہ حالت ہو گئی ہے کہ میری آنکھ ہمیشہ غمزدہ رہے گی اور میرا پہلو ہمیشہ غبار آلود رہے گا۔

چند اشعار میں یہ مرثیہ کہا پھر اس کے بعد اس کے ساتھ حضرت عُمر بن الخطاب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے شادی کر لی۔ پھر وہ انہیں کے پاس رہیں یہاں تک کہ وہ بھی ان سے قتل ہو گئے تو اس نے ان کا بھی مرثیہ چند اشعار میں کہا۔ پھر اس کے ساتھ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی کر لی اور وہ رات کے وقت مسجد کی طرف نکلا کرتی تھیں۔ حالانکہ وہ ان کے نکلنے کو ناپسند کیا کرتے تھے اور انہیں منع کرنے سے حرج محسوس کرتے تھے۔ تو وہ ایک رات مسجد کی طرف نکلیں اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نکلے تو ان سے پہلے تاریکی میں پہنچ گئے اس کے راستہ میں۔ تو اپنا ہاتھ ان کے جسم کے کسی حصہ پر رکھا۔ تو وہ تسبیح کہتے ہوئے واپس لوٹ آئیں۔ پھر اس کے بعد نہ نکلیں۔

تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا: تجھے کیا ہو گیا ہے کہ مسجد کی طرف نہیں نکلتی؟ اس نے کہا: اے ابو عبداللہ! لوگ خراب ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا: وہ میں نے آپ کے ساتھ کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا: کیا آپ کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں کر سکتا؟ تو وہ نہ نکلیں حتیٰ کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے شہید ہو گئے۔ تو انہوں نے ان کا مرثیہ بھی چند اشعار میں کیا تو انہوں نے کہا:

غدر ابن جرموز بفارس بهمة
يوم اللقاء و كان غير مقدد
ياعمرو لونبهته لوجدته
لا طائشارعش الجنان ولا اليد
كم غمرة قد خاضها لم يثنه
عنها طراوك يا بن فقع القردد
والله ربك ان قتلت لمسلما
ملت عليك عقوبة المعتمد

ابن جرموز نے ایک دلیر شہسوار کے ساتھ دھوکہ دہی کی۔ جنگ کے روز حالانکہ وہ غرور

تکبر کرنے والا نہیں تھا۔ اے عمرو! اگر تو اس کو متنبہ کرتا تو تو اسے دیکھتا کہ نہ تو اس کا دل کانپتا اور نہ ہی اس کے ہاتھ کپکپاتے۔ کتنے ہی موت کی سختیوں میں وہ کودا۔ اے مکار بندر کے بیٹے تیرا موٹا تازہ ہونا تو اس کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! جو تیرا باپ ہے۔ تو نے ایک مسلمان کو شہید کیا ہے آپ پر ہمیشہ کی عقوبت حلال ہوگئی ہے۔ (یعنی جہنم)

اور کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کے ساتھ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی میراث پر اسی ہزار دراہم پر صلح کر لی تھی۔ تو انہوں نے اسے قبول کر لیا تھا۔ پھر اسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پیغام نکاح بھیجا تو اس نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی! میں آپ کے قتل ہونے سے آپ پر بخل کرتی ہوں۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسے حضرت عمرو بن العاص اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے پیغامِ نکاح دیا تو اس نے ان دونوں سے انکار کرنے سے انکار کر دیا۔

پانچویں فصل
آپ کی ہجرت کے بارے میں

ابوعمر نے کہا: آپ نے اور آپ کی بیوی ام جمیل فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہجرت کی۔

چھٹی فصل
آپ کی خصوصیات میں

آپ کی خصوصیات میں کوئی بھی چیز نقل نہیں کی گئی سوائے اس کے جو آپ کے والد کے لیے ثابت ہے کہ دسوں صحابہ کرام کے وہ آباء میں سے کسی ایک کی فضیلت میں وہ کچھ نقل نہیں کیا گیا جو آپ کے باپ کی فضیلت میں بیان ہوا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

ساتویں فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کیلئے جنّت کی گواہی دینے میں

اس فصل کی احادیث اس کی نظیر میں باب العشرت میں گذر چکی ہیں۔

آٹھویں فصل

آپ کے کچھ فضائل کے بارے میں

ابوعمرو وغیرہ نے کہا: سعید رضی اللہ عنہ سارے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے سوائے بدر کے۔

واقدی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اور طلحہ کو شام کی طرف اخبار کی جاسوسی کے لیے بھیجا ہوا تھا پھر وہ واپس لوٹ آئے تو مدینہ غزوہ بدر کے روز پہنچے اور فضائل طلحہ کی فصل میں یہ حدیث گذر چکی ہے اسی وجہ سے یہ دونوں بدری صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

بغوی نے اپنی معجم میں کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا حصّہ بھی لگایا فرمایا: اور انہوں نے عرض کی: اور میرا اجر؟

آپ نے فرمایا! اور آپ کا اجر بھی (دیا جائے گا)

ان دونوں کو ابن ضحاک نے بھی تخریج کیا ہے۔ اور ان کی ایک بیٹی حسن بن حسن بن علی کے پاس تھی۔ اس کو طائی نے بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی شہادت کی گواہی دینا

عبداللہ بن سالم سعید بن زید سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حِراء کے مقام پر تھے تو آپ نے فرمایا: اُے حراء ٹھہر جا۔ پس تجھ پر نہیں ہے مگر ایک نبی یا صدیق یا شہید۔ آپ سے کہا گیا: اور وہ کون ہیں؟

آپ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر و سعید بن مالک وعبدالرحمٰن بن عوف۔

فرمایا! تو کہا گیا تو دسواں کون تھا؟

تو فرمایا! میں تھا۔

اس کو ترمذی نے تخریج کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور یہ حدیث باب العشرہ میں مختصراً گذر چکی ہے۔

اور آپ کی وفات کے بیان میں آئے گا کہ آپ کا وصال مدینہ منوّرہ میں اپنے بستر پر ہوا ہے تو آپ کی شہادت کی گواہی کی وجہ وہی جو اس کی نظیر میں عبدالرحمٰن بن عوف کے مناقب میں گذری ہے پس حضرت سعد وسعید وعبدالرحمٰن نے اپنے اپنے بستروں پر وصال فرمایا: مدینہ کے مقبرہ میں پس ان کا حکم ایک ہی ہے۔"

اس بات کا بیان کہ آپ مُستجاب الدعوات تھے

حضرت سعید بن زید سے مروی ہے کہ اروی نے ان کے بعض گھروں میں ان کے ساتھ جھگڑا کیا تو آپ نے فرمایا: پس اس کو اور اس کو چھوڑ دو۔ پس تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو کوئی شخص بغیر کسی حق کے ایک بالشت زمین بھی لے لے گا۔ قیامت کے روز اس کو سات زمینوں کا طَوق پہنایا جائے گا۔ اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو تو اس کی آنکھوں کو نابینا کر اور اس کی قبر اس کے گھر میں بنا۔"

محمد بن زید نے فرمایا: تو میں نے اسے نابینا دیکھا جو دیوار تلاش کر رہی تھی اور کہتی تھی : مجھے سعید بن زید کی بد دعا لگی ہے اسی دوران کہ وہ گھر میں چل رہی تھی جب اس کا گذر گھر میں کنویں پر سے ہوا تو اس میں گر گئی تو ہی اس کی قبر ہوئی۔

اس کو مسلم نے تخریج کیا ہے اور اس کو ابو عمر نے تخریج کیا ہے اور کہا: اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو تو اس کو اس وقت تک موت عطا نہ فرما جب تک اس کی آنکھیں نابینا نہ ہو جائیں اور اس کی قبر کنوئیں میں بنا۔

آپ کے زُہد کا بیان

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا یہ کہتے ہوئے کہ آپ مجھے لوگوں کے حال کی خبر دیں اور مجھے خالد بِن الولید کے متعلق خبر دیں وہ کیسا آدمی ہے؟

اور مجھے یزید بن ابی سفیان وعمرُو بن العاص کے متعلق خبر دیں کہ وہ دونوں کیسے ہیں اور ان کا حال کیسا ہے اور ان میں سے مُسلمانوں کے لیے اخلاص کیسا ہے تو آپ نے جواب میں کہا : خالد بہترین آدمی ہے اور مُسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ مُخلص اور ان کے دشمن پر سب سے شدید ہے۔ اور عمرُو اور زَید دونوں کا اخلاص اور ان کی کوشش ایسے ہی ہے جیسے آپ پسند کرتے ہیں۔

اُنھوں نے فرمایا: اپنے دونوں بھائیوں سعد بن یزید اور معاذ بن جبل سے متعلّق خبر دیں کہ وہ کیسے ہیں؟

آپ نے فرمایا! وہ ایسے ہی ہیں جسے آپ نے انہیں پایا ہے مگر یہ کہ خُوشحالی نے انہیں دینا میں ان دونوں کے زہد میں اضافہ کیا ہے اور ان کی آخرت میں رغبت کو۔ اس ابُوحذیفہ اور اسحٰق بن بشر نے فتوح الشام میں تخریج کیا ہے۔

اور مزید روایت کیا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق کا گورنر مقرر کیا پھر خود نکلے یہاں تک کہ اردن آئے وہاں پڑاؤ کیا لشکر تیار کیا۔ انہیں خالد بن الولید و یزید بن ابی سفیان کی قیادت میں بھیجا پس جب یہ خبر حضرت سعید بن زید کی طرف پہنچی تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا۔ آپ پر سلام ہو۔

پس میں آپ کی طرف اللہ تعالیٰ کی حَمد کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی دُوسرا معبود نہیں ہے۔ امابعد!

اور میں ان لوگوں میں سے نہیں جو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جہاد میں اپنے آپ پر ترجیح دے۔ اور اس چیز پر جو مجھے میرے رب کی رضامندی کے قریب کر دے۔ پس جب آپ تک میرا یہ خط پہنچے تو آپ اپنی گورنری کے لیے کئی ایسے آدمی کو بھیج دیں۔ جو مجھ سے زیادہ اس کی رغبت رکھتا ہو، پس میں آپ کی طرف جلدی آنے والا ہوں۔ انشاء اللہ

والسّلام علیك

پس جب یہ خط ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تو فرمایا: وہ ضرور اس کو چھوڑ دے گا۔ پھر حضرت یزید بن ابی سفیان کو بلا کر فرمایا: آپ میری طرف سے دمشق کی کفایت کریں۔

شرح:

ونیکا۔ یعنی جلدی۔ آپ کہتے ہیں۔ وشک ضمہ کے ساتھ یوشک وشکا۔ یعنی اس نے جلدی کی۔

اس بات کا بیان کہ گورنر آپ کا احترام کیا کرتے تھے اور اُم المومنین کی وصیت کہ ان کے وصال پر وہ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مروان بن الحکم کی طرف مدینہ میں لکھا کہ وہ ان کے بیٹے یزید کے لیے

بیعت لیں۔ تو اہلِ شام میں سے ایک آدمی نے کہا: آپ کو کونسی چیز منع کرتی ہے؟

فرمایا: یہاں تک کہ سعید بن زید آئے تو ان کی بیعت کی جائے گی پس وہ اہلِ بلد کا سردار ہے جب وہ بیعت کریں گے تو لوگ بھی بیعت کریں گے اس نے کہا کیا میں جا کر اسے بُلا نہ لُوں؟ تو وہ شامی آیا اور میں اپنے باپ کے ساتھ گھر میں تھا تو اس نے کہا چل کر بیعت کرو۔ تو انہوں نے فرمایا:

آپ چلے جائیں میں عنقریب آ کر بیعت کروں گا۔ اس نے کہا: کیا آپ چلتے ہیں یا میں آپ کی گردن ماروں؟

آپ نے فرمایا: کیا آپ میری گردن ماریں گے؟

قسم بخدا! آپ مجھے ان اقوام کی طرف بلا رہے ہیں جن کے ساتھ میں نے اِسلام جنگ کی ہے۔

فرماتے ہیں: تو وہ مروان کی طرف واپس لوٹا اور اس کو خبر دی۔ تو مروان نے اسے کہا: خاموش ہو جا۔

فرماتے ہیں! تو امّ المومنین کا وصال ہوا۔

میرا خیال ہے کہ وہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ تو انہوں نے وصیّت فرمائی کہ ان کی نماز جنازہ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھوائیں گے تو اس شامی نے مَروان سے کہا: آپ کو کونسی چیز منع کر رہی ہے کہ آپ ام المومنین کی نماز جنازہ پڑھائیں؟ اس نے کہا: میں اس آدمی کا انتظار کر رہا ہوں جس کی گردن مارنے کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔

پس انہوں نے وصیت فرمائی ہے کہ وہی ان کی نماز جنازہ پڑھائے۔ تو شامی نے کہا: استغفر اللہ اس کو بغوی نے اپنی معجم اور فضائلی نے تخریج کیا ہے اور ابن الضحاک نے اس میں سے بیعت کے قصّہ کو روایت کیا ہے اور کہا: اہلِ مدینہ نے پوچھا۔۔ الخ اور نماز جنازہ کا قصہ ذکر نہیں کیا۔

نویں فصل

آپ کی وفات اور اس کے متعلقات

آپ کا وصال عقیق میں اپنی زمین میں ہوا اور ان کو اٹھا کر مدینہ لایا گیا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا ۵۰ ہجری یا ۵۱ ہجری میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جبکہ ان کی عمر ستر سے کچھ زائد سال تھی اور آپ کی قبر میں سعد اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اترے۔ اس کو الصفوۃ میں ابو عمر اور فضائلی نے روایت کیا ہے۔

دسویں فصل

آپ کی اولاد کے بیان میں

آپ کی اولاد اکتیس افراد تیرہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں۔

بیٹوں کا بیان

عبداللہ الاکبر، عبداللہ الاصغر اور عبدالرحمٰن الاکبر و عبدالرحمٰن الاصغر و ابراہیم الاکبر و ابراہیم الاصغر و عمر الاکبر و عمر الاصغر اور اسود و طلحہ و محمد و خالد اور زید۔

بیٹیوں کا بیان

اُمّ الحسن الکبریٰ و اُمّ الحسن الصغریٰ و اُمّ حبیب الکبریٰ و اُمّ زید الصغریٰ و عائشہ و عاتکہ و حفصہ و زینب و اُمّ سلمہ و اُمّ موسیٰ و اُمّ سعید و اُمّ نعمان و اُمّ الخالد و اُمّ صالح و اُمّ عبدالحوا اور رجلہ۔

دسواں باب

ابُوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مناقب میں

اس میں دس فصلیں ہیں۔

فصل اوّل

آپ کے نسب کے بارے میں

عشرۃ کے باب میں شجرہ کے بیان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ فہر بن مالک میں جا کر مل جاتے ہیں اور فہر کی طرف منسوب ہیں۔ پس کہا جاتا ہے قرشی فہری، آپ کی ماں بنوحرث بن فہر سے تھیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ ابن قتیبہ نے کہا ہے۔

دُوسری فصل

آپ کے نام کے بارے میں

آپ کا نام زمانہ جاہلیت و اسلام میں عامر رہا اور آپ کی کُنیّت ابُوعبیدہ اور اسی کے ساتھ آپ نے شہرت پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو ''امین ھٰذہ الامۃ'' کا لقب عطا فرمایا۔ اور یہ عنقریب آپ کے خصائص میں آئے گا۔

تیسری فصل

آپ کا حُلیہ مُبارک

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراز قامت کمزور، دُبلے چہرے والے، سامنے والے اوپر کے دونوں دانت ٹوٹے ہوئے خفیف داڑھی والے تھے۔ آپ مہندی اور کتم سے خضاب لگاتے تھے۔ اس کو ابن الضحاک نے بیان کیا ہے۔

آپ کے دونوں دانتوں کے ٹوٹنے کا سب یہ تھا کہ آپ نے وہ دونوں تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشانی سے اُحد کے روز اپنے سامنے والے دانتوں سے نکالے تھے تو وہ دونوں گر گئے اور عنقریب اس کا بیان آتا ہے اور یہ بھی روایت کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے خود کی دونوں کڑیاں نکالیں تھیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خُود کی کڑیاں دونوں تیروں نے گاڑی ہوں تو آپ نے سب کو نکالا۔ تو اس وجہ سے وہ دونوں دانت گر گئے۔ پس کوئی بھی اہم (جس کے اگلے دو دانت گر گئے ہوں) کو ابُو عبیدہ سے خوبصورت نہیں دیکھا گیا۔ اس کو ابنِ قتیبہ اور ابُو عمر وغیرہما نے تخریج کیا ہے۔

شرح:

الاثرم: جس کے سامنے والے دانت گرے ہوں اور اسی طرح اھتم بھی اور ان دونوں کا ذکر اس کی نظیر میں مناقب عبدالرحمٰن میں گزر چکا ہے اور مرمروق الوجہ کی شرح ابوبکر کے اوصاف میں گذر چکی ہے۔

چوتھی فصل

آپ کے اسلام کے بارے میں

آپ قدیم الاسلام ہیں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اسلام لائے اور آپ ان چھ افراد میں سے ہیں جو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے جیسا کہ اس کا بیان گذر چکا ہے۔

پانچویں فصل

آپ کی ہجرت کے بارے میں

واقدی نے کہا: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور ابن عقبہ نے اس کو حکایت نہیں کیا اور نہ کسی اور نے پھر آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

چھٹی فصل

آپ کے خصائص کے بارے میں

آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ اس امت کے امین ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر اُمّت کا کوئی نہ کوئی امین ہوتا ہے اور ہمارا امین اُمّت ابوعبیدہ بن

الجراح ہے۔اس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے اور اس کو ترمذی وابوحاتم نے روایت کیا اور ان دونوں کے الفاظ یہ ہیں:

ہر اُمت کا کوئی نہ کوئی امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے۔اس کو نجیر نے روایت کیا اور یہ اضافہ کیا اور آپ کے پہلو میں طاعون کا پھوڑا نکلا اور فرمایا: یہ مومن پہلو ہے۔

حقیقی امین

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہلِ نجران کو فرمایا: میں ضرور حقیقی امین بھیجوں گا تو آپ کے صحابہ کرام نے جھانکنا شروع کیا۔تو آپ نے حضرت ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

ابُوعبیدہ امین ہیں

اور انہیں سے مَروی ہے سیّد اور عاقب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے تو ان دونوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ اپنے امین کو بھیجیں۔تو آپ نے فرمایا! میں عنقریب آپ کی طرف ایک امین بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہوگا تو لوگ اس کے لیے جھانکنے لگے تو آپ نے ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔"

اور ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: فرمایا! جب عاقب اور سید نجران والے آئے ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ لعان کرنے کا ارادہ کیا تو ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: آپ اس کے ساتھ لعان نہ کریں پس قسم بخُدا! اگر یہ نبی ہوا تو ہم نے اس کے ساتھ لعان کرلیا۔نہ ہم فلاح پائیں گے نہ ہی ہمارے بعد میں آنے والے کبھی فلاح پاسکیں گے۔

فرمایا! پس وہ دونوں آپ کے پاس آئے اور آپ سے عرض کی: ہم آپ کے ساتھ

لعان نہیں کرتے ، لیکن ہم آپ کو وہ کچھ دیں گے جس کا آپ مطالبہ کریں گے پس آپ ہمارے ساتھ ایک امین شخص کو بھیجیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں ضرور ایک امین شخص کو بھیجوں گا جو حقیقی امین ہوگا۔

فرماتے ہیں: تو اس کے لیے صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا اَے ابوعبیدہ بن الجراح! اٹھو فرمایا پس جب وہ دونوں رُکے آپ نے فرمایا: یہ اس اُمت کا امین ہے اس کو امام احمد نے تخریج کیا ہے اور اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا: تو آپ نے ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ اے ابُوعبیدہ اُٹھو کی جگہ اور اس کے مابعد کو بیان نہیں کیا۔

اور ابنِ اسحٰق نے اس کے معنی کو محمد بن جعفر سے روایت کیا ہے فرمایا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میرے پاس شام کو آنا۔ میں آپ کے ساتھ قوی امین کو بھیجوں گا۔

فرماتے ہیں: تو حضرت عُمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔ میں نے کبھی بھی امارت کو پسند نہیں کیا۔ جتنا کہ میں نے اس دن اس کو پسند کیا اس اُمید کے ساتھ کہ شاید وہ میں ہی ہوں گا۔ تو میں ظہر تک خوش وخرم گیا جلدی لوٹتے ہوئے پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو آپ نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا۔ تو میں نے گردن لمبی کرنا شروع کی تاکہ آپ مجُھے دیکھ لیں۔ تو آپ اپنی نگاہوں سے تلاش کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے ابُوعبیدہ بن الجراح کو دیکھ لیا تو انہیں بُلایا تو فرمایا! ان کے ساتھ نکلو تو ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو جس میں ان کا اختلاف واقع ہو۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو اس کو ابُوعبیدہ لے گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ اہلِ یمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی، آپ ہمارے ساتھ کسی آدمی کو

بھیجیں جو ہمیں تعلیم دے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابُوعبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ یہ اس اُمّت کا امین ہے اس کو ابُوعمر نے تخریج کیا ہے۔

اور اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا۔

اور کہا: اہل یمن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سے اُنہوں نے درخواست کی کہ آپ ان کے ساتھ ایک آدمی کو بھیجیں جو انہیں سُنّت اور اسلام کی تعلیم دے اور بقیہ حدیث بیان کی۔

آپ کی یہ خصوصیّت کہ آپ کو بعض اَوقات امارت (گورنری) دی جاتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک سَریہ بھیجا اور اس کا امیر حضرت ابُوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا تاکہ ہم قریش کے قافلہ کو پائیں اور ہمیں آپ نے کھجوروں کی ایک جراب، چمڑے کا ایک برتن) زادِ راہ عنایت فرمائی۔ اس کے علاوہ آپ نے ہمارے لیے کچھ بھی نہ پایا۔ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں ایک ایک کھجور دیتے تو ان سے کہا گیا تم ان کے ساتھ کیا کرتے تھے؟

فرمایا! ہم انہیں اس طرح چوستے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے پھر ہم اس پر پانی پیتے تھے تو ہمیں اس روز رات تک کفایت کر جاتی تھی۔ اور ہم اپنی لاٹھیوں سے بیری کے پتے جھاڑتے تو انہیں کھاتے۔

فرماتے ہیں: اور ہم ساحل سمندر پر سے چلے تو اس نے ہمارے لیے ساحِل سمندر پر ایک بہت بڑے ٹیلے کی مثل اُچھال دیا۔ تو ہم اس کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ ایک چوپایہ تھا جسے عنبر کہا جاتا ہے۔

ابُوعبیدہ نے کہا۔ یہ مردار ہے پھر فرمایا: نہیں بلکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرستادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیں اور تم حالتِ اضطرار میں ہو۔ پس تم کھاؤ۔

فرماتے ہیں تو ہم اس پر ایک ماہ تک قیام کیے رہے حالانکہ ہماری تعداد تین سو تھی۔ یہاں تک کہ ہم موٹے ہوئے اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم اس آنکھوں کے گڑھوں سے مٹکے سے چربی بھرتے تھے اور ہم اس سے اتنی مقدار گوشت کاٹتے جسے بیل یا کہا بیل کی مقدار اور ہم میں سے تیرہ آدمی ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیے تو ان کو اس کی آنکھوں کے گڑھے میں بٹھایا اور اس کی پسلیاں میں سے ایک پسلی کو لیا تو اس کو سیدھا کیا پھر ہم میں سے سب سے بڑے اُونٹ والا سوار ہوا تو وہ اس کے نیچے سے گُذرا اور ہم نے اس کے گوشت سے اُبال کر بطور زادِ راہ لیا۔ پس جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ کے پاس اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا جو اس نے تمہارے لیے نکالا۔ کیا تمُہارے پاس اس کے گوشت میں سے کوئی چیز موجود ہے تو تم ہمیں بھی کھلا دو۔

فرماتے ہیں تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اس میں سے بھیجا تو آپ نے بھی اس کو تناول فرمایا۔ اس کو مُسلم نے تخریج کیا ہے۔

شرح:

العیر: کسرہ کے ساتھ اونٹ کو کہا جاتا ہے جو خوراک اٹھائے ہوں اور جائز ہے کہ اس کی جمع عیرات ہو۔ اور اَیکثیب۔ اکٹھی ہونے والی ریت کو کہا جاتا ہے اور یہ ابوبکر صدیق کی ہجرت کی فصل میں گذر چکی ہے۔ اور وقب العین اس کا سوراخ ہے اور وقبت عیناہ کا معنی ہے وہ دونوں پھٹ گئیں اور وشائق وشب کی جمع ہے اور وشیقۃ کی اور یہ وہ گوشت ہے جس کو ابالا جائے تھوڑا سا۔ پھر اس کو خشک کیا جائے اور اس کو سفروں میں اپنے ساتھ رکھا جاتا ہے اور یہ بہت دیر تک باقی رہنے والا خشک گوشت ہوتا ہے۔

ابوعبیدہ نے کہا: اور بعض کا گمان یہ ہے کہ ہنڈیا کے قائم مقام ہوتا ہے جسے آگ نے

نہ چھوا ہو۔ کہا جاتا ہے وشقت اللحم اشقہ اور اشقتہ اس کی مثل الغدر ہے جو کہ فدرۃ کی جمع ہے اور یہ ٹکڑے کو کہا جاتا ہے۔

حضرت عمر کا آپ کو خلافت کے ساتھ مستحق کرنے کا بیان اگر ان کا انتقال ہو اور آں حالیکہ آپ زندہ ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ سرغ کے مقام پر پہنچے اور انہیں بتایا گیا کہ شام میں شدید وبا پھوٹ پڑی ہے تو آپ نے فرمایا! اگر میں فوت ہو گیا اور ابوعبیدہ زندہ ہوئے تو میں اس کو خلیفہ مقرر کر دوں گا اور اگر مجھے اللہ رب العزت نے پوچھا آپ نے انہیں امت محمد پر کیوں خلیفہ مقرر کیا؟

تو میں عرض کروں گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ تحقیق ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے اور میرا امین ابُوعبیدہ بن الجراح ہے اور اگر مجھے موت نے آلیا اور ابوعبیدہ کا وصال ہو چکا ہو تو میں معاذ بن جبل کو خلیفہ مقرر کروں گا۔ پس اگر مجھے اللہ رب العزت نے پوچھا آپ نے اسے کیوں خلیفہ بنایا؟

تو میں کہوں گا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے وہ قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے سامنے علماء ایک کنارہ پر ہوں گے۔

شرح: سرغ راء کے فتح کے اور اس کے اسکان کے ساتھ ایک بستی ہے وادی تبوک میں شام کے راستہ کی جانب سے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مدینہ منوّرہ سے تیرہ مراحل کے فاصلہ پر ہے اور بندہ نون کی فتحہ اور اس کے ضمہ کے ساتھ ہے جس کا معنیٰ ایک کنارہ ہے اور حضرت ابوبکر کی خلافت کی فصل میں گذر چکا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت ابوعبیدہ بن الجراح کی بیعت کی طرف جلدی کی تھی لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اوّلیت کی بناء پر معذرت کرتے ہوئے اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر خلیفہ نامزد کرتے؟ فرمایا! ابوبکر کو۔

ان سے کہا گیا: پھر کس کو؟

فرمایا! عُمر کو۔

عرض کی گئی! پھر کس کو؟

فرمایا! ابوعبیدہ کو۔

اور یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی فصل میں گذر چکا ہے۔

ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا آپ کو مُختص کرنا

ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر نے اپنی کتاب فتوح الشام میں روایت کیا ہے کہ عربوں کے قبیلوں کے گروہ تمام اَطراف سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے مُسلمانوں کی کمک کے لیے۔ تو آپ ان میں سے کسی ایک آدمی کو ان پر امیر مقرّر کرتے اور انہیں خبر دیتے کہ وہ اس کے امراء میں سے جس کی طرف جانا چاہیں جا کر مل جائیں، پس جب وہ ان سے کہتے: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ! آپ ہمارے لیے امیر کا انتخاب کریں تو آپ فرماتے: آپ پر لازم ہے کہ آپ ہین ولین (نرم مزاج) کے ساتھ ملیں جو ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں دیتا اور جب اس کے ساتھ لڑائی کی جائے وہ معاف کر دیتا ہے اور جب اس کے ساتھ قطع تعلقی کی جائے وہ صلہ رحمی کرتا ہے مومنوں کے ساتھ رحیم ہے اور کافروں پر سخت ہے تم پر ابوعبیدہ بن الجراح کی اتباع لازم ہے۔

شرح:

ھین ولین: مخفف ومشدد ہے اور قوم ھینون لینون دونوں کے ساتھ ہے۔

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی فصل میں گُذر چکا کہ انہوں نے سقیفہ کے روز فرمایا: اور میں نے تمہارے لیے دو آدمیوں میں سے ایک پر راضی ہوں عمُر بن الخطاب

اور ابو عبیدہ بن الجراح۔ جہاں تک ابو عبیدہ بن الجراح کا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ ہے اور جہاں تک عمر کا تعلق ہے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اے اللہ! اس دین کی تائید عمر یا ابو جہل سے فرما۔ الحدیث۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی فصل میں گذر چکی ہے۔

ساتویں فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ کے لیے جنّت کی گواہی دینے میں

اس فصل کی احادیث اس کی نظیر میں باب العشرہ میں عبدالرحمٰن اور سعید بن زید کی احادیث میں سے گذر چکی ہیں۔

آٹھویں فصل

آپ کے چند ایک فضائل کے ذِکر میں

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے اس وقت ان کی عُمر اکتالیس سال تھی اور اس کے بعد تمام غزوات میں شامل رہے اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے اور اُحد کے روز آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور بدر کے روز اپنے باپ کو حالتِ کُفر میں قتل کیا تو اللہ ربّ العزت نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ .... الآیۃ۔

(سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

آپ اس قوم کونہیں پائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ دوستی رکھیں ان کے ساتھ جو دشمنی کریں اللہ اور اس کے رسول کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ ہی کیوں نہ ہوں اور آپ ان دس افراد میں سے ایک ہیں جن کے لیے جنّت کی گواہی دی گئی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر میں چلا کرتے تھے اور فرماتے تھے: آگاہ ہو جاؤ کئی ایک اپنے کپڑوں کو سفید کرنے والے ہیں اور اپنے دین کو گندا کرتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ تُم میں سے کئی ایک اپنے نفس کے لیے ہیں حالانکہ وہ اس کے لیے حقیر ہے پس تم سابقہ گُناہوں کو نئی نیکیوں سے جلدی دھوؤ۔ پس اگر تم میں سے کوئی ایک زمین و آسمان کے مابین بھی سیئات کرے پھر وہ نیکی کا ایک عمل بھی کرے تو وہ اس کی برائیوں سے برتر ہوگا یہاں تک کہ وہ ان پر غالب آجائے گا۔

ابُوعبیدہ بہترین شخص ہے

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہترین آدمی ابوبکر ہے، بہترین آدمی عمر ہے، بہترین آدمی ابُوعبیدہ بن الجراح ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہونے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے سوال کیا گیا ؟ کونسا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاں زیادہ محبوب تھا؟

آپ نے فرمایا! ابوبکر؟

کہا گیا! پھر کون؟

فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح۔

اور یہ مادون العشرہ کے باب میں گذر چکا ہے۔

حضرت ابوبکر وعُمر وغیرہما کا آپ کی تعریف کرنے کا بیان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف خصائص کی فصل اور حضرت عُمر کی تعریف کا ایک حصہ گذر چکا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے اَصحاب کو ایک روز فرمایا تم تمنا کرو۔ تو ایک آدمی نے کہا: میری خواہش ہے کہ اگر یہ گھر میرے پاس موتیوں اور زَبرجد اور جوہروں سے بھرا ہوتا تو میں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا اور صدقہ کرتا۔ آپ نے فرمایا: خواہش ظاہر کرو۔ تو انہوں نے کہا: اے اَمیر المومنین ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کیا کہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ اگر یہ گھر ابُوعبیدہ بن الجراح جیسے لوگوں سے بھرا ہوا ہوتا۔

اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے اور فضائلی نے تخریج کیا اور یہ اضافہ کیا تو ایک آدمی نے کہا: آپ نے اسلام کی کوئی پرواہ نہ کی۔ آپ نے فرمایا! وہی تو میری مُراد ہے۔

شرح:

آلوت: کا معنی ہے آپ نے اس سے کوتاہی کی،

اور عمَرو بن العاص سے مروی ہے فرمایا: قریش میں سے تین آدمی لوگوں میں سے خُوبصورت ترین ہیں چہرے کے اعتبار سے اخلاق کے اعتبار سے احسن ترین اور بہت زیادہ حیاء دار ہیں۔ اگر وہ آپ سے بات کریں تو آپ کو جھُوٹ نہیں کہیں گے اور اگر آپ ان سے بات کریں گے تو آپ کو نہیں جھٹلائیں گے۔ ابوبکر صدّیق، عثمان بن عفّان اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم۔ اس کو فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عُمر کا ابوعبیدہ کی مخالفت کرنے کو ناپسند کرنا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف نکلے اور انہیں خبر دی گئی کہ وہاں وباء پھوٹ پڑی ہے تو انہوں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمع فرمایا اور ان سے مشورہ کیا تو ان کا اختلاف ہوا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بھی واپس لوٹ جانے والوں کی رائے کے موافق تھی تو آپ واپس لوٹ گئے۔ تو آپ کو ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے ابُوعبیدہ اگر یہ بات آپ کے علاوہ کوئی دُوسرا کہتا۔ اور حضرت عمر آپ کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے۔ اہاں! ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے اگر آپ کے اُونٹ ہوں تو آپ وادی میں اُتریں جس کے دو کنارے ہوں ان میں سے ایک سرسبز وشاداب میں چروائیں تو بھی اللہ کی تقدیر سے ہوگا اور اگر آپ خُشک میں چروائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوگا۔

اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔

شرح:

العدوۃ: عین کی ضمہ کے ساتھ اور اس کی کسرہ کے ساتھ وادہ کا کنارہ یعنی اس کی ایک جانب ہے۔

آپ کے زُھد کا بیان

عروۃ بن الزبیر سے مروی ہے فرمایا: حضرت عمُر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام آئے تو آپ کے اخبار کے امراء کی آپ سے مُلاقات ہوئی اور اس سرزمین کے بڑے بڑے لوگوں سے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: میرا بھائی کہاں ہے؟

انہوں نے کہا: کون؟

آپ نے فرمایا! ابوعُبیدہ بن الجراح؟

انہوں نے کہا! وہ ابھی ابھی آپ کے پاس آتا ہے پس جب وہ آئے تو سواری سے اترے تو ان کے گلے ملے پھر ان کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کے گھر میں سوائے تلوار، ڈھال اور ان کے کجاوے کے کچھ بھی نہ دیکھا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا! کیا آپ نے وہ کچھ نہیں بنایا جو آپ کے ساتھیوں نے بنایا ہے؟ (یعنی مال واسباب) تو انہوں نے کہا! اے امیر المومنین! یہ چیز مجھے قیلولہ کرنے کی جگہ پہنچا دیتا ہے۔

اس کو الصفوۃ میں فضائلی نے تخریج کیا ہے اور اس کے اس قول کے بعد: وہ ابھی ابھی آپ کے پاس آتے ہیں تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آئے جس کی نکیل ایک رسی تھی۔

اَبُوعبیدہ کا فقر اور گورنری

ایک روایت میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا: آپ میرے ساتھ اپنے گھر چلیں آپ نے کہا! اور آپ وہاں کیا کریں گے؟

آپ صرف اپنی آنکھیں مجھ پر نچوڑنا چاہتے ہیں؟

فرماتے ہیں: تو وہ ان کے گھر داخل ہوئے تو وہاں کوئی بھی چیز نہ دیکھی تو فرمایا! آپ کا ساز وسامان کہاں ہے؟ میں تو صرف کجاوہ ایک دونگا اور چند اشیاء دیکھتا ہوں حالانکہ آپ امیر (گورنر، سالار) ہیں۔ آپ کے پاس کھانا ہے تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چمڑے سے منڈی ہوئی ایک ٹوکری کی طرف اٹھے تو اس سے کچھ ٹکڑے لیے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ مُجھ پر اپنی آنکھوں کو نچوڑیں گے (روئیں گے) اے اَمیر المومنین اور اس سب کو بعض الفاظ کے تغیّر کے ساتھ صاحب فتوح الشام نے تخریج کیا ہے۔

اور ابو حذیفہ نے بھی فتوح الشام میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وصال کر گئے جبکہ شام کا والی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت کی ولایت کا فرمان لکھا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر دیا۔ تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط کو چُھپایا خالد رضی اللہ تعالیٰ ونہ وغیرہ سے یہاں تک کہ جنگ ختم ہوگئی اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ دمشق کے لیے امان نامہ لکھ دیا حالانکہ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر تھے حالانکہ انہیں علم ہی نہ تھا پھر جب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا علم ہوا اس کے بعد کہ تقریباً بیس دن گذر چکے تھے تو وہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس داخل ہوئے تو انہیں کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے آپ کے پاس امیر المومنین کی جانب سے ولایت کا خط آیا تو آپ نے مجھے اس سے آگاہ نہیں کیا اور آپ میرے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں حالانکہ سلطنت آپ کی ہے؟

تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب دیا اور اللہ تعالیٰ آپ کی بھی مغفرت فرمائے، میں انشاء اللہ آپ کو آگاہ کرنے والا نہ تھا یہاں تک کہ آپ اس کو میرے علاوہ کسی دوسرے سے بہتر جانتے اور میں آپ پر آپ کی جنگوں کو توڑنے والا نہیں تھا، یہاں تک کہ وہ ساری ختم نہ ہو جائیں اور میں انشاء اللہ آپ کو آگاہ کر دیتا حالانکہ مجھے دنیاوی بادشاہت کی کوئی خواہش نہیں ہے اور نہ میں دنیا کے لیے کام کرتا ہوں اور ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ عنقریب زوال پذیر ہو جائے گا اور مُنقطع ہو جائے گا اور ہم بھائی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اَمر کو نافذ کرنے والے ہیں اور آدمی کے۔ لیے یہ بات باعث ضرر نہیں ہے کہ اس پر اس کا دینی بھائی والی بن جائے حالانکہ اس کی دُنیا بلکہ والی بھی جانتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ ان دونوں کی وجہ سے فتنہ کے زیادہ قریب ہے اور زیادہ غلطی کا اِرتکاب کرسکتا ہے جس کی بناء پر وہ ہلاکت میں پڑ سکتا ہے سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ بچائے اور وہ بہت کم لوگ ہیں تو اس وقت حضرت اُبوعبیدہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خط حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔

آپ کے خوفِ خُدا کا بیان

امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک آدمی داخل ہوا آپ رو رہے تھے تو اس نے کہا: آپ کو کس چیز نے رُلایا ہے اے ابوعبیدہ؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے یہ چیز رُلا رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اس فتح کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عطا فرمائے گا یہاں تک کہ آپ نے شام کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے ابوعبیدہ! اگر آپ اس وقت تک زندہ رہے تو آپ کو خادموں میں سے تین خادم کافی ہیں۔ ایک وہ جو آپ کی خدمت کرے اور ایک وہ جو آپ کے ساتھ سفر کرے اور ایک وہ جو آپ کے گھر والوں کی خِدمت کرے اور ان کی حفاظت کرے۔

اور آپ کو تین سواریاں کافی ہیں، آپ کے کجاوے کا جانور، سواری کا جانور اور آپ کا بوجھ اُٹھانے والا جانور۔ اور آپ کے غلام کے لیے سواری کا جانور پھر میں اپنے گھر کی طرف دیکھتا ہوں جو غلاموں سے بھرا ہوا ہے اور اپنے اصطبل کی طرف دیکھتا ہوں وہ گھوڑوں اور چوپایوں سے بھرا ہوا ہے اور میں کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بعد مُلاقات کروں گا اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ تم میں سے میرا محبوب ترین اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے گا جس پر میں اس سے جُدا ہوا تھا۔

آپ کی تواضع اور اپنی رعیت کے لیے انصاف اور ان کے لیے مساوات کا بیان

ابوحذیفہ نے فتوح الشام میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ افراد کی معیت میں بھیجا اور اسے فرمایا: اے عمرو یہ آپ کی قوم کے معززین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے نکل رہے ہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لیے فروخت کرتے ہوئے تو تُو نکل اور لشکر تیار کر یہاں تک کہ میں لوگوں کو آپ کے ساتھ جانے پر اُبھاروں گا۔ تو حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! کیا میں لوگوں پر والی نہیں ہوں گا؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ بلکہ تو ان کا سالار ہو گا جن کو میں آپ کے ساتھ بھیجوں گا یہاں سے تو انہوں نے کہا بلکہ ان پر بھی جو مجھ سے پہلے آپ نے بھیجے ہیں مسلمانوں میں سے۔ فرماتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن آپ ایک سالار ہوں گے پس اگر جنگ نے آپ سب کو جمع کیا تو ابو عبیدہ تم سب کے امیر ہوں گے تو حضرت عمرؓو خاموش۔ پھر جب ان کے کوچ کر جانے کا وقت ہوا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو ان سے کہا: اے ابو حفص! آپ جنگ میں میری نُصرت کو جانتے ہیں اور دُشمن میں میرے مناقب کو اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میری قدر و منزلت کو بھی دیکھا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت ابو بکر صدیق آپ کی بات کو نہیں ٹالتے۔ تو آپ انہیں مشورہ دیں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کہ وہ مجھے شام میں ان فوجوں کی کمان (امارت) دے دے۔ پس میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں ان ملکوں کو فتح کرے گا اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور مسلمانوں کو وہ کچھ دکھائے جس سے تُم خوش ہو گے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں آپ سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں اس بارے میں ان سے بات نہیں کروں گا اور وہ اس میں میری موافقت بھی نہیں کریں گے۔

کہ وہ آپ کو ابُوعبیدہ پر امیر بنا کر بھیجے حالانکہ ابُوعبیدہ ہمارے نزدیک آپ سے قدر و منزلت کے اعتبار سے افضل ہے انہوں نے کہا: اس چیز سے ابُوعبیدہ کی قدر و منزلت میں کوئی کمی نہ ہو گی اگر وہ مجھے ان پر امیر مقرر کریں۔

فرماتے ہیں: پس جب حضرت عمرو ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئے تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا: آپ کو خُوش آمدید ہو اے اُبوعبداللہ! بسا اوقات آپ مسلمانوں کے لیے مبارک ہوتے ہیں اپنی رائے کی وجہ سے اور اپنے حاضر ہونے کی وجہ سے اور باعث غنیمت اور میں بھی ان میں سے ایک ہوں اور میں اگرچہ تم پر والی ہوں کوئی بھی فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتا پس آپ مجھے اپنی رائے سے آگاہ کرنا پس میں آپ سے بے نیاز نہیں ہوں۔

فرماتے ہیں: تو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا اللہ تعالیٰ آپ کو اس چیز کی توفیق دے جس سے مسلمانوں کی اصلاح ہو اور آپ اس سے دشمن کے لیے مصیبت بن جائیں۔

اور ابوحذیفہ نے فتوح الشام میں ہی روایت کیا ہے کہ رومیوں نے ابوعبیدہ بن الجراح کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم آپ کی طرف ایک ایسے آدمی کو بھیجیں گے اپنے میں سے جو آپ کو صلح کی پیشکش کرے گا اور آپ کو نصف کی طرف دعوت دے گا، پس اگر آپ نے اس کی پیشکش کو قبول کر لیا شاید وہ آپ کے لیے بھی بہتر ہو اور ہمارے لیے بھی۔ اور اگر آپ نے انکار کر دیا پس ہمارا خیال ہے کہ وہ آپ کے لیے شر ہی ہوگا۔ تو آپ نے انہیں کہا: تم جس کو چاہو بھیج دو۔ تو انہوں نے ایک دراز قد سرخ (گورے) نیلی آنکھوں والے آدمی کو بھیجا تو وہ آیا تو جب وہ مسلمانوں کے قریب ہوا تو وہ قوم میں اُبوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پہچان سکا اور اسے اس کا بھی علم نہ ہو سکا کہ آپ ان میں موجود بھی ہیں یا نہیں ہیں؟ اور نہ اسے امیروں میں سے کسی امیر (سالاروں میں سے کسی جرنیل) کی جگہ مرعوب کر سکی۔ تو اس نے کہا! اے گروہ عرب! تمہارا سالار لشکر کہاں ہے؟ تو انہوں نے اسے کہا: وہ یہ ہیں۔ تو اس نے دیکھا تو اچانک اس نے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹھا ہوا پایا جس پر زرہ تھی اس وقت وہ گھوڑے کو پکڑے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں نیزے تھے جنہیں وہ اُلٹ پلٹ کر رہے تھے اور آپ مٹی پر بیٹھے ہوئے تھے

تو اس نے آپ سے کہا۔ کیا آپ ان کے سالار و امیر ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں!

اس نے کہا! آپ کو کس چیز نے مٹی پر بٹھایا ہوا ہے؟

آپ کی کیا رائے ہے اگر آپ تکیہ پر بیٹھے ہوتے یا آپ کے نیچے قالین ہوتا۔ کیا یہ چیز آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ کم کرنے والی ہے؟ اور کیا یہ چیز آپ کو احسان سے دور کرنے والی ہے؟

تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا! اللہ تعالیٰ حق بات کو بیان کرنے سے حیاء نہیں کرتا۔ میں آپ کو ضرور سچ سچ کہوں گا۔ میں نے صبح نہیں کی مگر یہ کہ میں اپنی تلوار اپنے گھوڑے اور اپنے اسلحہ کا مالک تھا۔ اور مجھے کل ضرورت پڑی کچھ نفقہ کی تو میں نے اپنے اس بھائی سے کچھ چیز قرض لی یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ حالانکہ اس کے پاس کچھ موجود تھا تو میں نے قرض لے لیا اگر میرے پاس قالین ہوتے یا تکیہ ہوتا تو بھی میں اس پر نہ بیٹھتا اور میں اس پر اپنے مسلمان بھائی کو بٹھاتا جس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے کہ شاید وہ مجھ سے زیادہ قدر و منزلت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہو روئے زمین پر۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ہم زمین پر چلتے ہیں اور اس پر بیٹھتے ہیں اور اس پر کھاتے ہیں اور اسی پر لیٹتے ہیں اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے لیے کسی چیز کو کم نہیں کرتا بلکہ اس سے سے ہمیں اجر عظیم حاصل ہوتا ہے اور ہمارے درجات بلند ہوتے ہیں تو اپنی حاجت بیان کر جس کے لیے تو آیا ہے۔

اور ابوحذیفہ ہی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوجوں میں ان کے ساتھ ملاقات کی اور اُس وقت وہ اونٹنی پر سوار تھے آپ نے ایک عباء پہنی ہوئی تھی جس اونٹنی کی نکیل بالوں کی رسی تھی اپنا اسلحہ پہنے ہوئے تھے اپنی کمان اپنے کندھوں کے ساتھ لٹکائی ہوئی تھی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طاعون کے زمانہ میں جو شام میں پھیلا تھا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

طرف لکھا ہمیں ایک ضرورت پیش آ گئی ہے جس میں ہمیں آپ کی ضرورت ہے پس جب آپ کے پاس میرا یہ خط آئے تو میں آپ پر لازم کرتا ہوں کہ آپ کے پاس اگر رات کے وقت خط پہنچے تو صبح کرنے سے پہلے چلے آئیں اور اگر دن کے وقت پہنچے تو شام سے پہلے میری طرف سوار ہوں۔

پس جب آپ نے اس خط کو پڑھا فرمایا۔ میں نے اُمیر المومنین کی حاجت کو جان لیا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ مجھ سے سبقت کرے اس کی طرف جو باقی نہیں رہے پھر آپ نے لکھا: میں نے آپ کی حاجت کو جان لیا ہے اے امیر المومنین آپ مجھے اپنے عزم سے چھوڑ دیں پس میں مسلمانوں کے لشکروں میں سے ایک لشکر میں ہوں، میں ان کو چھوڑ کر اپنی جان میں رغبت نہیں رکھتا۔ پس جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط کو پڑھا تو روے۔ تو ان سے پوچھا گیا کیا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا؟

فرمایا! نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف لکھا تھا کہ اردن ایک نمناک زمین ہے اور جابیہ نزہت والی جگہ ہے پس تو مسلمانوں کو لے کر جابیہ چلا جا پس جب ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پڑھا فرمایا: اس میں ہم امیر المومنین کی بات کو سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے اس کو ابو حذیفہ اور فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

شرح:

طاعُون، وباء کی وجہ سے موت ہے یہ مرض عام ہے ہوا کے خراب ہونے کی وجہ سے جس سے مزاج فاسد ہو جاتے ہیں بدن بھی، کہا جاتا ہے طعن الرجل فھو مطعون وطعین۔ اور، اردن ھمزہ کے ضمہ اور نون کی تشدید کے ساتھ ایک شہر اور ایک ضلع جو بالائی شام میں واقع ہے اور جابیہ دمشق کی ایک بستی ہے اور غمصہ غین معجمہ کے ساتھ ہے یعنی وہ پانی کے قریب ہے اور نمی اور آبادی کے قریب ہے اور انعمق ہوا کے خراب ہونے کو کہا جاتا ہے اور اس کی خراب زیادہ نمی

کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس سے وبا پھوٹ پڑتی ہے اور انعمق ندی پر سوار ہونے کو بھی کہا جاتا ہے اور نزہۃ ۔ یعنی پانی سے دُور ہے تو اس میں وباء کم پڑتی ہے ابن السکیت نے کہا: اور وہ چیز جس کو لوگ اس کی جگہ پر نہ رکھیں ان کا یہ قول: ہم تنزہ حاصل کرتے ہوئے نکلے، راغوں کی طرف ۔ کہا: جہاں تک تنزہ کا تعلق ہے تو وہ پانیوں اور سبزہ زار سے دُوری کو کہا جاتا ہے اور اسی سے ہے فلاں تنزہ عن الاقذار یعنی وہ ان سے دور ہوتا ہے۔

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ طاعون عمواس سے حضرت ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفوظ تھے اور ان کے گھر والے بھی تو انہوں نے فرمایا اے اللہ! اس کا حِصّہ آل ابی عبید کو بھی حاصل ہو تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خنصر (چھنگلی) میں ایک چھوٹا سا پھوڑا نکلا تو آپ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آپ سے کہا گیا؛ یہ کچھ بھی نہیں ہے تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ جب وہ کسی قلیل چیز میں برکت ڈالے تو وہ کثیر ہو جاتی ہے اس کو فضائلی اور ابوحذیفہ نے تخریج کیا ہے۔

طاعون عمواس: جوہری نے کہا، یہ اسلام میں پھیلنے والا پہلا طاعُون ہے جو شام میں پھیلا۔ اور البثر ۃ تھوڑے سے پھوڑے کو کہا جاتا ہے اس کی جمع بثورا آتی ہے اور اس بارے اشعار ہیں کہ طاعون کی تفسیر اس کے علاوہ سے بھی کی گئی ہے جو ابھی ابھی اس کی تفسیر کی گئی اور اس کا اول خراج ہے یا اس کا غیر اس کو طاعون کہتے ہیں اور یہ بعید ہے کہ وہ مرض جو عام ہو وہ خراج کی وجہ سے ہو یا اس کا غیر ہو اسے طاعون کہا جائے اور یہ طاعون اسی طرش کا تھا۔ واللہ اعلم۔

آپ کے اہتمام کا بیان جب حضرت عمُر نے قحط کے سال آپ کو برانگیختہ کیا روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے تو آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا اور اس وقت آپ شام میں تھے، الغوث الغوث ۔ مدد کریں مدد کریں مسلمانوں کو آپس تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف لکھا۔

اے امیر المومنین ! آپ نے میری طرف الغوث الغوث لکھا حالانکہ آپ کی طرف قافلہ آ گیا ہے جس کا اوّل آپ کے پاس ہے اور اس کا آخر شام میں ہے۔

نویں فصل

آپ کی وفات اور اس کے مُتعلّقات

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعون عمواس میں سرزمین شام میں اُردن کے مقام پر فوت ہوئے اور وہیں آپ کی قبر ہے، ۱۸ ہجری میں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں جبکہ ان کی عمر اس وقت اُٹھاون سال تھی۔ اور ان کی نماز جنازہ مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی اور آپ کی قبر میں معاذ بن جبل وعمَرو بن العاص وضحاک بن قیس اُترے اس کو اُبو عمر اور صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

اور مدائنی نے عجلانی سے اور انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان سے روایت کیا فرمایا۔ طاعون عمواس میں پچیس ہزار افراد فوت ہوئے اور کہا گیا جب طاعُون پھیلا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یہ عذاب ہے تو تُم اس سے مُتفرق ہو جاؤ۔ تو یہ خبر شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو اُنہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کی صُحبت کی حالانکہ عمَرو اپنے گھریلو اُونٹ سے بھی زیادہ گمراہ ہے یہ تمہارے نبی کی دعوت اور تمہارے رَب کی طرف سے رحمت ہے اور صالحین کی تُم سے پہلے موت ہے پس تم اس کے لیے اکٹھے رہو اور اس سے مُتفرّق نہ ہو، تو یہ بات عمْرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی، تو انہوں نے فرمایا، اس نے سچ کیا۔

اور ابو قلابہ نے کہا، میں نے شہادت اور رحمت کو جان لیا اور میں اس بات کو نہ جان سکا کہ یہ تُمہارے نبی کی دعوت ہے سے کیا مُراد ہے؟

تو میں نے اس بارے سوال کیا، تو کہا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا

فرمائی کہ آپ کی اُمت کا فناء ہونا طاعون کے ذریعے ہو جب آپ نے یہ دُعا فرمائی کہ وہ آپس میں جنگ نہ کریں تو آپ کو اس سے منع کیا گیا، تو آپ نے یہ دُعا مانگی۔ اہلِ علم نے کہا: یہ اس کے لیے شہادت ہے جس نے اِس پر صبر کیا اَجر طلب کرتے ہوئے یہ جانتے ہوئے کہ اسے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ اس سے خطا کرنے والا نہ تھا اور جو اُسے حاصل نہ ہوا وہ اُسے حاصل ہونے والا نہ تھا، جہاں تک اِس کا تعلّق ہے جو اس سے بھاگ گیا تو اُسے اُس نے آلیا تو وہ شہید نہیں ہوگا۔ مدائنی کے قول سے یہاں تک قلعی نے تخریج کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وصیّت کا بیان

سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا۔ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُردن میں طاعُون میں مشاہدہ ہوئے تو آپ نے ان مُسلمانوں کو بُلایا جو وہاں موجود تھے اور فرمایا: میں تمہیں ایک وصیّت کرنے والا ہوں اگر تُم نے اِس کو قبول کرلیا تو تم ہمیشہ خیَر میں رہو گے۔ نماز قائم کرو اور رمضان کا مہینہ روزے رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور حج کرو اور عمرہ کرو اور ایک دوسرے کو نصیحت کرو اور اپنے اُمراء کے لیے مخلص رہو۔ اور تم انہیں کمزور نہ کرنا اور تمہیں دُنیا غرور میں مبتلا نہ کرے۔ اگر کوئی شخص ہزار سال بھی زندہ رہے تو اس کے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ میرے اس پچھاڑے جانے کی جگہ نہ ہو جائے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے بنو آدم پر مَوت کو لکھ دیا ہے پس انہوں نے مرنا ہے تو......

سب سے زیادہ عقلمند ان میں سے اپنے رب کا سب سے زیادہ مطیع وفرمانبردار ہے اور اپنے مَعاد یعنی آخرت کے لیے سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اَے معاذ بن جبل! لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں کھڑے ہوئے تو فرمایا: اَے لوگو! تُم اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توَبہ کرو جو بھی شخص اللہ تعالیٰ سے توَبہ کرتے ہوئے مُلاقات کرے گا تو اللہ

تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمائے گا جس کسی پر کوئی قرض ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کو ادا کرے پس آدمی اپنے دین میں مرتہن گروی) ہے اور جو بھی شخص تم میں سے اپنے بھائی سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے صبح کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ مُلاقات کرے اور اس کے ساتھ صُلح کرے۔ اور کسی مُسلمان کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ کنارہ کش ہو جائے۔ اَے مسلمانو! تم اس آدمی سے غمزدہ کر دیئے گئے ہو میرا خیال ہے کہ میں نے اس سے زیادہ دل کے اِعتبار سے نیکو کار دیکھا ہو اور نہ باطنی کینہ سے اس سے زیادہ کوئی دُور ہونے والا ہو اور نہ اُمّت کے لیے اس سے زیادہ محبّت کرنے والا ہو اور نہ اس سے زیادہ مُخلص۔ پس تم اُن پر رحمت کرو اور ان کی نماز جنازہ میں حاضر ہو جاؤ۔

دسویں فصل
آپ کی اولاد کے بارے میں

آپ کی اولاد میں سے یزید و عمیر تھے دونوں کی ماں ہند بنت جابر تھی وہ دونوں فوت ہو گئے تھے، آپ نے اپنے پیچھے کوئی بھی اولاد نہ چھوڑی۔ واللہ اعلم

اللہ تبارک و تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کاملہ کے صدقہ سے ریاض النضرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ کی جزُ چہارم کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا۔

الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِینَ وَعَلٰی آلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ"

نیاز آگین
صائم چشتی